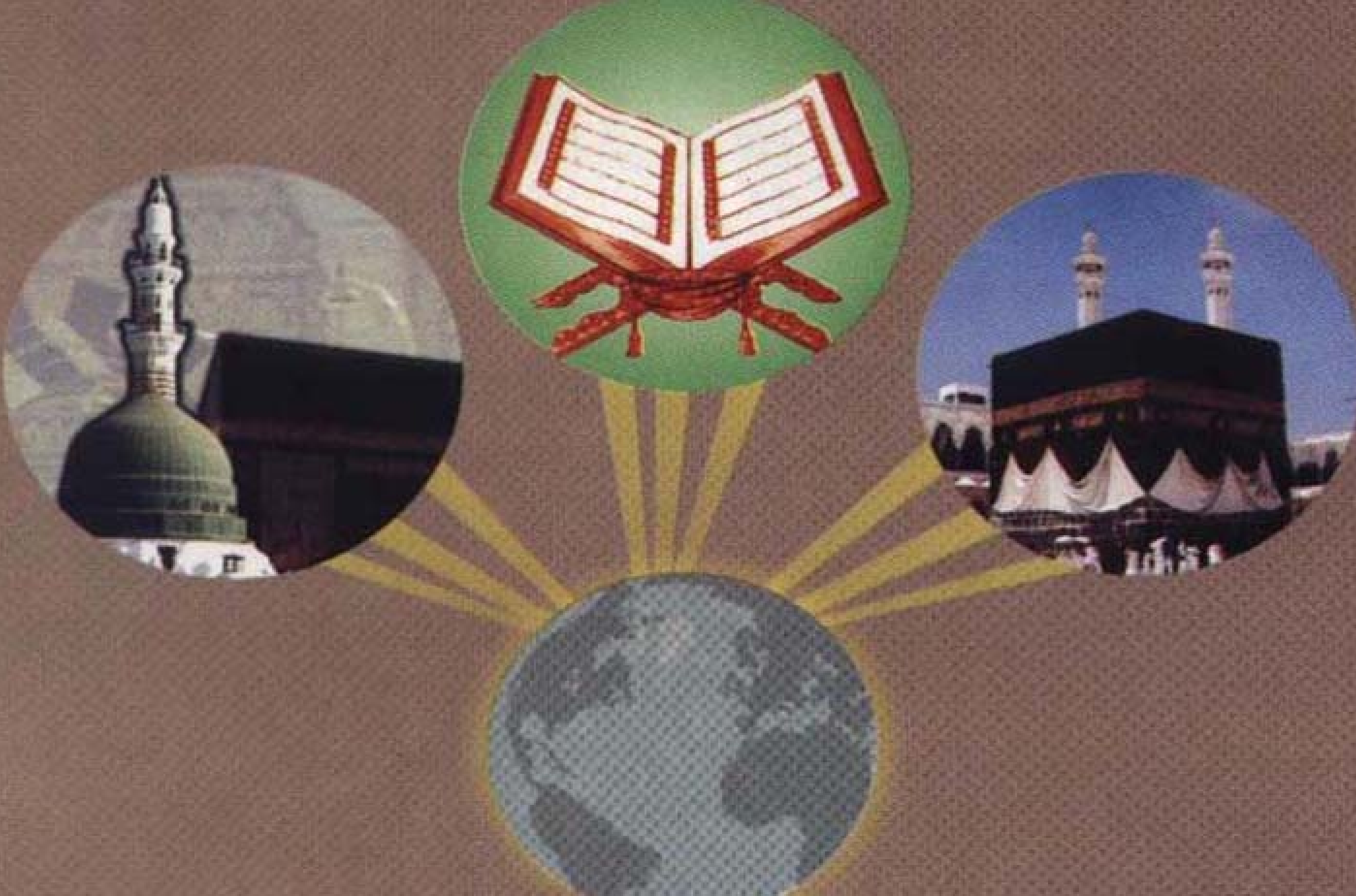
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ



واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقو۔۔۔۔۔۔(القرآن)

سُنّی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث

بھائیوں کے نام ایک مسلمان بھائی کا کھلا خط

مصنف: ملک اظہر اسماعیل

اشاعت اول	....	2006ء
تعداد	....	1000
نگران طباعت	....	ملک اظہر اسماعیل
کمپوزنگ	....	عبدالرحمٰن شہزاد

واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقو ------ (القرآن)

سنّی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث

بھائیوں کے نام ایک مسلمان بھائی کا کھلا خط

مصنف: ملک اظہر اسماع

امت مسلمہ
پوسٹ بکس نمبر 44
سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی
فون 0300-2625345

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
18-	72 فرقے دوزخ کا ایندھن کیوں بنیں گے؟	11
19-	جنتی فرقے کی تلاش	12
20-	مقدمہ اللہ کی عدالت میں	12
21-	اللہ کی بارگاہ میں التجا	13
22-	قرآن کا پہلا جواب	14
23-	بحث کا خلاصہ	16
24-	خبردار! ہوشیار!	16
25-	دوسرے سوال کا جواب	17
26-	حضرت محمد ﷺ کا دین کیا تھا؟	19
27-	میں قرآن مجید کو فائنل اتھارٹی مانتا ہوں	20
28-	کلمہ پڑھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟	20
29-	مسلمان کو کچھ اور کہلوانے کی کوئی ضرورت نہیں۔	21
30-	نماز مسلمان پر فرض ہے نہ کہ۔۔۔۔	21
31-	عجیب وغریب اختلافات	22
32-	فاتو برھانکم ان کنتم صٰدقین۔۔۔	23
33-	لفظ سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کے معانی	24
34-	لفظ ''مسلمان'' کے معانی ومفہوم	25
35-	مسلمان کا کوئی دوسرا نام نہیں ہوسکتا	25
36-	اب خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ	26
37-	کیا آپ اپنا فرقہ چھوڑ کر دوسرا فرقہ اپنا۔نے کیلئے تیار ہیں	28

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

بارگاہِ رب العزت میں

وہ ظرف عطا کر جو ثریا پہ بٹھا دے
یا رب مجھے انسان کی چوکھٹ سے اُٹھا دے
ویرانہ ء دل میں کوئی تصویر سجا دے
اجڑے ہوئے گلشن میں کوئی پھول کھلا دے
بازو مرے ایمان کی قوت سے قوی کر
جس سمت کو جاؤں مری اک دھاک بٹھا دے
ابو بکرؓ و عمرؓ کا مجھے ایما عطا کر
عثمانِ غنیؓ ، حیدر کرارؓ بنا دے
دوں گا تری توحید کی بے لاگ گواہی
چاہے مجھے تو وقت کے فرعون سے لڑا دے
میں تخت کی خاطر تو مسلمان نہیں ہوں
ہوں حق کیلئے، چاہے مجھے کرب و بلا دے
ہر شخص کو توحید کا ایقان عطا کر
ہر شخص کو اسلام کی تلوار بنا دے
ہر صوفی و ملاّ کو مِرا درد عطا کر
ہر شخص کے سینے میں آگ لگا دے
اس قوم کو وہ بندہ درویش عطا کر
جو دہر سے باطل کا ہر اک نقش مٹا دے

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و الصلوۃ و السلام علی رسول اللہ

امابعد! پہلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ یہ کتاب جو میں نے لکھی ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اسے عام کتاب نہ سمجھئے گا۔ کیونکہ میں نے یہ کتاب نہ تو کتاب لکھنے کی نیت سے لکھی ہے، نہ پیسہ کمانے کی نیت سے لکھی ہے اور نہ شہرت حاصل کرنے کے لیے لکھی ہے اور نہ شوقیہ لکھی ہے۔ بلکہ یہ کتاب اس لیے لکھی ہے کہ اس کی ضرورت تھی۔ بالخصوص امت مسلمہ کو اس کتاب کی اشد ضرورت تھی۔ کیونکہ اسلام اور امت مسلمہ کی حقیقت آج نام نہاد مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہو چکی ہے۔ علماء اور دانشور، اسلام اور امت مسلمہ کا نہ صرف حلیہ بگاڑ رہے ہیں بلکہ انہوں نے اسلام اور امت مسلمہ کی حقیقی شکل کو عام مسلمانوں سے پوشیدہ رکھ کر اپنی اپنی دکانیں کھول رکھی ہیں۔ اور اسلام کے نام پر امت مسلمہ کو ہزار ہا ناقابل اتصال ٹکڑوں، گروہوں، پارٹیوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں ان دکانوں اور دکانداروں کی حقیقت کو چاک کرنے کے ساتھ ساتھ۔ اسلام اور امت مسلمہ کا صحیح اور حقیقی تصور مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ آج تک ان کے ساتھ دین کے نام پر کتنا بڑا ظلم ہوتا رہا ہے۔ اور کس کس طریقے سے علمائے سوء نے دین حق کو چھپا کر امت مسلمہ کو زمانے بھر میں رسوا کیا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ حق کے سوا کچھ نہ لکھوں۔ کیونکہ حق کے سوا لکھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ اگر حق کے سوا کچھ لکھنا ہوتو میں سینکڑوں اور ہزاروں کتابیں لکھ سکتا ہوں۔ جیسا کہ عام لوگوں کا وطیرہ ہے۔ لیکن میں نے حق کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ حق کہوں گا۔ حق لکھوں گا۔ حق کیلئے جیوں گا اور حق کیلئے ہی مروں گا۔

تمام کلمہ گو بھائیوں سے التماس ہے کہ میں نے حق کو کھول کر اس کتاب میں بیان کر دیا ہے لہذا میری اس صدائے حق پر لبیک کہتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جماعت میں واپس

آجائیں۔اسی میں ہم سب کی بہتری ہے۔اسی میں فلاح اور نجات ہے۔اسی میں کامیابی اور سر خروئی ہے۔اوراسی میں اللہ اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد کی رضا ہے۔

یہ کتاب انشاء اللہ آپکو یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کردے گی کہ آپ نے اللہ اور اس کے رسولؐ کا ساتھ دینا ہے یا کفر وطاغوت کا۔

اللہ سے دُعا ہے کہ اللہ ہم سب کو اپنی بندگی میں لے لے اور اپنی رضا سے نوازے۔
اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

آپکا بھائی

ملک اظہر اسماعیل

سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث بھائیوں کے نام ایک مسلمان بھائی کا کھلا خط

محترم سنی، بریلوی، دیوبندی، شیعہ اور اہلحدیث بھائیو!

السلام وعلیکم!

اللہ کی حمد وثنا اور حضورﷺ پر درود وسلام کے بعد!

مجھے آپ سے مخاطب ہونے کی اور آپ کو کھلا خط لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی یہ بات آپ کو خط پڑھنے کے بعد ہی صحیح طور پر معلوم ہو سکتی ہے۔ البتہ صاحبان علم وعقل کیلئے اس بات کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں ہے۔

میرا تعارف

سب سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنا تعارف کراؤں۔ میرا نام ملک اظہر اسماعیل ہے۔ ضلع چکوال، تحصیل چوآ سیدن شاہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں ڈیری سیداں سے آبائی تعلق ہے۔ کسی مدرسے سے دین کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ میں نہ کوئی مولانا ہوں، نہ علامہ، نہ مفتی نہ مجتہد، نہ ڈاکٹر نہ پروفیسر، نہ لیڈر نہ پیشوا، نہ پیر طریقت نہ رہبر شریعت، نہ ذاکر اہل بیت نہ وکیل آل محمدﷺ، نہ امام اہل سنت، نہ مفسر قرآن نہ مفکر اسلام، نہ شیخ الحدیث نہ شیخ القرآن نہ شیخ اسلام نہ مجدد دوران نہ غزالیٔ زماں، نہ سنی، نہ شیعہ، نہ بریلوی نہ دیوبندی اور نہ اہلحدیث۔

میرا دین

میں صرف اور صرف مسلمان ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں صرف اللہ کا بندہ اور حضورﷺ کا امتی ہوں۔ اس کے علاوہ نہ مجھے کوئی نسبت درکار ہے اور نہ ہی میرے دین کا تقاضا۔ میرا دین اسلام ہے۔ میں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کرتا ہوں۔ اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ ہر کلمہ پڑھنے والے سے محبت کرتا ہوں اسے مسلمان سمجھتا ہوں۔ حق بات کہنا اپنے ایمان کا تقاضا سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہتا ہوں۔ کسی سے ڈرتا نہیں ہوں۔ اسلئے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں صرف اللہ سے ڈرتا ہوں۔

میرا خیال ہے مجھے اس سے زیادہ اپنا تعارف کرانے کی ضرورت بھی نہیں اور نہ ہی اس سے زیادہ میرا کوئی تعارف ہے۔

خط لکھنے کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں

خط لکھنے سے میرا مقصد کسی کی دل آزاری قطعاً نہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ میری کسی بے احتیاطی کی وجہ سے یا بتقاضائے بشریت کوئی ایسی بات میرے قلم سے نکل جائے جس سے کسی مسلمان بھائی کا دل دکھ جائے تو اس کیلئے پیشگی معافی کا خواستگار ہوں۔ کیونکہ اللہ گواہ ہے میں کسی کا دل دکھا کر کیا کروں گا۔ نہ جانے مجھے کس وقت موت کا بلاوہ آ جائے۔ اپنے اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ کہ میں تیرے بندوں کا دل دکھا کر آیا ہوں۔ نہیں بھائیو! میں آپ کا بھائی ہوں اور آپ کو بھی اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ اور اپنے بھائی کا دل دکھانا گناہ سمجھتا ہوں۔

میری اس تحریر کو پڑھتے وقت ہر لمحہ یہ بات اپنے ذہن میں رکھئے گا کہ آپ کا بھائی آپ سے مخاطب ہے۔ آپ کا دشمن نہیں۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ میں اپنی ہر بات اللہ کی پاک کتاب یعنی قرآن مجید اور فرمان رسول ﷺ کی روشنی میں کروں۔ تا کہ کسی شرارتی ذہن کو یہ بات کہنے کا موقع نہ ملے کہ میں نے کوئی بات اپنی طرف سے کہہ دی ہے اور اس طرح وہ میرے سادہ لوح اور نادان بھائیوں کو مجھ سے متنفر نہ کرتا پھرے۔

میرا مخاطب ہر مسلمان ہے

سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث بھائیوں کو تو خاص طور پر میں نے اس لئے مخاطب کیا ہے کہ ہمارے ملک میں اور ہمارے پڑوسی ممالک انڈیا اور بنگلہ دیش میں یہی چار پانچ بڑے گروہ یا فرقے ہیں ورنہ چھوٹے چھوٹے فرقوں اور پارٹیوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ لہذا میرے مخاطب نہ صرف ان فرقوں کے مسلمان ہیں بلکہ ہر وہ شخص میرا مخاطب ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جماعت یعنی امت مسلمہ سے الگ تھلگ کھڑا ہے۔ خواہ وہ کسی فرقے، کسی پارٹی یا کسی گروہ میں ہے یا بالکل الگ۔

انسانوں کے درمیان اختلافات کا آغاز اور وجوہات

جب سے انسان نے اس زمین پر مل جل کر رہنا شروع کیا۔ ان کے درمیان اختلافات رونما ہونے شروع ہو گئے۔ اور اختلافات کی وجہ صرف اور صرف ایک ہی تھی۔ اور وہ تھی خود غرضی، البتہ اس کی شکلیں مختلف ہوا کرتی تھیں۔ کوئی طاقتور تھا تو اسکی غرض یہ تھی کہ وہ کمزوروں کو دبا کر رکھے تاکہ زیادہ سے زیادہ مالی فوائد حاصل کرے۔ کوئی مذہبی پیشوا تھا تو وہ لوگوں کو غلط مسلط باتیں بتا کر اپنے پیچھے لگائے رکھتا تھا تاکہ اس کی دال روٹی بھی چلتی رہے اور پیشوائی بھی قائم رہے۔ کوئی سیاسی لیڈر تھا تو وہ اپنے مفاد کیلئے لوگوں کو ورغلاتا رہتا تھا۔ الغرض اپنے اپنے مفادات کیلئے لوگوں نے سو طرح کی دوکانیں کھول رکھی تھیں۔ اور سارا نزلہ بیچاری غریب عوام پر گرتا تھا۔ ہر طاقتور، ہر مذہبی پیشوا، ہر سیاسی لیڈر، ہر سرمایہ دار اور ہر جاگیردار غریب عوام کا خون نچوڑ نچوڑ کر اپنی تجوریاں بھرتا اور عیاشی کرتا اور عوام دو وقت کی روٹی کیلئے ترستی رہتی۔ کوئی غریب مزدور کو کم مزدوری دے کر اس کا حق مارتا اور اس کا استحصال کرتا۔ کوئی چندے وصول کر کے، کوئی نذر نیاز اور چڑھاوے لیکر، کوئی غنڈہ ٹیکس لیکر اور کوئی کسی طرح اور کوئی کسی طرح غریب عوام کو ظلم کی چکی میں پیتا۔

انبیاء کی آمد اور انسانوں کو نصیحت

جب لوگوں میں اختلافات رونما ہوتے تو اللہ تعالیٰ انسان کی راہنمائی کیلئے، ہدایت کیلئے اپنے رسول بھیجتا۔ وہ رسول آکر ان کو سمجھاتے کہ بھائیو آپس میں لڑنا چھوڑ دو۔ پیار اور محبت سے رہو۔ ایک دوسرے کے حق غصب نہ کرو۔ ظلم نہ کرو۔ ایک اللہ کی عبادت کرو اور ایک جماعت، ایک امت اور ایک پارٹی بن کر رہو۔ اگر آپس میں اختلاف کرو گے تو تمہارا اپنا ہی نقصان ہوگا۔ تمہاری جانیں ضائع ہوں گی۔ تمہاری فصلیں تباہ ہوں گی۔ تمہارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے۔ تمہاری معیشت کمزور ہو گی۔ تمہاری توجہ قوم کی فلاح سے ہٹ کر آپس کے جھگڑوں پر مرکوز ہو جائیگی جس کا بالآخر تمہیں نقصان ہوگا۔ فائدے کی توقع ہرگز نہ رکھنا۔

مفاد پرست طبقے کی کارستانیاں

یہ باتیں گو کہ سچ ہوتی تھیں ۔ لیکن سرداروں ، وڈیروں ، جاگیرداروں ، سرمایہ داروں ، مذہبی پیشواؤں اور سیاسی لیڈروں وغیرہ کے مفادات کو نقصان پہنچتا تھا۔ نہ صرف نقصان پہنچتا تھا بلکہ ان کی اجارہ داریاں اور دوکانداریاں ختم ہو جاتی تھیں ۔لہذا یہ بڑے بڑے لوگ سب سے پہلے ان انبیاء ورسل کی مخالفت کرتے اور پھر ان بڑے بڑے لوگوں نے اپنے لوگ پال رکھے ہوتے تھے جو ان کے ایک اشارے پر کچھ سے کچھ کر دیتے تھے۔ مذہبی پیشواؤں نے عوام کے ذہنوں میں مذہب کے ایسے غلط تصورات بٹھا دیے ہوتے تھے۔ کہ وہ اللہ کے رسولوں کی بات سننے کیلئے بھی تیار نہ ہوتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ الٹا ان کو تکلیفیں پہنچانے سے بھی باز نہیں آتے تھے۔ الغرض یہ لوگ اتنے طاقتور ہوتے تھے یعنی ان کے پاس مادی وسائل اور عوامی طاقت اتنی ہوتی تھی کہ یہ خودغرض لوگ اللہ کے انبیاء ورسل کو تکلیفیں اور اذیتیں دے دے کر جان سے بھی مار دیتے تھے۔ قرآن کریم میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل (یہودی) انبیاء کو قتل کر دیتے تھے۔ اور روایات میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل (یہودیوں) نے کم وبیش چھ ہزار انبیاء کو قتل کیا۔

بالآخر کچھ غریب نوجوان انبیاء کی دعوت پر لبیک کہتے۔ جہاں سے اہل حق کی تحریک آگے بڑھتی اور پھر کامیابی سے ہمکنار ہوتی تھی۔

انتہائی اہم بات

یہاں ایک نکتہ بیان کرتا چلوں کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ لوگ کتنے جاہل تھے کہ انبیاء کی بات نہ مانی اور انہیں قتل کرنے سے بھی باز نہ آئے۔ نہیں بھائیو! ایسی بات نہیں ہے۔ ان میں سے اکثر لوگوں کو بات سمجھ میں آجاتی ہوگی۔ لیکن ان کے مفادات انبیاء کی دعوت سے ٹکراتے تھے۔ بڑے لوگوں کے مفادات تو یہ تھے کہ وہ غریبوں کا خون پی رہے تھے۔ اگر وہ انبیاء کی دعوت قبول کرتے تو انہیں حرام توپیاں چھوڑنی پڑتیں۔ جو انہیں ہرگز گوارہ نہ تھا۔ اور عوام کے مفادات ان

بڑے لوگوں سے وابستہ ہوتے تھے۔ کوئی ان سرداروں کی چلمیں بھرتا تھا، کوئی ان کی مٹھی چاپی کرتا تھا۔ کوئی ان کے مویشی چراتا تھا۔ کوئی ان کی کھیتی باڑی کرتا تھا۔ ہر شخص کسی نہ کسی حوالے سے ان بڑے بڑے لوگوں کا دست نگر تھا۔ محتاج تھا۔ اور پھر لوگ یا تو اس وجہ سے انبیاء کی دعوت قبول نہیں کرتے تھے کہ اس طرح ان کی نوکری چلی جاتی اور ان کی دال روٹی کا بندوبست کون کرتا۔ یا پھر یہ بڑے بڑے لوگ اتنے طاقتور اور ظالم ہوتے تھے کہ لوگ اس ڈر سے بھی انبیاء کی دعوت قبول نہیں کرتے تھے۔ کہ ان کو مار دیا جائیگا۔ اور ایسا ہوتا بھی تھا۔ کیونکہ ان بڑے لوگوں نے ہی انبیاء کو قتل کروایا تو عوام کہاں سے بچ سکتے تھے۔

انسانیت کی دو گروہوں میں تقسیم

انبیاء اپنی ساری عمر انہیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے میں لگا دیتے۔ ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے رہتے۔ ایک امت بن کر رہنے کا سبق پڑھاتے رہتے۔ بالآخر کسی نبی کی دعوت کے انجام پر انسانیت دو واضح گروہوں میں تقسیم ہو جاتی۔ ایک جو اس نبی کے ساتھ ہوتا۔ جس کو مسلمان کہا جاتا اور دوسرا گروہ جو نبی اور نبی کے ماننے والوں یعنی مسلمانوں کے خلاف ہوتا۔ اس گروہ کو کافر قرار دے دیا جاتا۔ حالانکہ انبیاء کی دعوت ہمیشہ یہی ہوتی تھی۔ کہ تمام لوگ ایک ہی گروہ بن جاؤ یعنی مسلمان۔ لیکن چونکہ ایک گروہ کو جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے اپنے دنیوی مفادات اتنے عزیز ہوتے ہیں کہ وہ انبیاء کی بات کو رد کر دیتا ہے۔ اور پھر اپنے مفادات کو تحفظ دینے کیلئے خم ٹھونک کر اہل حق کے مقابلے پر اتر آتا ہے۔

انبیاء کے وصال کے بعد۔۔۔

قصہ مختصر جب اللہ کا نبی اس دنیا سے رخصت ہو جاتا اور اپنے پیچھے اپنے پیروکاروں کی اہل حق کی ایک جماعت چھوڑ جاتا تو کچھ ہی عرصہ بعد اس اہل حق کی جماعت۔ اس مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا ہونا شروع ہو جاتا۔ یہ انتشار زیادہ تر مذہبی نوعیت کا ہوتا۔ لہذا امت مذہبی

گروہ بندی کا شکار ہو جاتی اور اس کی وحدت پارہ پارہ ہو جاتی۔ اور یہ گروہ بندی اتنی شدید ہو جاتی کہ وہ ایک اللہ اور ایک نبی کو ماننے والے آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے۔ قتل و غارت گری ہوتی۔ معیشت تباہ ہو جاتی۔ نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اللہ کے احکام اور نبی کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا جاتا۔ اور نئے نئے مسائل کھڑے کر کے مناظرے اور بحثیں شروع کر دی جاتیں۔ اس طرح ایک نہ ختم ہونے والی جنگ شروع ہو جاتی۔ جب یہ صورتحال ہو جاتی تو اللہ پھر اپنا کوئی نبی بھیج دیتا جو پھر ان کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کرتا اور انہیں ایک جماعت بناتا۔

خاتم النبیین ﷺ کی آمد

انبیاء کا یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ دنیا جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ باہمی تفرقہ عروج پر تھا۔ ظلم کا دور دورہ تھا۔ بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ ماؤں سے شادی کا رواج عام تھا سود کا کاروبار عروج پر تھا۔ شرک اور بت پرستی عام تھی۔ شراب پانی کی طرح استعمال ہوتی تھی۔ اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔ الغرض کونسی برائی تھی جس میں لوگ مبتلا نہیں تھے۔

حضور ﷺ نے کس جانکاہ محنت سے، کتنی تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کر کے اور کتنی قربانیاں دے کر پھر سے انسانیت کو وحدت کا درس دیا۔ ایک لڑی میں پرو کر ایک عظیم امت ایک بے مثال جماعت بنا دیا۔ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے جانثار ساتھیوں کی بے مثال قربانیوں اور جدوجہد کی بدولت آج یہ دین ہمارے اندر موجود ہے۔

حضور ﷺ کے بعد

حضور ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد آپ ﷺ کے صحابہؓ نے جہاں تک ممکن ہو سکا۔ اللہ کے احکام اور حضور ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا۔ یہ امت بھی اپنے اندرونی انتشار اور تفرقے سے نہ بچ سکی۔ اور آج امت

مسلمہ کا یہ حال ہے کہ اس کے ٹکڑوں کو کوئی گننا چاہے تو بھی شاید گن نہ پائے۔ تاہم پریشان ہونے کی بات نہیں۔ ہمارا حال باقی امتوں جیسا نہیں ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہمارے نبی ﷺ ہمارے درمیاں اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید چھوڑ کر گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی جماعت، ایک ایسی امت چھوڑ کر گئے ہیں جو اس قرآن پر عامل ہے۔ لہذا ہمارے پاس سیدھا راستہ، صراط مستقیم اور دین حق کو پانے کا ذریعہ موجود ہے۔

اہل حق ہر دور میں موجود رہیں گے

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت تک میری امت میں سے اہل حق کا ایک گروہ موجود رہے گا۔ جو نہ کبھی راہ حق سے ہٹا نہ اسے کوئی ہٹا سکتا ہے۔ اور پھر اسی گروہ کے بارے میں فرمایا کہ اس امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ اور سوائے ایک کے سب جہنمی ہوں گے۔ وہ ایک وہی اہل حق کا گروہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے اس حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے اور ہر فرقے میں اچھے لوگ بھی ہوں گے اور برے لوگ بھی ہوں گے۔ یا ہر فرقے میں جنتی بھی ہیں اور جہنمی بھی۔ بلکہ بالکل واضح اور دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ سوائے ایک کے سب جہنمی ہوں گے۔ یعنی جو بہتر فرقے جہنمی ہیں۔ ان فرقوں کے پانچ وقت کے نمازی، تہجد گزار، حاجی، پرہیز گار سب جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ اور وہ فرقہ اہل حق کا ہوگا۔ اور باقی دوزخ میں اس لئے بھی جائیں گے کہ وہ اہل حق کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ اور وہ اہل حق سے اختلاف کرتے ہوں گے۔ اہل حق کو برا بھلا کہتے ہوں گے۔ اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ میں حق پر سمجھتے ہوں گے۔ حالانکہ وہ حق پر نہیں ہوں گے۔ ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر سمجھے گا لیکن ہوگا نہیں۔ حق پر صرف ایک فرقہ ہوگا۔ اور اسکی پہچان یہ ہوگی کہ باقی سب فرقے اس کی مخالفت کریں گے۔ اور سب مل کر اس کی مخالفت کریں گے۔

محترم سنی، شیعہ، بریلوی، دیو بندی اور اہلحدیث بھائیو! یہ ایک حدیث مبارکہ کی مختصر سی وضاحت تھی جو میں نے کردی۔ کسی شخص کی یا کسی فرقے کی دل آزاری مقصود نہیں۔

تہتر (73) فرقے، ایک کے سوا سب جہنم کا ایندھن

حضور ﷺ نے فرمایا۔

''یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور یہ امت (یعنی مسلمان) تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سوائے ایک گروہ کے سب جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ ایک گروہ کون سا ہے۔ (جو جنت میں جائیگا۔) فرمایا کہ جو میرے اور میرے ساتھیوں کے نقش قدم پر چلے گا۔''

صرف ایک فرقہ کیوں جنت میں جائے گا؟

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ کیوں فرمایا کہ 73 میں سے ایک فرقہ جنت میں جائیگا۔ اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ حق پر صرف ایک گروہ ہو سکتا ہے دو یا دو سے زیادہ گروہ حق پر نہیں ہو سکتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی مقدمہ کسی عدالت میں پیش ہوتا ہے تو عدالت فیصلہ کرتی ہے کہ مقدمے کے فریقین میں سے (چاہے جتنے بھی فریق ہوں) فلاں شخص یا فلاں گروہ حق پر ہے۔ باقی تمام گروہوں کا دعویٰ خارج کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک گروہ یا شخص کے حق میں فیصلہ دے دیا جاتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ عدالت ایک سے زیادہ گروہوں یا افراد کو حق بجانب قرار دے۔

72 فرقے دوزخ کا ایندھن کیوں بنیں گے؟

دوسری اہم بات اس حدیث مبارکہ کے اندر یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ 73 فرقے سب کے سب مسلمان ہونے کے دعویدار ہوں گے۔ کلمہ بھی پڑھیں گے۔ نمازیں بھی پڑھیں گے۔ روزے بھی رکھیں گے۔ حج بھی کریں گے۔ صدقہ و خیرات بھی کریں گے۔ زکوۃ بھی دیں گے۔ الغرض سب کچھ کریں گے۔ لیکن پھر بھی ان میں سے جنتی فرقہ ایک ہی ہو گا باقی 72 دوزخ میں جائیں گے۔

کیوں ؟ایسا کیوں ؟ پر بہت تفصیل سے بات ہو سکتی ہے۔لیکن شاید ابھی اس کا موقع نہیں۔

جنتی فرقے کی تلاش

اس بات سے شاید ہی کوئی شخص انکار کر سکے کہ آج امت مسلمہ بے شمار فرقوں اور گروہوں میں بٹ چکی ہے۔اور حضورؐ کا فرمان یہ ہے کہ ان تمام گروہوں میں سے ایک گروہ جنتی ہے۔باقی سب جہنمی ہیں۔اب ہمارا فرض بنتا ہے اور ضرورت بھی کہ اس ایک گروہ کا پتہ چلایا جائے۔تا کہ سب لوگ اس جنتی گروہ کے ساتھ مل کر جنت بھی حاصل کریں۔اور جو ہمارے بھائی دوزخ کا ایندھن بننے والے ہیں۔ان کو بھی اس برے انجام سے بچا کر جنت کے راستے پر لگا دیں۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ عدالت ہی کسی مقدمے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔تو ہم بھی کسی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تا کہ اس بات کا فیصلہ ہو سکے۔کہ کونسا فرقہ حق پر ہے۔ہمارے نبیؐ کی بعثت سے پہلے اللہ اپنے رسول اور نبی بھیجتا تھا جو لوگون کے درمیان حق اور باطل کا فیصلہ فرما دیتے تھے۔ہمارے حضورﷺ نے بھی آ کر حق اور باطل کو جدا جدا کر دیا۔لیکن اب حضورؐ کو دنیا سے رخصت ہوئے کم وبیش چودہ سو سال سے اوپر کا عرصہ گزر چکا ہے۔امت مسلمہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے۔گلی گلی، محلے محلے، نئے نئے فرقے وجود میں آ رہے ہیں۔ہر فرقہ حق پر ہونے کا دعویدار ہے۔آخر عام مسلمان جائیں تو کہاں جائیں۔کوئی غیر مسلم، مسلمان ہونا چاہیے تو کونسے فرقے کا رکن بنے۔

مقدمہ اللہ کی عدالت میں

حضورﷺ پر نبوت ختم ہو چکی۔اب کوئی نبی تو آئے گا نہیں جو اس بات کا فیصلہ کرے کہ کون سا فرقہ حق پر ہے۔ہم اپنا مقدمہ کہاں لیکر جائیں۔ہم اپنا مقدمہ اللہ کی عدالت میں لے کر جاتے ہیں۔اللہ نے ہمارے نبیؐ پر کتاب حق یعنی قرآن مجید نازل کیا ہے۔اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔کوئی شخص اس میں آج تک نہ کوئی تبدیلی کر سکا نہ کر سکے گا۔قرآن مجید کو ''فرقان'' بھی کہا گیا ہے۔یعنی حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا۔تو گویا اللہ کی عدالت ،قرآن کی عدالت

ہے۔ روئے زمین پر قرآن کی عدالت سے بڑھ کر کوئی عدالت نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنے فیصلے قرآن سے نہیں کراتے وہ کافر ہیں۔ وہ فاسق ہیں۔ وہ ظالم ہیں۔ (5-44,45,47)

قرآن مجید کی بے شمار خصوصیات ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں کہ

1۔ یہ اللہ کا نازل کردہ ہے۔

2۔ یہ صرف حق بات کہتا ہے۔

3۔ یہ کسی کی طرف داری نہیں کرتا۔

4۔ یہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ خواہ کسی کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔

آیئے! ہم قرآن کی عدالت میں پیش ہوتے ہیں اور اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اس فرقے کا پتہ چلے جو جنتی ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں التجا

اے اللہ ہم تیرے عاجز اور گناہگار بندے، تیرے ناکارہ اور بے علم بندے بہت پریشانی کے عالم میں ہیں۔ ہمیں مولوی او رذاکر، پیر اور مفتی اور علماء، روز بروز ٹکڑوں میں تقسیم کرتے جارہے ہیں۔ اور ہم بڑی آسانی سے ان کے دام فریب میں پھنستے چلے جارہے ہیں۔ لیکن اب ہم تیری عدالت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ان علماء، ذاکرین کے بارے میں ذات حق کا کیا فیصلہ کیا ہے۔ جو ہماری مسجدوں اور امام بارگاہوں میں آکر پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ، ایک ایک تقریر اور مجلس کا لیتے ہیں۔ اور کوئی آکر بتاتا ہے کہ سنی مذہب سچا ہے۔ سنی ہو جاؤ تو بیڑا پار ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ شیعہ مذہب سچا ہے۔ شیعہ ہو جاؤ تو بیڑا پار ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ بریلوی مذہب سچا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ دیوبندی مذہب سچا ہے۔ کوئی کہتا ہے اہلحدیث مذہب سچا ہے۔ الغرض کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔

اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم نادانوں کو بتا کہ کونسا مذہب سچا ہے۔ تا کہ ہم اس کی پیروی کر کے تیرے بندے بن سکیں۔ اور جنت کو پا سکیں اور دوزخ سے بچ سکیں۔

میرے سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث بھائیو! کیا آپ اس بات سے متفق ہو کہ

- سنی ایک فرقہ ہے۔
- شیعہ ایک فرقہ ہے۔
- بریلوی ایک فرقہ ہے۔
- دیوبندی ایک فرقہ ہے۔
- اہلحدیث ایک فرقہ ہے۔

اگر یہ فرقے نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں؟ یہ امت مسلمہ کے فرقے ہیں۔ امت مسلمہ ان کی اصل ہے۔ یہ اور دوسرے کئی فرقے امت مسلمہ سے اختلاف کر کے الگ ہو گئے۔ اور امت مسلمہ بیچاری کمزور سے کمزور تر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ آج کوئی باقاعدہ گروہ امت مسلمہ کے نام سے موجود نہیں ہے۔

یہاں پر آپ کو یہ بتا تا چلوں کہ امت مسلمہ ہر دور میں موجود رہی ہے اور رہے گی۔ کیونکہ اسی کے دم سے حق کا اور اہل حق کا وجود اس دنیا میں قائم ہے۔

ہم نے اپنا مقدمہ اللہ کی عدالت میں دائر کر دیا ہے۔ اب ہم قرآن سے فیصلہ مانگتے ہیں۔ کہ کونسا فرقہ سچا اور حق پر ہے۔ کیونکہ اسی پر ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی کا دارومدار ہے۔

قرآن کا پہلا جواب

سب سے پہلے قرآن ہمیں جواب دیتا ہے کہ

ان الدین عندا للہ الاسلام (19:3)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

گو کہ اللہ نے اس آیت میں یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ حق کیا ہے۔ لیکن اس کو سمجھنے اور سمجھانے

کیلئے تفصیل درکار ہے تاکہ بات بالکل واضح ہو جائے۔

دین کہتے ہیں ایک نظام حیات کو ایک System کو۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ نہ اس میں کوئی کمی ہے نہ کوئی زیادتی کی جا سکتی ہے۔ اگر کمی کریں گے تو بھی یہ اسلام نہیں رہے گا۔ اور اگر زیادتی کریں گے تو بھی یہ اسلام نہیں رہیگا۔

ہر نظام کا ماننے والا اور اس کی روشنی میں زندگی بسر کرنے والا ایک گروہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام کو ماننے والا بھی ایک گروہ ہے۔ ہر نظام اپنے ماننے والوں کو کامیابی کے گر سکھاتا ہے۔ اسلام بھی اپنے ماننے والوں کو کامیابی کے گُر سکھاتا ہے۔ کوئی بھی نظام اپنے اندر توڑ پھوڑ برداشت نہیں کر سکتا۔ اسلام بھی اپنے اندر کسی قسم کی توڑ پھوڑ یا مداخلت برداشت نہیں کرتا۔

باقی تمام نظاموں کے قواعد وضوابط انسانوں نے تیار کیے ہیں۔ جو ناقص ہیں۔ جبکہ اسلام کے قواعد و ضوابط خود اللہ نے تیار کیے ہیں۔ جن میں نقص کا ہونا محال ہے۔ لہذا باقی تمام نظاموں سے اس کے ماننے واے اختلاف کر سکتے ہیں۔ اور اس کا حق بھی رکھتے ہیں۔ اور اس نظام کے ماننے والے فرقوں اور گروہوں میں بھی تقسیم ہو سکتے ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مجھے فلاں اصول سے اختلاف ہے، کوئی کسی اور اصول سے اختلاف کر کے الگ گروپ بنا لیتا ہے۔ الغرض گروہ بندی اور فرقہ بندی جائز اور معقول قرار دی جا سکتی ہے۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ اسلام اختلاف کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام کے اپنے قواعد وضوابط ہین۔ اسلام کہتا ہے کہ جس کو اختلاف ہے وہ کوئی دوسرا دین اختیار کر لے۔ جو اسے پسند ہو۔ لیکن اسلام میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ اسلام سے اختلاف کیوں نہیں کیا جا سکتا۔

جواباً عرض ہے کہ اسلام اللہ کا دیا ہوا نظام ہے۔ اس کے اصول وضوابط بھی اللہ کے مقرر کردہ ہیں۔ اور ظاہری بات ہے کہ اللہ سے اختلاف کرنے کا حق کسی انسان کو نہیں ہے۔ انسان سے

اختلاف کا حق تو انسان کو حاصل ہے۔لیکن اللہ سے اختلاف کا حق نہیں ہے۔

بحث کا خلاصہ

لہذا اوپر کی بحث کا خلاصہ یہ ٹھہرا کہ غیر الٰہی یا انسانی نظام کے ماننے والے تو مختلف گروہ اور فرقے ہو سکتے ہیں۔لیکن اللہ کے دیئے ہوئے نظام کو ماننے والا صرف ایک ہی گروہ ہوگا۔جو اس گروہ سے اختلاف کرے گا گویا وہ اللہ سے اختلاف کرے گا اور چونکہ اللہ سے اختلاف کا کسی کو حق نہیں ہے۔لہذا وہ اس گروہ سے خارج تصور ہوگا۔خواہ وہ زندگی بھر اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتا رہے کہ میرا تعلق اسی گروہ سے ہے۔اس بات کی وضاحت آگے چل کر بڑی تفصیل سے آئے گی۔

جب یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ

1۔دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور

2۔اسلام سے اختلاف کا کسی کو حق نہیں اور

3۔اسلام کے ماننے والوں کا صرف ایک گروہ ہے۔کیونکہ

جو اختلاف کرے گا گویا وہ اللہ سے اختلاف کرے گا۔لہذا اللہ سے اختلاف کرنے ولا اللہ کے دین سے، اللہ کے نظام سے باہر ہو گیا۔خارج ہو گیا۔اب ذرا واپس حدیث مبارکہ کی طرف لوٹیے اور دیکھیئے کہ میرے آقا حضرت محمد ﷺ کا فرمان عالیشان کیسا سچ ثابت ہوا کہ صرف ایک گروہ جنتی ہے باقی سب جہنمی ہیں۔گو کہ دعویدار سب اسلام کے ہوں گے۔لیکن وہ 72 فرقے چونکہ اسلام سے اختلاف رکھتے ہوں گے۔لہذا وہ جنتی گروہ سے فارغ اور باہر ہوں گے۔

خبردار!ہوشیار!

میرے سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث بھائیو!میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں تم سب کا بھائی ہوں اور تم سب کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔میرا دین خیر خواہی کا دین ہے۔میں تم سب کی بھلائی کا خواہشمند ہوں۔میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگ رہا ہوں۔میرا اجر میرے اللہ کے

ذمے ہے۔ جو تم سے دین کی خدمت کا اجر مانگتے ہیں۔ ان کے بارے میں سوچو۔ دین کے خادم ایک ایک تقریر اور مجلس کے ہزاروں اور لاکھوں روپے نہیں لیتے۔ جس کو دین کا درد ہوتا ہے۔ وہ بغیر کسی معاوضے کے دین کی خدمت کرتا ہے۔ اور اجر اللہ پر چھوڑتا ہے۔ میں تمہیں دین کی خدمت کے نام پر دین کے بیوپاریوں سے خبردار کر رہا ہوں۔ جو ان سے بچ گیا وہ بہت جلد صراط مستقیم تک پہنچ جائے گا۔

بہر کیف جب یہ بات پایہ تحقیق تک پہنچ گئی کہ اسلام کے ماننے والوں کا ایک ہی گروہ ہے۔ تو اب دو سوال پیدا ہو گئے کہ

1۔ جو شخص اسلام قبول کرے اسے کیا کہیں گے اور

2۔ جب اسلام کے ماننے والے افراد کا ایک گروہ ہو گا تو اسے کیا کہیں گے۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرے وہ ''مسلم'' کہلائے گا جسے اردو میں عام طور پر مسلمان کہا جاتا ہے۔ ثبوت کے طور پر قرآن مجید کی متعدد آیات پیش خدمت کی جا سکتی ہیں جن سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اسلام کو ماننے والے کو ''مسلمان'' کہتے ہیں۔

دوسرے سوال کا جواب

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ مسلمانوں کے گروہ کو کیا کہیں گے۔ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم میں سے ہر شخص یہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ کا امتی ہے۔ یعنی مسلمان حضور کی امت میں سے ہے۔ قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر مسلمانوں کو امت کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ اور امت کا لفظ چونکہ مونث ہے لہذا عربی قاعدہ کی رو سے امت مسلم کی بجائے ''امت مسلمہ'' مسلمانوں کی جماعت یا گروہ کیلئے بولا جائے گا۔ قرآن مجید میں بھی ایک مقام پر امت مسلمہ کا ذکر ہے جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے دعا فرمائی تھی کہ ''اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا مسلم بنا اور ہماری نسل میں بھی اپنی ایک مسلم امت (امت مسلمہ) اٹھا'' (128:2)

علاوہ ازیں سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث علماء کی سینکڑوں کتابیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جس میں انہوں نے مسلمانوں کی جماعت یا گروہ کیلئے "امت مسلمہ" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

بہر طور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی کہ

1۔ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور

2۔ اسلام کے پیروکاروں کو مسلمان کہتے ہیں اور

3۔ مسلمانوں کے گروہ یا جماعت یا فرقے کو "امت مسلمہ"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث وغیرہ کیا چیزیں ہیں۔ کیا سنی امت مسلمہ ہیں؟ کیا شیعہ امت مسلمہ ہیں؟ کیا بریلوی امت مسلمہ ہیں؟ کیا دیوبندی امت مسلمہ ہیں؟ یا کیا اہلحدیث امت مسلمہ ہیں؟ یا پھر کیا یہ سب امت مسلمہ ہیں۔ یا پھر امت مسلمہ ان سے بھی الگ ہے۔

یہی وہ سوال ہے جس کا جواب اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ اہل حق اور جنتی فرقہ کونسا ہے؟

یہاں پر میں بھی گروہ کے طور پر آپ کیساتھ شامل ہو رہا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں، میرا دین اسلام ہے اور میرے فرقے کا، میرے گروہ کا، میری جماعت کا نام "امت مسلمہ" ہے۔ میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! ہوسکتا ہے کہ کوئی تلخ بات میرے قلم سے نکل جائے۔ لیکن میں ہرگز ہرگز آپ کا دل نہیں دکھانا چاہتا۔ بلکہ میرا سارا زور یہ ثابت کرنے پر ہے کہ

1۔ اہل حق کا صرف ایک گروہ ہوتا ہے اور رہے اور

2۔ جنتی فرقہ صرف ایک ہے (فرمان رسول ﷺ) اور

3۔ اس جنتی فرقے کی کیا پہچان ہے؟

اگر اس دوران کسی اور فرقے کے بارے میں تلخ بات یا کوئی غلط بات میرے قلم سے نکل جائے تو اسے میری غلطی، نادانی اور جہالت سمجھئے گا۔

حضرت محمد ﷺ کا دین کیا تھا؟

سب سے پہلا میرا آپ سے سوال ہے کہ چونکہ ہم سب کا دعویٰ ہے کہ ہم حضرت محمدؐ کی امت میں سے ہیں۔ تو بتائیے کہ حضرت محمدؐ کیا کہلاتے تھے کیا آپ ﷺ

- سنی تھے؟ یا
- شیعہ تھے؟ یا
- بریلوی تھے؟ یا
- دیوبندی تھے؟ یا
- اہلحدیث تھے؟ یا پھر
- مسلمان تھے۔

چونکہ ہمارا مقدمہ اللہ کی عدالت میں ہے لہٰذا ہر فیصلہ بھی اللہ کی عدالت سے ہی صادر ہوگا۔ کیونکہ جو لوگ قرآن کے مطابق فیصلے نہیں کراتے وہ کافر ہیں (القرآن) وہ فاسق ہیں (القرآن) وہ ظالم ہیں (القرآن) تو چلئے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ کون تھے؟

پورے قرآن مجید میں ایک بھی آیت ایسی نہیں ملی جس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ سُنی تھے۔ یا شیعہ تھے، یا دیوبندی تھے۔ یا بریلوی تھے۔ یا اہلحدیث تھے۔ ہاں البتہ یہ بات قرآن مجید نے ضرور بتائی کہ حضور ﷺ کون تھے۔ فرمایا۔

''اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری تمام عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کیلئے ہے۔ جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور مجھکو ایسا ہی حکم یا گیا ہے۔ اور میں پہلا مسلمان ہوں۔ (6:14) (27:91) (39:12) (40:66) (6:164)

اب ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتے ہیں کہ حضورﷺ نہ سُنی تھے، نہ شیعہ، نہ بریلوی تھے، نہ دیوبندی، نہ اہلحدیث نہ کچھ اور بلکہ حضورﷺ صرف اور صرف مسلمان تھے۔ نہ صرف حضورﷺ بلکہ تمام گذشتہ انبیاؑ بھی مسلمان تھے۔ طوالت کی وجہ سے آیات درج نہیں کر رہا۔ جس کو معلوم کرنا ہو آ کر مجھ سے معلوم کر لے۔

میں قرآن مجید کو فائنل اتھارٹی مانتا ہوں

بھائیو! میں کسی پر چوٹ نہیں لگا رہا۔ کسی پر تنقید نہیں کر رہا۔ بلکہ جو قرآن کا فیصلہ ہے وہ لکھ رہا ہوں۔ یہاں پر ایک بات واضح کرتا چلوں کہ میں مسلمان ہوں قرآن کو اتھارٹی تسلیم کرتا ہوں۔ اور ہر مسلمان کو کرنا بھی چاہیے۔ اور ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ اگر میری کوئی بات قرآن کے خلاف ہو اور میرا کوئی بھائی اس کو قرآن سے ثابت کر دے تو میں اپنی بات پر بالکل ضد نہیں کروں گا۔ اور قرآن کے فیصلے کو کھلے دل سے تسلیم کروں گا۔ کیونکہ میں قرآن مجید کو حق اور باطل کے درمیاں فیصلہ کن اتھارٹی مانتا ہوں۔

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! میں نے قرآن کو اتھارٹی تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان کہلوایا۔ میں نے قرآن کو اتھارٹی تسلیم کرتے ہوئے اسلام کو اپنا دین مانا۔ میں نے قرآن کو اتھارٹی تسلیم کرتے ہوئے اپنے گروہ کو امت مسلمہ کا نام سے پکارا جانا پسند کیا۔

کیا تم بھی قرآن کو اتھارٹی تسلیم کرتے ہوئے ایسا کر سکتے ہو؟

کلمہ پڑھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

ہم سب کلمہ پڑھتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

میرے سنی بھائیو! اپنے کسی عالم سے پوچھئے کہ جو شخص کلمہ پڑھے اسے کیا کہتے ہیں۔

میرے شیعہ بھائیو! اپنے کسی شیعہ عالم سے پوچھیے کہ جو شخص کلمہ پڑھے اسے کیا کہتے ہیں۔

میرے بریلوی بھائیو! اپنے کسی بریلوی عالم سے پوچھیے کہ جو شخص کلمہ پڑھے اسے کیا کہتے ہیں۔

میرے دیوبندی بھائیو! اپنے کسی دیوبندی عالم سے پوچھیے کہ جو شخص کلمہ پڑھے اسے کیا کہتے ہیں۔

میرے اہلحدیث بھائیو! اپنے کسی اہلحدیث عالم سے پوچھیے کہ جو شخص کلمہ پڑھے اسے کیا کہتے ہیں۔

انشاءاللہ آپ سب کو ایک ہی جواب ملے گا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ لے وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور قرآن کا فیصلہ بھی یہی ہے۔

مسلمان کو کچھ اور کہلوانے کی کوئی ضرورت نہیں

کوئی شخص سنی کیسے بنتا ہے، کوئی شیعہ کیسے بنتا ہے، کوئی بریلوی کیسے بنتا ہے، کوئی دیوبندی کیسے بنتا ہے یا کوئی کیسے اہلحدیث بنتا ہے۔ قرآن اس سلسلے کچھ نہیں بتاتا۔ ہاں اگر آپ کے علم میں کوئی ایسی آیت ہو جس سے یہ ثابت ہو سکے تو مجھے ضرور بتائیں تاکہ میرے علم میں اضافہ ہو۔ اور میرا یہ گھمنڈ ختم ہو کہ قرآن تو اہل حق کو صرف مسلمان کے نام سے یاد کرتا ہے۔

ایک بات اور یاد رکھیں، جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے تو اب اسے کچھ اور بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہی قرآن مجید اس سلسلے میں کوئی تعلیم دیتا ہے بلکہ قرآن تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ "مرنا تو مسلمان ہو کر مرنا" تمام انبیاء نے یہی تعلیم دی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ یعنی ایک دفعہ مسلمان ہو جاؤ پھر مرتے دم تک اس مسلمانی پر قائم رہو۔ اگر مسلمان ہونے کے بعد کچھ اور ہو گئے تو پھر مسلمان نہیں رہو گے۔ بلکہ کچھ اور ہی بن جاؤ گے۔

نماز مسلمان پر فرض ہے نہ کہ۔۔۔۔۔

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! آپ سب جانتے ہیں کہ نماز فرض ہے، لیکن کس پر فرض ہے آیئے قرآن سے پوچھتے ہیں۔ قرآن بتاتا ہے کہ

"بے شک نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے" (4-103)

دیکھا سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔ سنیوں پر نہیں، شیعوں پر نہیں، بریلویوں پر نہیں، دیوبندیوں پر نہیں اور نہ ہی اہلحدیثوں پر۔

اگر مجھے قرآن مجید میں کہیں لکھا ہوا دکھا دیں کہ نماز سنیوں پر فرض ہے یا نماز شیعوں پر فرض ہے یا بریلویوں، یا دیوبندیوں یا اہلحدیثوں پر فرض ہے تو میں مان جاؤں گا۔ ورنہ قرآن کا فیصلہ تو آپ کے سامنے ہے۔ اور میں قرآن کو اللہ کی لاریب کتاب اور فائنل اتھارٹی مانتا ہوں۔

کیا آپ بھی قرآن کو میری طرح ایک مسلمان کی طرح فائنل اتھارٹی مانتے ہو؟

عجیب وغریب اختلافات

اب آپ کو مجھ سے اختلاف ہو رہا ہوگا۔ اور آپ مجھ سے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم بھی تو مسلمان ہیں۔ بھائیو! یہی وہ اختلاف ہے آپ کے اور میرے درمیان جس نے مجھے مجبور کیا یہ سب کچھ لکھنے پر۔ میں نے آپ کو اس کتاب میں کہیں بھی غیر مسلم، کافر، مشرک یا منافق نہیں لکھا کیونکہ میں ایسا سمجھتا ہی نہیں۔ میرے نزدیک جو شخص کلمہ پڑھ لے وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ اعتراض تو آپ کو ہے۔

آپ لوگ کہتے ہیں کہ بریلوی مشرک ہیں۔

آپ لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ کافر ہیں۔

آپ لوگ کہتے ہیں کہ دیوبندی اور اہلحدیث گستاخ رسول ﷺ ہیں۔

آپ ہی ایک دوسرے کو کافر، مشرک اور گستاخ رسولؐ کہتے ہو۔ میں تو کسی کو کچھ بھی نہیں کہتا۔ میری نظر میں تو سب برابر ہیں۔ آپ مجھے بتاؤ اگر آپ سنی ہو تو کیا شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہو۔ بریلویوں، دیوبندیوں اور اہلحدیثوں کو مسلمان سمجھتے ہو۔ اگر تم شیعہ ہو تو کیا سنیوں، بریلویوں، دیوبندیوں اور اہلحدیثوں کو مسلمان سمجھتے ہو۔ اسی طرح کیا بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث دوسرے فرقوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اگر تم ہاں بھی کہہ دو تو میں ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ میرے پاس عقلی، نقلی اتنے ثبوت موجود ہیں جن کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ سب فرقوں کی میرے پاس کتابیں موجود

ہیں۔ جن میں ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بدعتی، لعنتی، منافق اور گستاخ رسولؐ اور نہ جانے کیا کیا کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چند باتوں پر ہم بات کریں گے۔ کہ اگر سنی بھی مسلمان ہے اور شیعہ بھی مسلمان ہے۔ تو ایک مسلمان کو سنی اور دوسرے کو شیعہ کیوں کہتے ہیں۔ دونوں کو ایک جیسا مسلمان کیوں نہیں کہتے۔ اسی طرح اگر بریلوی بھی مسلمان ہے اور دیوبندی بھی مسلمان ہے۔ تو ایسا کیوں ہے کہ ایک مسلمان کو بریلوی کہتے ہیں اور دوسرے کو دیوبندی۔ اسی طرح ایک اور مسلمان کو اہلحدیث کیوں کہتے ہیں۔ کیا یہ کوئی درجات ہیں جو شریعت نے مقرر کر رکھے ہیں۔ کم از کم مجھے تو آج تک ان درجات کا علم نہیں ہوا۔ نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ بھائیو! یہ کیا ہے۔ کیوں ایک مسلمان کو سنی، دوسرے کو شیعہ، تیسرے کو بریلوی، چوتھے کو دیوبندی اور پانچویں کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ سب کو صرف مسلمان کیوں نہیں کہتے۔

آپ کسی سنی سے پوچھیں کہ کیا تم مسلمان ہو یا سنی۔ وہ کہے گا کہ مسلمان بھی ہوں اور سنی بھی۔ کبھی ایک جواب نہیں دیگا۔ کسی شیعہ سے پوچھیں تو وہ بھی کہے گا کہ مسلمان بھی ہوں اور شیعہ بھی۔ اسی طرح بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث بھی یہی جواب دیں گے۔

بھائیو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ ابھی گزشتہ صفحات میں میں نے ثابت کر کے دیا ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد مرتے دم تک مسلمان رہنے کی ضرورت ہے۔ اور مسلمان رہنا ہی ضروری ہے۔ اور پھر مسلمان کہلانے پر کسی کو اعتراض بھی نہیں۔ سنی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، شیعہ بھی، بریلوی بھی اور دیوبندی بھی اور اہلحدیث بھی۔

<u>فاتو برھانکم ان کنتم صٰدقین...</u>

بھائیو! مسلمان کی اصل تو میں نے آپ کو بتا دی۔ قرآن کی گواہی بھی پیش کی اور آئندہ صفحات میں قرآن وحدیث سے بے شمار گواہیاں پیش کر دوں گا۔ لیکن تم سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث ہونے پر کوئی گواہی تو لاؤ۔

بھائیو! ناراض مت ہونا۔ یہ جو نام تم نے رکھے ہوئے ہیں۔ ان ناموں نے امت مسلمہ کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ آج امت جس زوال کا شکار ہے انہی ناموں کی برکت سے ہے۔ ان ناموں کی کوئی حقیقت نہیں۔ بھائیو! مجھے معاف کرنا۔ صرف تمہیں سمجھانے کیلئے لکھ رہا ہوں۔ میرا مقصد تمہارے ناموں کی تضحیک کرنا نہیں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ ان ناموں کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن اور حدیث ان ناموں کا انکار کر رہے ہیں۔ اب غور سے سنیں۔

لفظ سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کے معانی

پہلا لفظ سنی۔ آپ یقین کریں۔ یہ کسی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی معنی ہے۔ یعنی اندازہ لگائیں کہ ایک ایسا لفظ جس کے کوئی معنی ہی نہیں۔ ہم نے اس لفظ کو اپنے ایمان کا محور بنا رکھا ہے۔

دوسرا لفظ ہے شیعہ۔ جس کے معنی ہیں ٹکڑا، گروہ، فرقہ، پارٹی، یعنی کتنی عجیب بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہنا اور پھر گروہ، فرقہ اور پارٹی بھی کہنا۔ کیا مسلمان کہنا کافی نہیں ہے۔

تیسرا لفظ ہے بریلوی۔ انڈیا کا ایک شہر ہے۔ بریلی۔ وہاں کا ہر رہنے والا بریلوی ہے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا ہندو، سکھ ہو یا عیسائی۔ آپ خود سوچیں کہ اس نام میں خصوصیت والی کونسی بات ہے کہ بریلوی کہلائے بغیر گزارہ ہی نہیں ہوتا۔

چوتھا لفظ دیوبندی۔ یہ بھی انڈیا کا ایک شہر ہے دیوبند۔ وہاں کا ہر رہنے والا دیوبندی ہے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، ہندو ہو یا عیسائی۔ تو کونسی خصوصیت ہے۔ اس نام میں کہ اسے ایمان کا جزبنا دیا جائے۔ کہ جب تک دیوبندی نہ کہلوایا جائے اسلام مکمل نہیں ہوتا۔

پانچواں لفظ ہے اہلحدیث۔ یہ سب سے پہلے تو انتہائی قابل اعتراض لفظ ہے۔ کیونکہ قرآن سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حدیث کا درجہ قرآن کے بعد ہے۔ اور حدیث بھی نبی کریم کی۔ اس کا مطلب تو یہ بنتا ہے کہ اس فرقے کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی لیے تو اس نے خصوصیت کے

ساتھ حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اپنے نام میں۔ اور دوسرا یہ کہ حدیث کہتے ہیں۔ بات کو تو اہلحدیث کا مطلب ہوا بات والے۔ ہر مسلمان قرآن اور حدیث رسولؐ دونوں کا ماننے والا ہے۔ صرف اہل قرآن یا اہل حدیث کہنا یا کہلوانا درست نہیں۔ کیا مسلمان کہلوانے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ضروری ہے کہ اپنے اپنے عجیب وغریب اور بے معنی اور قابل اعتراض نام رکھے جائیں۔

لفظ ''مسلمان'' کے معانی ومفہوم

یہاں پر اگر میں لفظ مسلمان کا مفہوم ومعنی نہ لکھوں تو علمی بددیانتی بھی ہوگی۔ اور ان بھائیوں کے ساتھ ظلم بھی ہوگا۔ جو سوچ رہے ہوں گے کہ اگر ہم سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث نہ کہلوائیں تو کیا کہلوائیں۔

گو کہ میں پہلے اس بات کو بیان کر چکا ہوں کہ جو شخص کلمہ پڑھ لیتا ہے اس کو صرف اور صرف مسلمان کہلوانا چاہیے اور مرتے دم تک اسی پر قائم رہنا چاہیے۔ اس پر قائم رہنے کے فائدے اور قائم نہ رہنے کے نقصانات بے شمار ہیں جو آئندہ صفحات میں پیش کیے جائیں گے۔

مسلمان کے معنی ومفہوم پر بہت لکھا جا سکتا ہے کسی سنی، شیعہ، بریلوی یا اہلحدیث عالم سے پوچھیں۔ وہ بھی آپ کو اس کے بہت اچھے اچھے معانی ومفہوم بتا دیں گے۔ مسلمان کہتے ہیں۔ اللہ کے فرمانبردار کو۔ مسلمان کہتے ہیں اللہ کی عبادت کرنے والے کو۔ مسلمان کہتے ہیں بلا چون وچرا، بلا حیل وحجت اللہ کی اطاعت کرنے والوں کو۔ مسلمان کہتے ہیں صرف اللہ سے ڈرنے والے اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔ اللہ کے حکم کو نبیؐ کے طریقے کے مطابق بجا لانے والے کو۔

مسلمان کا کوئی دوسرا نام نہیں ہو سکتا

اب آپ خود بتائیں کہ مسلمان کے نام میں ایسی کونسی کمی رہ گئی ہے کہ آپ کو مزید نام رکھنے کی ضرورت پڑ گئی۔ بھائیو! میں تم سے تمہارا عقیدہ نہیں چھین رہا۔ میں تمہارا دین نہیں بدل رہا۔ میں

تمہیں ٹکڑوں میں تقسیم نہیں کر رہا۔ بلکہ میں تو تمہیں جوڑنے کی فکر میں ہوں۔ چھوڑ دو ان خالی خولی بے معنی، بے ڈھنگے اور قابل اعتراض ناموں کو اور اللہ کی کتاب اور اللہ اور اس کے رسولؐ کو اتھارٹی تسلیم کرتے ہوئے اعلان کر دو کہ آج کے بعد تم صرف اور صرف مسلمان ہو۔ تمہارا اور کوئی نام نہیں۔

اب خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! یقین جانو تمہارے ان ناموں کی وجہ سے نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ مسلمان، مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ دشمن تمہیں ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور بڑی آسانی سے اپنے وار تم پر کر رہا ہے۔ اگر تم نے اللہ اور اس کے رسول کی بات نہ مانی تو یاد رکھو دشمن تم سب کو ایک ایک کر کے نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔ اور تمہاری داستان تک بھی نہ رہے گی داستانوں میں۔

میرے بھائیو! میں جانتا ہوں کہ تمہارا کوئی قصور نہیں۔ تمہیں تو ورغلا کر اس تفرقے کی لعنت میں گرفتار کیا گیا ہے۔ تمہیں عشق رسولؐ کے نام پر دھوکہ دیا گیا۔ تمہیں توحید باری تعالیٰ کے نام پر ورغلایا گیا۔ تمہیں حُب اہل بیت کے نام سے شکار کیا گیا۔ تم سے محبت اصحاب رسول ﷺ کے نام پر دجل اور فریب کیا گیا۔ تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔ تم تو اللہ اور اس کے رسولؐ، اہل بیت رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کی محبت میں ایک دوسرے کے دشمن بنے رہے۔ لیکن اب وقت آ چکا ہے۔ اب تمہاری آنکھیں کھل جانی چاہیں۔ اب تمہیں کسی مغالطے میں نہیں رہنا چاہیے۔ یہ اللہ کے نام پر اللہ کے رسول ﷺ، اہل بیت رسول ﷺ اور اصحاب رسولؐ کے نام پر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والے تمہارے خون سے ہولی کھیلنے والے، علماء کے دستوں کے دستے قتل کرا دینے والے، بے گناہ اور نہتے نمازیوں کو بموں سے اڑا دینے والے۔ اور تم میں سے کسی کو کافر، کسی کو مشرک، کسی کو بدعتی، کسی کو گستاخ رسول قرار دے دے کر تم بھائیوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرتوں کا لاوا ابھر دینے والے، تمہارے چندوں سے فیکٹریاں لگانے والے، تم سے دین کی خدمت کے نام پر ایک

ایک تقریر اور مجلس کا ایک ایک لاکھ روپے لینے والے۔ ہرگز ہرگز نہ تمہارے خیر خواہ ہو سکتے ہیں نہ دین کے۔ یہ تم سب کے دشمن ہیں۔ یہ اللہ کے دشمن ہیں۔ اللہ کے رسولؐ کے دشمن ہیں۔ اور یہ دین کے دشمن ہیں۔

بھائیو! میں تمہیں کیا کیا سمجھاؤں اور کہاں تک سمجھاؤں۔ صدیاں لگی ہیں ان لوگوں کو تمہاری رگوں میں یہ زہر بھرتے بھرتے۔ میری بات تمہیں سمجھ آئے تو کیسے آئے۔

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! ہم سب ایک اللہ کو ماننے والے ہیں۔ ہمارا نبی ﷺ بھی ایک ہے۔ ہمارا قرآن بھی ایک ہے۔ ہمارا قبلہ بھی ایک ہے۔ ہمارا دین بھی ایک ہے۔ جب سب کچھ ایک ہے تو ہمارے اندر یہ تفرقہ کیوں ہے؟ ہمارے گروہ الگ الگ کیوں ہیں؟ ہمارے لیڈر الگ الگ کیوں ہیں؟ نہیں بھائیو نہیں! ہمارا کوئی فرقہ الگ الگ نہیں۔ ہم ایک جماعت ہیں۔ ہم سب امت مسلمہ کے رکن ہیں۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ صرف اور صرف مسلمان ہیں۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی ، نہ افغانی

اب ہمیں ہر پہچان ختم کرنی ہوگی۔ ہر تعصب ختم کرنا ہوگا۔ اپنی پہچان صرف مسلمان کے طور پر کرانی ہوگی۔ ملت میں گم ہونا ہوگا۔ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونا ہوگا۔ ایک جماعت بننا ہوگا۔ صرف اور صرف امت مسلمہ بننا ہوگا۔

بھائیو میں اپنی بات نہیں کر رہا۔ میں تو تم تک اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔ اللہ کے رسولؐ کی دعوت پہنچا رہا ہوں۔ جس کا جی چاہے قبول کرے۔ جس کا جی چاہے رد کر دے۔ دین میں جبر نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ضد پر اڑا رہے

تو ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ انہیں اللہ بھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ کیونکہ ان کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہوتا حق کی راہ پانے کا۔ وہ سیدھی راہ ڈھونڈنا ہی نہیں چاہتے۔ انہیں اپنے من گھڑت عقیدوں اور ناموں سے اتنا پیار ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ کی باتوں کو بھی اہمیت نہیں دیتے۔

کیا آپ اپنا فرقہ چھوڑ کر دوسرا فرقہ اپنانے کیلئے تیار ہیں

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! اگر ہم سب بھائیوں کو کہیں کہ سنی ہو جاؤ۔ تو بتاؤ کہ کیا شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث ایسا کرنے کیلئے تیار ہوں گے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ کہیں گے کہ ہم کیوں سنی ہو جائیں۔ سنیوں کا مذہب صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ہم سب بھائیوں سے کہیں کہ شیعہ ہو جاؤ تو وہ ہرگز تیار نہ ہوں گے اور کہیں گے کہ شیعہ کیوں ہو جائیں۔ شیعہ مذہب تو غلط ہے۔ اسی طرح سب لوگ بریلوی یا دیوبندی یا اہلحدیث ہونا بھی پسند نہیں کریں گے۔ اور ایکدوسرے پر اعتراضات اور الزامات کے ڈھیر لگا دیں گے۔ اور اپنے موقف کے حق میں دلیلیں دے کر بڑی بڑی ضخیم کتابیں بھی مرتب کرلیں گے۔ اور مسئلہ نہ صرف جوں کا توں رہے گا۔ بلکہ سب بھائیوں کے درمیان نفرتوں کی دیوار اونچی ہو جائیگی۔ مناظرے ہوں گے۔ مجادلے ہوں گے۔ لڑائیاں جھگڑے اور خونریزی ہوگی۔ اور امت اپنی توانائیاں دین حق کیلئے، اسلام کیلئے، اللہ کیلئے، اللہ کے رسول ﷺ کیلئے صرف کرنے کی بجائے ایک دوسرے کی تکفیر پر صرف کرے گی۔ اور ساری توانائیاں اپنے فرقے کو سچا اور دوسرے فرقوں کو غلط اور جھوٹا ثابت کرنے میں ضائع کردیگی۔

میرے بھائیو اللہ کو حاضر ناظر جان کر بتاؤ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں کیا ایسا نہیں ہو رہا۔

بھائیو ایسا کیا کیا جائے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ سب بھائی مسلمان ہو جائیں۔ کیونکہ سنی بننے کیلئے بھی سب تیار نہیں۔ شیعہ بننے کیلئے بھی سب تیار نہیں۔ دیوبندی اور بریلوی ہونے کیلئے بھی سب تیار نہیں اور اہلحدیث کہلوانے کیلئے بھی تیار نہیں۔

کیا آپ صرف مسلمان کہلانے کیلئے تیار ہیں؟

کیا کوئی ایسا فرقہ ہے جو مسلمان کہلوانے کیلئے تیار نہ ہو۔ میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کے اندر کوئی ایسا فرقہ نہیں ہوگا جسے مسلمان کے نام سے چڑ ہوگی۔ مسلمان کے نام سے نفرت ہوگی۔ کیوں کہ ایسی صورت میں اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اور جس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ ہو وہ تو کافر ہوتا ہے۔ بھائیو یہ نہ سمجھنا کہ میں مسلمانوں کو کافر کہہ رہا ہوں بلکہ میں تو اس کو کافر کہہ رہا ہوں جو یہ کہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔ آپ بتائیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے تو آپ اسے کیا کہیں گے یہی ناں کہ یہ کافر ہے۔ ہاں البتہ ہم اس کو کافر کی بجائے غیر مسلم بھی کہہ سکتے ہیں۔ میں پھر اپنی بات کو دوسرے انداز سے واضح کرتا ہوں کہ ایک سنی بھائی کو شیعہ کہلانے پر تو سخت اعتراض ہے لیکن مسلمان کہلانے پر اسے نہ صرف کوئی اعتراض نہیں بلکہ خوشی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے۔ اسی طرح ایک شیعہ بھائی کو بریلوی یا اہلحدیث کہلانے پر سخت اعتراض ہے۔ لیکن مسلمان کہلوانے پر اسے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ الغرض کسی بریلوی، دیوبندی یا اہلحدیث بھائی کو بھی دوسرے فرقوں کا نام اپنانے پر اعتراض ہے لیکن مسلمان کہلوانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

تمام فرقہ پرست اپنے آپ کو صرف مسلمان کہلوانا کیوں پسند نہیں کرتے؟

میرے بھائیو! غور کرو، کان دھرو، اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی آواز پر۔ کسی کلمہ پڑھنے والے کو مسلمان کہلانے پر اعتراض نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کسی سنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی یا اہلحدیث بھائی کو مسلمان کہلوانے پر اعتراض نہیں ہے تو پھر یہ سب مسلمان کیوں نہیں کہلواتے۔ کوئی اپنے آپ کو سنی کہہ رہا ہے۔ تو کوئی شیعہ، کوئی بریلوی تو کوئی دیوبندی اور کوئی اہلحدیث۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

میرے بھائیو! غور سے سنو! آپ بھائیوں کو مسلمان کہلانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے مجھے اس بات کی خوشی ہے۔ لیکن چند جملے بڑے دکھ کے ساتھ لکھ رہا ہوں اسے میری بدنیتی نہ سمجھے گا۔

بلکہ کڑوا سچ سمجھ کر ہضم کرنے کی کوشش کیجئے گا۔

آپ کو مسلمان ہونے کا اقرار ہے لیکن سنی ہونے پر اصرار ہے۔

آپ کو مسلمان ہونے کا اقرار ہے۔ لیکن شیعہ ہونے پر اصرار ہے۔

آپ کو مسلمان ہونے کا اقرار ہے لیکن بریلوی ہونے پر اصرار ہے۔

آپ کو مسلمان ہونے کا اقرار ہے لیکن دیو بندی ہونے پر اصرار ہے۔

آپ کو مسلمان ہونے کا اقرار ہے لیکن اہلحدیث ہونے پر اصرار ہے۔

میرے بھائیو! مجھے معاف کرنا۔ آپکا یہ اقرار کچھ معنی نہیں رکھتا۔ لگتا یوں ہے کہ یہ اقرار آپ مجبوراً کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ کا سارا زور، سارا اصرار تو سنی، شیعہ، بریلوی دیو بندی اور اہلحدیث کہلانے پر ہے۔ آپ کی تقریریں سنیت، شیعیت، بریلویت، دیو بندیت اور اہلحدیثیت کے موضوع پر ہوتی ہیں۔ آپ کتابیں تو انہی موضوعات پر لکھتے ہیں۔ آپ نے مسجدیں بھی اور امام بارگاہیں بھی اپنے ناموں سے بنا رکھی ہیں۔ آپ کی مسلمانی مجھے کہیں نظر نہیں آتی۔ آپ کے ہر عمل سے سنیت، شیعیت، بریلویت، دیو بندیت اور اہلحدیثیت جھلکتی ہے۔ آپ خود بتائیں کہ کیا مسلمان ہونے کے ایسے اقرار کی کوئی اہمیت رہ جاتی ہے۔ آپ کا عمل، آپ کی گفتگو جس کی تصدیق نہ کرے وہ اقرار کیسا ہے۔

اب ایک بات صرف سمجھانے کیلئے عرض کر رہا ہوں۔ یہ بار بار جو آپ سے معافی کا طلبگار ہوتا ہوں تو اس لئے کہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں کسی بھائی کو میری بات سے دکھ نہ پہنچے۔ ایک مثال عرض کر رہا ہوں غور کریں تو فائدہ ہوگا۔ آپ سب بھائی جانتے ہیں کہ مشرک کس کو کہتے ہیں مشرک اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ کیساتھ کسی کو شریک کرتا ہے۔ کسی کو اللہ کا پارٹنر بناتا ہے۔ مشرک اللہ کا انکار نہیں کرتا بلکہ وہ اللہ کو مانتا ہے۔ لیکن مشرک اس لئے کہلاتا ہے کہ اللہ کا اقرار کرتا ہے اور اللہ کے شریکوں پر اصرار کرتا ہے۔ لہذا اس کا رشتہ اللہ سے کاٹ کر اس کے شریکوں سے جڑ جاتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور کسی فرقے پر اصرار کرتا ہے تو اس کا اقرار بے معنی ہو جاتا ہے۔ اس طرح اسکا تعلق مسلمانی سے کٹ کر اس فرقے سے قائم ہو جاتا ہے۔

درد بھری التجا

میرے بھائیو! میری درد بھری باتوں پر توجہ دو۔ یہ باتیں آپ کو کوئی نہیں بتائے گا۔ کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں ہیں۔ اور عرصہ ہوا نام نہاد مسلمانوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں کہنا چھوڑ دیں ہیں۔ اب تو نفس پرستی کا دور دورہ ہے۔ ہر شخص اپنے نفس کی اتباع کر رہا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول کی اطاعت کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔

اگر آپ واقعی امت مسلمہ اور مسلمانوں سے اپنا تعلق قائم رکھنا چاہتے ہو تو فرقوں پر اصرار کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف مسلمانی کو اپنا لو۔ کیونکہ نجات بالاخر مسلمان کی ہی ہے۔

ہمیں ایک دوسرے کو مسلمان بن کر قبول کرنا ہوگا۔ ایک دوسرے کی چھوٹی موٹی باتیں برداشت کرنی ہوں گی۔ تنگ نظری کو خیر باد کہنا ہوگا۔ بھائی بھائی بننا ہوگا۔ ایک دوسرے کے دکھ بانٹنے ہوں گے۔ خوشیاں بانٹنی ہوں گی۔

بقول علامہ اقبال ہماری اخوت کی مثال ایسی ہو کہ

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستاں کا ہر پیر و جواں بیتاب ہو جائے۔

بھائیو! اس تفرقہ بازی نے تمہاری آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ رکھی ہے۔ اسے اتارو۔ دشمنی کرنی ہے تو اللہ کے دشمنوں سے کرو، رسول اللہ کے دشمنوں سے کرو۔ دین کے دشمنوں سے کرو۔ مسلمان بھائی سے کس بات کی دشمنی۔ ہوش سے کام لو۔ لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ لوگ تمہیں غلط راہ پر ڈال رہے ہیں۔

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! میں بار بار تمہیں ایک نئے انداز

سے یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہوں کہ ہماری کامیابی ایک ہونے میں ہے۔ دنیا کی کامیابی بھی اور آخرت کی کامیابی بھی۔ قرآن ہم سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے کہ

واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقو

''اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامے رکھو اور فرقوں میں تقسیم نہ ہو''

میرے بھائیو! فرقوں میں تقسیم ہونے کے نقصانات ہی نقصانات ہیں۔ فائدہ ایک بھی نہیں۔ اور اکٹھے ہونے کے اور ایک جماعت بن کر رہنے کے فائدے ہی فائدے ہیں۔ نقصان ایک بھی نہیں۔ اس کے باوجود اگر تم لوگ فرقہ فرقہ، ٹولی ٹولی ہو کر رہنا چاہتے ہو تو آپ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ میں تو آپ کو صرف کہہ سکتا ہوں صرف آپ سے عرض کر سکتا ہوں۔ زبردستی تو آپ کو نہیں جوڑ سکتا۔

میرے بھائیو! میری باتیں اتنی مشکل نہیں ہیں۔ کہ کسی کی سمجھ میں نہ آئیں۔ آپ سب کو میری باتیں اچھی طرح سمجھ میں آ رہی ہیں۔ لیکن آپ کو قبول کرنے میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ حق کو قبول کرنا بہت مشکل کام ہے۔

بقول علامہ اقبال

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

فرقے کیسے بنتے ہیں؟

یہ انتہائی اہم اور غور طلب بات ہے جس سے آسانی کے ساتھ کوئی شخص اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ اصل جماعت کونسی ہے۔ اور اس کے فرقے کون سے ہیں۔ اور مزید یہ کہ کیا اصل جماعت موجود ہے یا نہیں۔ اگر موجود نہیں تو ان فرقوں میں سے کون سا فرقہ اپنی جماعت کے اصولوں پر قائم ہے۔ جو فرقہ اپنی جماعت کے اصولوں پر قائم ہوگا۔ وہی فرقہ اصل جماعت کا جانشین ہوگا۔ باقی

فرقے اس جماعت سے فارغ ہوں گے۔ کیونکہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ اور اب اس کی مزید تشریح بھی آئے گی۔ کہ گروہ چاہے دو ہوں یا دو ہزار، ان میں سے حق پر ایک ہی ہو گا۔ اب ہم اس مسئلے کو ایک مثال کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فرض کریں کافی عرصہ پہلے کچھ لوگوں نے کسی مقصد کی خاطر ایک جماعت بنائی۔ اور اس کے کچھ اصول بھی بنائے۔ اور انہیں ایک کتاب کی شکل میں محفوظ کر دیا۔ تاکہ جماعت کو کسی وقت کوئی مشکل پیش آئے تو ان اصولوں کی روشنی میں اس کا حل تلاش کر لیا جائے۔

جماعت کے کل ارکان کی تعداد ایک سو تھی۔ کچھ عرصہ گزرا تو دس بارہ افراد نے کسی بات پر جماعت سے اختلاف کرنا شروع کر دیا۔ اور کرتے کرتے جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہ کتاب کا ایک پرنٹ اپنے پاس رکھ لیا اور کہا کہ ہمارے بھی یہی اصول ہیں۔ اور اپنا نام بھی الگ سے بنا لیا۔ حالانکہ کتاب میں سختی کے ساتھ منع کیا گیا تھا کہ نہ تو آپ جماعت سے الگ ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اپنا کوئی نیا نام رکھ سکتے ہیں اور جماعت کے اندر پھوٹ ڈالنے کو جماعت کے ساتھ غداری قرار دیا گیا تھا۔

اصل جماعت کو اس بات کا بہت دکھ ہوا تاہم کچھ دنوں بعد دس بارہ مزید افراد نے جماعت سے اختلاف کر ڈالا کہ جماعت نے پہلے گروہ کے خلاف کاروائی کیوں نہیں کی۔ انہوں نے بھی کتاب کا ایک پرنٹ لیا اور اپنا ایک نام رکھ لیا اور الگ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ چونکہ اصل جماعت نے پہلے الگ ہونے والے گروہ کے خلاف کاروائی نہیں کی جو کہ جماعت کے اصولوں کے رو سے ضروری تھی لہذا اب یہ کاروائی ہم کریں گے۔ اب اس گروہ نے پہلے گروہ کے ساتھ مناظرے اور مجادلے شروع کر دیئے۔ لڑائی جھگڑے، مار پیٹ اور جان سے مار دینے تک کی نوبت آ گئی۔

کچھ دنوں بعد دس پندرہ مزید افراد اختلاف کرتے ہوئے الگ ہو گئے۔ اور کرتے کرتے اصل جماعت میں صرف دو تین افراد رہ گئے۔ باقی تمام افراد چھ سات گروہوں یا

فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ان چھ سات فرقوں نے چند ایسی باتیں اپنے اندر شامل کرلیں جن کی اجازت یا ممانعت واضح الفاظ میں ان کی کتاب کے اندر موجود نہیں تھیں۔ کیونکہ کتاب میں تو زیادہ تر اصول لکھے ہوئے تھے۔اب وہ فرقے ظاہری طور پر بھی اصل جماعت سے کافی الگ تھلگ نظر آتے تھے۔ساتھ ساتھ انہوں نے اس کتاب کی تفسیریں لکھنی شروع کیں اور جو کچھ انہوں نے مناسب سمجھا اس کتاب کی تفسیر میں بیان کر دیا۔ یہاںتک کہ ایک ہی اصول کو مختلف مطالب پہنا دیئے۔ لہذا انو وارد لوگوں کے اندر فکری تبدیلی بھی آ گئی۔اور پھر کتاب ایسی زبان میں تھی جس کو نئے آنے والے لوگ بڑی مشکل سے صرف الفاظ کی حد تک پڑھ سکتے تھے۔پھر اس کتاب کے ترجمے نئے آنے والے لوگوں کی آسانی کیلئے چھاپے گئے۔اب لوگ یا تو اس کتاب کے ترجمے پڑھ سکتے تھے۔ یا پھر ئی تفسیریں جو ان کی زبان میں تھیں۔

اب جو شخص جس فرقے کے ساتھ لگ گیا۔اسی فرقے کے ساتھ اسکا جینا مرنا ہے۔اور وہ اسی فرقے کو اصل جماعت سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کو یہی بتایا گیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی اصل جماعت نہیں ہے۔سب نے جماعت کو چھوڑا اور توڑا ہے۔ جماعت سے غداری کی ہے۔اب اس جماعت کا نام تو سب فرقے کسی نہ کسی طور استعمال کرتے ہیں۔لیکن جماعت کہیں نظر نہیں آتی۔

یہی سب کچھ اسلام کے ساتھ ہوا؟

بالکل یہی کچھ اسلام کے ساتھ بھی ہوا۔ پہلے ایک جماعت بنی۔ پھر ایک فرقہ الگ ہوا پھر دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا۔الغرض مسلمانوں کی جماعت ریزہ ریزہ ہو گئی۔اور اب ہر فرقہ اسلام اور مسلمان کا نام استعمال کرتا ہے۔لیکن مسلمانوں کی اصل جماعت نہ ختم ہوئی اور نہ ہو گی۔ ہر دور میں اہل حق رہے ہیں۔اور رہیں گے۔اور بالآخر ایک وقت آئے گا کہ حق کا بول بالا ہو گا۔مسلمان ایک ہی امت ہو جائیں گے۔فرقے دم توڑ جائیں گے۔اور اسلام غالب ہو جائے گا۔

کیا ہمارے دین مختلف ہیں؟

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! تم آئے دن اخباروں میں پڑھتے ہو اور ریڈیو اور ٹی وی پر سنتے ہو کہ فلاں مسئلے پر مختلف مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل کمیٹی بنادی گئی۔ محرم کے مہینے میں مختلف مکاتب فکر کے علماء نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ پرامن رہیں وغیرہ وغیرہ

آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیوں کو مختلف مکاتب فکر کے لوگ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ آپ سب کا دعویٰ ہے کہ آپ مسلمان ہو۔ اور مسلمان ایک ہی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر کسی کا مکتب فکر مسلمانوں سے الگ ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ وہ یا تو ہندو ہے یا عیسائی یا سکھ یا یہودی یا کوئی اور۔ کیا سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث، الگ الگ خداؤں کے ماننے والے ہیں۔ کیا ان کے رسول الگ الگ ہیں۔ کیا ان کے قرآن الگ الگ ہیں۔ آخر یہ کس بنا پر مختلف مکاتب فکر ہیں۔ بھائیو! غور سے سنو! تمہارے درمیان نہ کوئی اختلاف ہے نہ ہو سکتا ہے۔ تمہارے درمیان صرف ناموں کا اختلاف ہے۔ اگر یہ نام نہ ہوں تو کسی کو یہ کہنے کی جرات نہ ہو۔ کہ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر ہیں۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مسلمان اتنے فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

فرقے ختم نہیں ہو سکتے

بھائیو! ایک بات اور توجہ سے سنو میں فرقوں کے ختم ہونے کی بات نہیں کر رہا۔ فرقے شاید کبھی بھی ختم نہ ہوں۔ میں تو مسلمانوں کو زندہ اور طاقتور کرنا اور دیکھنا چاہتا ہوں اس وقت فرقوں کا زور ہے اور مسلمان کمزور ہے، میں چاہتا ہوں کہ مسلمان کا زور ہو اور فرقے کمزور ہوں، اگر مسلمان کا زور ہوگا تو فرقے اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ اور اگر فرقوں کا زور ہوگا تو اسلام مر جائے گا۔ کیا آپ کو اسلام کی موت منظور ہے یا فرقوں کی۔ یقیناً میری طرح ہر مسلمان کی خواہش اور کوشش ہوگی کہ اسلام ہر صورت میں زندہ رہے اور اسلام کی خاطر اگر فرقوں کی قربانی دینی پڑتی ہے تو دے دی

جائے۔اور فرقے مرتے ہیں تو مر جائیں۔لیکن اسلام پر کوئی آنچ نہیں آنی چاہیے۔

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اسلام ایسے ہی زندہ ہو جائیگا۔ اسلام تو مسلمانوں سے زندہ ہوگا۔ تم سب کو مسلمان بننا ہوگا۔ مسلمان بن کر رہنا ہوگا۔ مسلمان رہ کر مرنا ہوگا۔ کیونکہ مسلمان ہی اسلام کا سپاہی ہے کوئی اور نہیں۔ سنی صرف سنیت کو زندہ رکھنے کیلئے ہے۔ شیعہ صرف شیعیت کو زندہ رکھنے کیلئے ہے۔ بریلوی صرف بریلویت کو زندہ رکھنے کیلئے ہے۔ دیوبندی صرف دیوبندیت کو زندہ رکھنے کیلئے ہیں۔ اور اہلحدیث صرف اہلحدیثیت کو زندہ رکھنے کیلئے ہیں۔ میں اس کے ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ آپ بھی سنیں اور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ اسلام کو زندہ رکھنے کیلئے کون کچھ کر رہا ہے۔

فرقہ پرستوں کی تبلیغ اپنے فرقوں کو زندہ رکھنے کیلئے ہے

یہ سب فرقے اپنی اپنی مسجدیں بناتے ہیں۔ اپنے اپنے فرقے کی ترویج و اشاعت کیلئے ہر مسجد کے باہر الفاظ میں لکھا ہوتا ہے کہ یہ مسجد فلاں فرقے کی ہے۔ کسی مسجد پر یہ نہیں لکھا ہوتا کہ یہ مسجد مسلمانوں کیلئے ہے۔ اور کسی فرقے کی مسجد پر اجارہ داری نہیں ہے۔ ہر فرقے کی مسجد میں اسی فرقے سے تعلق رکھنے والا امام یا خطیب ہوتا ہے۔ کسی دوسرے فرقے کا شخص اس مسجد میں امامت نہیں کرا سکتا۔ بلکہ اکثر مساجد میں تو دوسرے فرقے کے لوگ نماز بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں۔

ہر فرقے کے علماء کی تقریروں کا موضوع اپنے فرقے کی حقانیت کو ثابت کرنا اور دوسرے فرقوں کا رد ہوتا ہے۔ ان کی تقریروں میں اسلام نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اسلام کو صرف فرقے کی سپورٹ میں استعمال کرتے ہیں۔ قرآن کا حوالہ بھی اپنے فرقے کو سچا ثابت کرنے کیلئے دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ ہمیشہ سچ بولو، جھوٹ نہ بولو، غیبت نہ کرو۔ بھائی بھائی بن کر رہو۔ بلکہ وہ اللہ و رسول کی ان تمام تعلیمات و احکام کو کھلے عام نظر انداز کرتے ہوئے سارا زور اس بات پر دیتے ہیں کہ کوئی شخص خواہ شرابی ہو یا زانی، جواری ہو یا خونی، سمگلر ہو یا بدمعاش اسکی کوئی پروا

نہیں۔ لیکن اسے سنی ہونا چاہیے۔ اسے شیعہ ہونا چاہیے۔ اسے بریلوی ہونا چاہیے۔ اسے دیوبندی ہونا چاہیے۔ اسے اہلحدیث ہونا چاہیے۔ میں نے بارہا ایسے کلمات لوگوں سے سنے ہیں کہ وہ بندہ ٹھیک نہیں ہے پر ہے پکا سنی۔ یا وہ بندہ تو بڑا غلط ہے پر ہے پکا شیعہ وغیرہ۔

فرقے کی تبلیغ، اسلام کی تبلیغ نہیں ہو سکتی

میرے بھائیو! آپ نے غور کیا کہ فرقوں کو اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ان کو صرف اپنی نفری بڑھانے کی فکر ہے۔ میرے بھائیو! اسلام آیا تھا کہ وہ ایسے باکردار لوگ پیدا کرے کہ غیر مسلم ان کی طرف متوجہ ہوں تا کہ ان کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی، اور ان فرقوں کا یہ عالم ہے کہ یہ کردار پیش کرنے کی بجائے تقریریں کرتے ہیں اور کتابیں لکھتے ہیں۔ اور وہ بھی مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلیے۔ کیا ایسے لوگ دین کی خدمت کر سکتے ہیں جن کی تان جا کر اپنے فرقے پر ہی ٹوٹتی ہو۔ جن کو کنویں کے مینڈک کی طرح کنویں سے باہر کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ دشمن روز بروز ہمارے گرد گھیرا تنگ کرتا جا رہا ہے۔ اور انہیں اپنے اندرونی خلفشار اور مناظروں اور بحثوں سے ہی فرصت نہیں ملتی۔

فرقہ پرست علماء لوگوں کو اصل دین سے ہمیشہ دور رکھتے ہیں تا کہ نہ انہیں دین کی سمجھ آئے اور نہ یہ فرقوں سے متنفر ہوں اور ان کی دکان چلتی رہے۔ لیکن کب تک؟ آخر ایک دن تو لوگوں کو سمجھ آ ہی جائے گی۔ اور لوگوں کو سمجھ آ رہی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ فرقوں سے اتنے متنفر ہو رہے ہیں کہ اب وہ دین سے ہی دور بھاگتے ہیں۔ کیونکہ دین بتانے والا کوئی نہیں۔

علماء کی زندگیاں اسی کام میں گزر گئیں کہ انہوں نے اپنے فرقے کا دفاع کرتے کرتے اور دوسرے فرقوں کا رد کرتے کرتے اپنی قیمتی زندگی گزار دی۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ شاید سنیت کا فروغ ہی اسلام کا فروغ ہے۔ شاید شیعیت کا فروغ ہی اسلام کا فروغ ہے۔ شاید بریلویت، دیوبندیت اور اہلحدیثیت کا فروغ ہی اسلام کا فروغ ہے۔ لیکن انہیں اس بات کی بالکل سمجھ نہیں آئی کہ سنیت کی

خدمت سے سنیت کو ہی فروغ ملے گا۔ شیعیت کی خدمت سے شیعیت کو ہی فروغ ملے گا۔ بریلویت کی خدمت سے بریلویت کو فروغ ملے گا۔ اسلام کو اس سے فروغ نہیں مل سکتا۔ نہ اسلام کو اپنے فروغ کیلئے ایسے من گھڑت ناموں کے سہارے کی ضرورت ہے۔ اسلام کو فروغ ملے گا تو مسلمانوں کے ذریعے ملے گا۔ سنیوں، شیعوں، بریلویوں، دیوبندیوں یا اہلحدیثوں کے زریعے نہیں۔ کیونکہ پانی میں پانی ڈالنے سے ہی پانی کی مقدار بڑھے گی۔ پانی میں آپ پہاڑوں کے پہاڑ، ریت اور پتھر ڈال دیں اس سے پانی سوکھ تو سکتا ہے بڑھ نہیں سکتا۔ کسی بھی جنس میں اضافہ کیلئے اس میں اس جنس کا اضافہ کرنا ہوگا۔ کوئی دوسری جنس اس کی مقدار میں اضافہ نہیں کر سکتی۔ میں مانتا ہوں کہ آپ نے سنی ہو کر سنیت کی بہت خدمت کی ہے آپ نے شیعہ ہو کر شیعیت کی بہت خدمت کی ہے۔ اسی طرح بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث ہوتے ہوئے اپنے اپنے فرقوں کی بہت خدمت کی ہے۔ لیکن اگر آپ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ آپ نے دین اسلام کی خدمت کی ہے تو یہ آپ کی خوش فہمی تو ہو سکتی ہے۔ لیکن حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اسلام کی خدمت صرف مسلمان بن کر ہی ہو سکتی ہے۔

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! آپ کا ایک اور وہم بھی دور کر دوں کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ کام ایسے ہیں یعنی دین کے کام جو صرف سنی یا شیعہ یا بریلوی یا دیوبندی یا اہلحدیث ہو کر ہی کیے جا سکتے ہیں۔ تو یہ بھی آپ کی غلط فہمی ہے۔ آپ یہ سارے کام صرف مسلمان ہو کر بھی کر سکتے ہیں۔

بھائیو جب آپ ان من گھڑت ناموں کے بغیر اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کر سکتے ہیں تو آپ کو کیوں اصرار ہے ان ناموں پر۔ کیا صرف مسلمان کا نام آپ کو اچھا نہیں لگتا۔

ایک ضروری گذارش

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! اس سے پہلے کہ موت کا بلاوا آجائے۔ اپنے دلوں سے نفرتیں اور کدورتیں مٹا دو۔ محبتوں کے چراغ جلا دو۔ تفرقہ

چھوڑ دو۔ ایک امت بن جاؤ۔ دوسرے کو چھوڑ و تم مسلمان کہلانا شروع کر دو۔ دوسرے بھی انشاء اللہ تمہیں دیکھ کر ایسا ہی کریں گے۔ کیوں کہ اس نام کی اتنی برکات ہیں۔ کہ انبیاء کرام نے پوری دنیائے باطل کے سامنے تن تنہا اعلان کیا تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ یہ انبیاء کی سنت ہے۔ اللہ کا حکم ہے اور اگر صرف مسلمان کہلانے سے انبیاء کی سنت اور اللہ کا حکم کسی حد تک پورا ہوتا ہے تو اس سے اچھا کام اور کون سا ہے۔ اگر ہم نے مرنے سے پہلے صرف یہی کام کر دیا تو انشاء اللہ ہماری بخشش کے لئے کافی ہے۔

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! میں نے اپنی ایک کتاب کا مقدمہ یا دیباچہ لکھ کر آپ تک پہنچا دیا ہے۔ اگر کسی کو مقدمہ پڑھ کر میری بات سمجھ میں نہیں آئی تو کتاب پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں اپنا اور آپ کا وقت برباد نہیں کرنا چاہتا۔ اسی مقدمے سے جو ایک خط کی شکل میں ہے معلوم ہو جائے گا کہ کتنے لوگوں کو میری بات سمجھ میں آئی ہے کیونکہ میں نے آپ کو صاف صاف بتا دیا ہے کہ مسلمان کو اپنے بہتر نام رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب ایک شخص مسلمان ہے تو بس مسلمان ہے۔ اب اس کو اپنا کوئی مزید نام رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب ایک چیز کی ضرورت نہیں تو وہ فضول ہے۔ اور فضول چیز کے پیچھے پڑ کر کسی نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ آپ کیسے اٹھا سکتے ہیں۔ ضرورت ہے تو صرف اور صرف مسلمان بننے کی اور کہلانے کی۔

آپ مجھ سے کوئی سوال پوچھنا چاہیں۔ مجھ سے مل کر یا خط لکھ کر پوچھ سکتے ہیں۔ کسی قسم کی جھجک یا ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ میں نے جب آپ سے کہہ دیا ہے کہ میں آپ کا بھائی ہوں تو پھر ایک بھائی پر بھروسہ کریں۔

ایک بات عرض کر دوں۔ ہمارے اکثر علماء کا رویہ اور ذہن مناظرانہ ہوتا ہے۔ کچھ لوگ چاہیں گے کہ میرے ساتھ مناظرہ کریں۔ تو بھائیو! میں کسی کے ساتھ مناظرہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے کسی ایسے شخص سے کوئی اختلاف نہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور سمجھتا ہے۔ مجھے اختلاف صرف

ان ناموں کے ساتھ ہے جو مسلمانوں نے الگ الگ رکھ لئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو بے شمار گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ اگر مسلمانوں کا ایک ہی نام ہو یعنی مسلمان تو پھر ان کو ٹکڑوں اور گروہوں اور فرقوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اختلاف بھی کھل کر بیان کر دیا ہے اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی۔ اگر اس کے باوجود کوئی شخص امت مسلمہ کے انتشار اور زوال پر خوش ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ میرا معاملہ بھی اللہ کے سپرد اور انکا معاملہ بھی اللہ کے سپرد۔

اتمام حجت

اتمام حجت کے طور پر چند آخری کلمات لکھ کر آپ سے اجازت چاہوں گا۔ کہ قرآن سے بڑھ کر ثالث (کسی تنازعے کا، اختلاف کا فیصلہ کرنے والا) اس روئے زمین پر کوئی نہیں۔ جو شخص قرآن کو ثالث مان کر جب اور جہاں مجھے بلائے گا۔ میں اس مسئلے میں قرآن کو ثالث تسلیم کرتے ہوئے حاضر ہو جاؤں گا۔ اور پھر قرآن جو فیصلہ کرے گا۔ میں اسکو کھلے دل سے قبول کروں گا۔ کیونکہ میں قرآن کو ثالث اور اتھارٹی مانتا ہوں۔ اور ہر مسلمان سے بلکہ ہر اس شخص سے جو قرآن مجید کو منزل من اللہ اور غیر متبدل کتاب مانتا ہے۔ یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ بھی میری طرح قرآن کی ثالثی قبول کرے گا۔ اور قرآن کے فیصلے کو تسلیم کرے گا۔ اور جو قرآن کو ثالث تسلیم نہ کرے وہ اس دنیا میں بھی خاسر و ناکام و نامراد اور آخرت میں بھی۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے۔ کہ اللہ ہم سب کو حق بات سننے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد بے انتہا درود و سلام اللہ کے حبیب محمد مصطفیٰ ؐ کی ذات پر جنہوں نے جہالت اور تاریکی میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو سیدھی راہ دکھائی اور حق کا بول بالا کرنے کیلئے دن رات مشکلات اور مصائب برداشت کرتے ہوئے انتھک محنت کی اور دین حق کو غالب کر دیا۔

غور طلب بات

بلا تمہید مقصد کی بات کی طرف آتا ہوں۔ عرصہ دراز سے ایک بات دن رات مجھے پریشان کر رہی تھی نہ صرف مجھے بلکہ ان لاکھوں افراد کو بھی جو میری طرح سوچتے ہیں۔ جو میری جیسی فکر کے حامل ہیں۔ جو میرے جیسا دین کا درد اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔ وہ بات تھی غلبہ دین حق کی بحالی کی۔ دن رات میں اسی فکر میں گم رہا کہ پاکستان کو قائم ہوئے نصف صدی سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ درجنوں کے حساب سے مذہبی جماعتیں ملک میں کام کر رہی ہیں لیکن نفاذِ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر ہونا تو در کنار، مزید دھندلاتا ہی جا رہا ہے۔ اور قوم دن بدن مایوسی کے گڑھے میں اترتی جا رہی ہے۔ اور مذہبی جماعتیں روز بروز اسلامی نظام کے نفاذ سے دور اور نام نہاد جمہوریت کے زیادہ قریب ہو رہی ہیں حالانکہ جمہوریت مذہبی جماعتوں کیلئے ایک دلدل سے کم نہیں اور مذہبی جماعتیں بری طرح اس دلدل میں پھنس چکی ہیں۔ بہر حال میں اس بحث میں پڑ کر اپنا اور آپکا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا کہ جمہوریت کے ذریعے اسلامی نظام کا نفاذ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ میں دو ٹوک الفاظ میں اپنا موقف اپنی فکر کا نچوڑ اور ان لاکھوں افراد کا نکتہ نظر آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو میرے ہم خیال ہیں اور اسی پاکستان میں مختلف جماعتوں کے اندر یا باہر اس کشمکش میں زندگی کے دن گزار رہے ہیں کہ کب وہ وقت آئے گا جب حق کا بول بالا ہوگا۔ اسلام کا غلبہ ہوگا اور اقتدار اہل حق کے پاس آئے گا۔ کب غریب کے دن بدلیں گے، کب لٹیروں، بدمعاشوں، سمگلروں اور منشیات فروشوں سے عنان حکومت چھینی جائے گی۔ کب حق دار کو اس کا حق ملے گا۔ کب مظلوم کی دادرسی ہوگی اور ظالم

کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ میں اور وہ لاکھوں افراد اس فکر کے حامل ہیں کہ انتخابات کے ذریعے اقتدار اہل حق کو کسی قیمت پر نہ مل سکتا ہے نہ دیا جائے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ سب کچھ کیسے ہوگا۔ اللہ کا دین غالب کیسے ہوگا۔ اقتدار اہل حق کے پاس کیسے آئے گا۔ ان سوالوں کا اور اس طرح کے بے شمار سوالوں کا جواب آپکو اسی کتابچے کی آئندہ سطور میں ملے گا پڑھیے غور کیجئے اور پھر کوئی رائے قائم کیجئے۔

کتاب لکھنے کا مقصد

اس کتاب کو لکھنے کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور مسلمانوں کو فلاح کے راستے پر گامزن کرنا اور غلبہ دین حق کیلئے جدوجہد کرنا ہے۔

مسلمانوں کے زوال کا یہ بدترین دور ہے۔ اس سے پہلے مسلمان اتنے ذلیل ورسوا کبھی نہ تھے۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ ایک ارب سے زائد مسلمان ہونے کے باوجود، امت مسلمہ اتنے گروہوں میں بٹ چکی ہے اور ایسے انتشار کا شکار ہو چکی ہے کہ اسے پھر سے اکٹھا کرنا بعض اوقات بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ درحقیقت ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہو چکا ہے۔ اسی مشکل کے حل میں مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اگر ایک مرتبہ، صرف ایک مرتبہ مسلمان متحد ہو گئے تو پھر صدیوں تک انہیں منتشر نہیں کیا جا سکے گا۔ گویا ساری مشکل متحد ہونے میں ہے۔ لہٰذا ایک کوشش کر رہا ہوں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک میری اس معمولی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں منظور ومقبول فرمائے۔ اور حضورؐ کے نعلین پاک کے صدقے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

کیا ہم صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں؟

ہر مسلمان دن میں کئی مرتبہ یہ دعا مانگتا ہے۔ ''اھدنا الصراط المستقیم'' یعنی اے اللہ ہمیں سیدھا رستہ دکھا یا سیدھے رستے پر چلا۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ صراط مستقیم کیا ہے؟

اور کیا مسلمان صراطِ مستقیم پر چل رہے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس بات پر کبھی غور ہی نہیں کیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کی طرف رجوع کرنا چھوڑ دیا ہے۔ قرآن مجید کو ہم نے فقط مسلکی مسئلے اٹھانے اور ان کے جواب کیلئے رکھ چھوڑا ہے حالانکہ قرآن مجید کے نازل کرنے کا قطعاً یہ مقصد نہیں۔ قرآن مجید تو در اصل صراط مستقیم ہے۔ قرآن مجید میں دو قسم کے لوگوں کا بیان کثرت سے ملتا ہے جنہیں ہم اچھا اور برا، جنتی اور دوزخی، مسلمان اور کافر اور انعام یافتہ اور مغضوب (یعنی جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا) وغیرہ کے الفاظ سے پہچانتے ہیں۔ اسی طرح دو راستوں کی بھی واضح نشاندہی فرمائی گئی۔ جنہیں ہم حق اور باطل کہتے ہیں۔ گویا جہاں اچھے لوگوں کی باتیں ہیں۔ انعام یافتہ لوگوں کی باتیں ہیں۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ اور جہاں بُرے لوگوں کا ذکر ہے یہ گمراہوں، مغضوبوں اور شیطان کا راستہ ہے۔

قرآن مجید کی ہر ہر آیت اپنے اندر علوم کا ایک سمندر لیے ہوئے ہے۔ اور انسانیت کی فلاح قرآن مجید کے مقاصد میں سے ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے سے کیا واقعی انسان فلاح پا جاتا ہے۔ اس پر بحث کی قطعاً گنجائش نہیں بلکہ اس پر عمل کر کے دیکھئے اور پھر بتایئے کہ آیا قرآن مجید فلاح کا راستہ بتاتا ہے یا نہیں۔ میں فقط ایک آیہ کریمہ کے حوالے سے آپ کو بتاؤں گا کہ اگر ہر مسلمان اپنی تمام زندگی میں اللہ کے اس فرمان پر عمل کر لے تو اس کے اتنے فوائد ہیں کہ شمار نہیں کیے جا سکتے۔ مثال کے طور پر چند فوائد آپکو بتاتا ہوں۔ سب سے پہلے اقتدار یعنی حکومت اللہ کے نیک بندوں یعنی اہل حق کے پاس آ جائیگی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ سرمایہ دار، جاگیردار، وڈیرے، بدمعاش، سمگلر، غنڈے، شرابی زانی، امریکی اور یہودی پٹھو قسم کے لوگوں سے غریب قوم کو نجات مل جائیگی۔ غریبوں کی حالت سنور جائیگی۔ ظالم کو اس کے انجام تک پہنچایا جائیگا۔ مظلوم کو اس کا حق دلایا جائیگا۔ ہر شخص کو بنیادی ضروریات یعنی روٹی، کپڑا اور مکان تو ملے گا ہی اس کے علاوہ تعلیم اور علاج کی سہولت بالکل مفت ملے گی۔ فحاشی اور عریانی کا خاتمہ کر دیا جائیگا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر

طرف نظام مصطفیٰ کا راج ہوگا۔اور بھی بے شمار فوائد ہیں لیکن سمجھ دار کیلئے اتنا کافی ہے۔

اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ایسی کونسی آیت مبارکہ ہے جس پر پوری زندگی میں اگر متواتر عمل کیا جائے تو اتنے فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔تو وہ آیت کریمہ ہے۔

ایک آیت مبارکہ اور اس کا مفہوم

"وتعاونو علی البرو التقویٰ ولا تعاونو علی الاثم و العدوان"

ترجمہ"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور برائی اور گناہ کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔"

گھبرایئے نہیں ساری بات تفصیل سے آپکو سمجھاؤں گا۔اللہ کے اس فرمان پر عمل کرنا بہت آسان بھی ہے اور بہت مشکل بھی۔جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ پر اور قیامت کے دن پر اور حساب و کتاب پر ایمان رکھتا ہے اس کیلئے بہت آسان ہے۔اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ اور قیامت کے دن پر اور حساب کتاب پر ایمان نہیں رکھتا اس کیلئے اس آیت پر عمل کرنا انتہائی مشکل ہے۔

اب اس آیۂ کریمہ کا مفہوم میں اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں پیش کرتا ہوں تاکہ تھوڑی سی اچھے اور برے کی تمیز رکھنے والا شخص بھی اللہ کے اس فرمان کو سمجھ سکے اور اس پر عمل کر سکے۔

اس آیت کریمہ میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اگر کوئی شخص نیک کام کیلئے آپکو بلا رہا ہے تو اس کی مدد کرو اور اس سے تعاون کرو۔اور اگر کوئی شخص برائی اور گناہ کیلئے آپکو بلا رہا ہے تو اس کی مذمت کرو اس سے ہرگز تعاون نہ کرو۔دوسرے لفظوں میں اگر دو شخص آپ کے سامنے کھڑے ہوں اور دونوں آپ سے کہیں کہ فلاں کام میں ہماری مدد کرو تو ان دونوں میں سے اس شخص کی مدد کرو جو اچھا ہے جو نیک ہے اور دوسرے کی مدد نہ کرو۔یعنی اچھے اور نیک آدمی کی مدد کرو اور اس سے تعاون کرو خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو معمولی ملازم۔کسان۔مزدور،یا بڑھی والا ہی کیوں نہ ہو اور برے شخص کی مدد نہ کرو خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔سرمایہ دار،جاگیردار،یا وڈیرہ ہی کیوں نہ ہو کوئی مولوی یا کوئی پیر ہی کیوں نہ ہو۔اور خواہ وہ آپ کا بیٹا یا آپ کا باپ ہی کیوں نہ ہو اس سے ہرگز تعاون نہ کرو۔

ہماری جنگ

الحمدللہ ہم کفر و طاغوت، باطل نظام، سرمایہ داریت، جاگیرداریت، فرعونیت، قارونیت، یزیدیت، وطن دشمن قوتوں، دین دشمن طاقتوں، ظالموں، شرابیوں، زانیوں، لٹیروں، دھوکے بازوں، فصلی بٹیروں، خائنوں، بد دیانتوں، بے ایمانوں، منافقوں، بے غیرتوں، اسلام کے نام پر اپنی سیاست کی دکان چمکانے والوں، قومی خزانے کو نہایت بے دردی کے ساتھ لٹانے والوں، غریبوں کا خون چوسنے والوں، غربت کا مذاق اُڑانے والوں، غریبوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والوں، ٹیکس چوروں، مقروض ملک سے کروڑوں اربوں روپے قرضے لے کر ہڑپ کر جانے والوں، عوام کے جذبات سے کھیلنے والوں، پاکستان کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھنے والوں، قبروں کی سیاست کرنے والوں، روپے پیسے کے بل بوتے پر الیکشن لڑنے الوں، دھونس دھاندلی سے من مانے نتائج حاصل کرنے والوں، بکنے والوں اور خریدنے والوں، رشوت خوروں، سود خوروں، بدعنوان الغرض شیطان کے پجاریوں اور رحمن کے باغیوں کے خلاف غیر مصالحانہ جنگ کا آغاز کر چکے ہیں۔ اور اللہ کے فضل و کرم کے بھروسے پر اور آقائے دوجہاں کی رحمت کے بھروسے پر یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کفر و طاغوت بھاگنے پر مجبور نہیں ہو جاتا۔ جب تک سرمایہ داریت، جاگیرداریت، فرعونیت، اور قارونیت دم نہیں توڑ دیتی، جب تک یزیدیت، حسینیت کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کر دیتی، جب تک دین دشمن اور وطن دشمن طاقتیں میدان چھوڑ نہیں دیتیں۔ جب تک ظالموں، شرابیوں، زانیوں، لٹیروں، منشیات فروشوں اور اسلام کا نعرہ لگا کر اسلام نافذ نہ کرنیوالوں کے ہاتھ سے زمامِ اقتدار چھین نہیں لی جاتی جب تک امریکی ایجنٹوں، یہودی پھوؤں اور گاندھی کی اولاد کو ملک سے نکال نہیں دیا جاتا جب تک کفر کو اسلامی نظام نافذ کر کے دکھا نہیں دیا جاتا الغرض جب تک غلبہء دین حق بحال نہیں ہو جاتا ہماری غیر مصالحانہ جنگ جاری رہے گی۔

یہ جنگ حق اور باطل کی جنگ ہے۔ اسلام اور کفر کی جنگ ہے سچ اور جھوٹ کی جنگ ہے۔

شرافت اور بدمعاشی کی جنگ ہے۔ عدل اور ظلم کی جنگ ہے۔ اور یہ جنگ حسینیت اور یزیدیت کی جنگ ہے۔

غیور مسلمانو! بیدار ہو جاؤ

سرزمین پاکستان کے غیور مسلمانو! تمہاری غیرت کا امتحان ہونے والا ہے۔ اور مسلمان بڑا غیرت مند ہوتا ہے۔ مسلمان جیتا ہے تو اللہ کیلئے اور مرتا ہے تو اللہ کیلئے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ لمحوں کیلئے اس کی منزل اس کی نظروں سے اوجھل ہوگئی ہے۔ مسلمان جتنا بھی خطا کار ہو جتنا بھی بدکار ہو جب اسلام کا نام آتا ہے تو اسے سب کچھ بھول جاتا ہے اور وہ اسلام کے خلاف کچھ بھی سننا گوارہ نہیں کرتا۔ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔ اپنا مال اپنی عزت اپنی جان سب کچھ اسلام کیلئے قربان کر دیتا ہے اور اس پر کوئی افسوس نہیں کرتا کبھی پچھتاتا نہیں۔

پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ میں اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ لیکن کسی شخص یا کسی جماعت کے ہاتھوں اسلام کا نافذ نہ ہونا یا کسی مذہبی جماعت کا کامیاب نہ ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ لوگ یا وہ جماعتیں یا تو اسلام کو نافذ کرنے میں مخلص نہیں تھیں یا اس کی اہل نہیں تھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے یہ عظیم کام لیتا۔ کوئی نہ کوئی ایسی خامی ضرور تھی اور ہے کہ جو انہیں غالب آنے سے روک رہی ہے۔ یا قیادت اس کی اہل نہیں تھی۔ یا پروگرام ناقص تھا۔ یا کوئی اور ایسی ہی بنیادی اور بڑی وجہ تھی اور ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا پاکستانی مسلمانوں پر فضل وانعام ہے کہ کسی شخص یا جماعت نے آج تک اسلامی نظام نافذ کرنے یا سرزمین پاکستان میں اسلامی انقلاب لانے کیلئے کوئی ٹھوس قدم نہیں اُٹھایا ورنہ اس کے انتہائی منفی اثرات مرتب ہو سکتے تھے جو کسی طرح سے بھی امت مسلمہ اور اسلام کیلئے سودمند نہ تھا بلکہ لوگ بدظن ہو جاتے کہ انتہائی قدم اُٹھانے کے باوجود اسلام نافذ نہیں ہو سکا۔ اب اسلام کسی طرح نافذ نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ۔

میں جانتا ہوں

ایک بات طور پیش نظر رہے کہ محض سیاسی جماعتوں، محض مفاد پرستی پر مبنی اور محض حصول اقتدار کی جنگ لڑنے والی جماعتوں سے کسی قسم کے اسلامی انقلاب کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ شاید کوئی یہ سمجھے کہ مجھے علم نہیں ہے کہ دنیا میں کیا ہورہا ہے یا مسلمانوں میں کیا ہورہا ہے۔ بھائیو! مجھے سب معلوم ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ دنیا میں کیا ہورہا ہے۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ کیا ہورہا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے درمیان کیا ہورہا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ کون دین کیلئے کیا کررہا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ کون دین کے ساتھ کیا کررہا ہے۔ امت کی زبوں حالی بھی میری نظر میں ہے۔ امت کا منتشر شیرازہ بھی میری نظر میں ہے۔ امت کے اندر کی تفرقہ بندی اور گروہ بندی بھی میری نظر میں ہے۔ اور امت کا ماضی بھی میری نظر میں ہے۔ امت کا حال بھی میری نظر میں ہے اور امت کا مستقبل بھی میری نظر میں ہے۔ مستقبل اس قوم کا ہے جو حال میں متحد اور اکٹھی ہوگی۔ جس کا مرکز ومحور ایک ہوگا جس کا نصب العین ایک ہوگا۔

میں نے اپنے آپ کو بطور مسلمان کیوں پیش کیا؟

میں کسی کو دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا۔ میں صرف اور صرف وہ کام کروں گا جس کا میرے اللہ نے میرے خالق اور مالک نے میرے حاکم نے حکم دیا ہے۔ اور اس حکم کو بجالانے کیلئے کسی سے نہیں ڈروں گا۔ خواہ کوئی میرا ساتھ دے یا نہ دے میں حق بات ہی کہوں گا۔ حق کیلئے جیئوں گا۔ حق کیلئے مروں گا اور حق پر مروں گا۔

میرے لیے بہت آسان تھا کہ اپنے آپ کو شیعہ یا سنی، دیوبندی یا بریلوی یا اہلحدیث کے طور پر پیش کرتا اور ایک فرقے میں سے چند لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیتا۔ لیکن اس سے میری دنیا بھی خراب ہوتی اور آخرت بھی۔ دین کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو بطور مسلمان پیش کرنا ہی مناسب سمجھا۔ کیونکہ میں ایک مسلمان ہوں اور تمام انبیاء ورسل نے اپنے آپ کو بطور مسلم ہی

پیش کیا۔ قرآن مجید اس کی شہادتوں سے بھرا پڑا ہے۔ لہذا جب ہمارے نبی کریم مسلمان تھے تو ہمیں بھی مسلمان ہی ہونا چاہیے اور صرف مسلمان ہی کہلانا چاہیے اگر ہم اپنے دوسرے نام رکھیں گے۔ تو ظاہری بات ہے کہ ہمارے درمیان گروہ بندی ہوگی۔ فرقے بن جائیں گے۔ ایک امت مسلمہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ امت ان مختلف ناموں کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ہم مسلمان اور صرف مسلمان کہلانا کیوں پسند نہیں کرتے۔ شیعہ کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ سنی یا دیوبندی یا بریلوی یا اہل حدیث کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان کہلاتے ہوئے موت آتی ہے۔

دُنیا میں صرف دوگروہ یا پارٹیاں ہیں

بھائیو تم آخر کب سمجھو گے کہ ہم سب صرف اور صرف مسلمان ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں کیونکہ دنیا میں انسانوں کے صرف دو گروہ ہیں۔ ایک مسلمان دوسرا کافر۔ تیسرا کوئی گروہ نہیں۔ اب چونکہ مسلمان بذات خود ایک جماعت ہیں ایک گروہ ہیں ایک پارٹی ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پارٹی کے اندر کوئی دوسری پارٹی ہو۔ جماعت کے اندر ایک اور جماعت ہو البتہ کافروں اور جھوٹوں کے کئی گروہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں اور سچوں کا صرف ایک ہی گروہ ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک استاد اپنی کلاس میں بچوں سے پوچھتا ہے کہ بچو بتاؤ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں۔ پہلا بچہ کہتا ہے، دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ دوسرا بچہ کہتا ہے دو اور دو پانچ ہوتے ہیں۔ تیسرا کہتا ہے دو اور دو تین ہوتے ہیں، چوتھا کہتا ہے دو اور دو چھ ہوتے ہیں۔ اسی طرح سب بچوں کا جواب مختلف ہوتا ہے اور نہ صرف مختلف ہوتا ہے بلکہ ایک دوسرے سے بھی مختلف ہوتا ہے۔ اب استاد کہتا ہے کہ صرف ایک بچے کا جواب درست ہے یعنی پہلے جواب دینے والے بچے کا جس نے کہا تھا کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ اب تمام بچے اگر استاد کی بات سن کر خاموش ہو جاتے ہیں اور اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ دو اور دو واقعی چار ہوتے ہیں۔ تب تو بات ٹھیک ہے کیونکہ اختلاف تو ہو ہی جاتا ہے۔ جب صحیح بات معلوم ہو

جائے تو اختلاف ختم ہو جانا چاہیے۔ لیکن اگر تمام بچے سوائے پہلے بچے کے واویلا مچانا شروع کر دیں کہ استاد جی یہ کیا بات ہوئی۔ ساری کلاس کہہ رہی ہے کہ دو اور دو چار نہیں ہوتے۔ اور آپ نے صرف ایک بچے کی بات کا یقین کر لیا۔ ہم نہیں مانتے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ اب وہ دو اور دو تین ثابت کرنے کیلئے، دو اور دو پانچ ثابت کرنے کیلئے اور دو اور دو چھ ثابت کرنے کیلئے ساری زندگی ضد کرتے رہیں گے اور زندگی اسی میں گزار دینگے۔ بالآخر جب بھی کسی عدالت میں مقدمہ پیش ہوگا تو فیصلہ پہلے بچے کے حق میں ہی ہوگا کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ سچوں کا صرف ایک گروہ ہوتا ہے۔

مسلمان کا سب سے اولین فریضہ

آج بحیثیت مسلمان، ہر شخص پر جو سب سے پہلا فریضہ عائد ہوتا ہے۔ وہ ہے ''روئے زمین پر ایک اسلامی ریاست کا قیام''۔ جو شخص یہ فریضہ ادا کرنے کیلئے تیار ہے وہ مسلمان اور مومن ہے اور جو اس کیلئے تیار نہیں وہ کافر ہے۔

گو کہ میں نے بڑی تلخ بات کہہ دی ہے۔ لیکن یہ حق ہے۔ اگر کسی کو ناگوار گزرتی ہے تو گزرے۔ مجھے اس کی رتی برابر پرواہ نہیں۔ جو شخص حق کو سمجھتا ہوگا وہ ہماری بات کی تائید کرے گا اور جو حق سے دور ہوگا وہ تو لامحالہ مخالفت ہی کرے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ، اسلامی ریاست کا قیام کیوں ضروری ہے؟

اسلامی ریاست کا قیام، مسلمان کا سب سے اولین فریضہ کیوں ہے؟

کیا اس وقت روئے زمین پر کوئی اسلامی ریاست موجود نہیں ہے؟

اسلامی ریاست کیسے قائم ہوگی؟

اور کیا آج کے دور میں اسلامی ریاست قائم ہو سکتی ہے؟

یہ اور اس طرح کے کئی سوال ہیں جن کا جواب آپ کو اس کتابچے میں ملے گا۔ اس کے بعد

آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ آپ اسلامی ریاست کے قیام کیلئے ہمارا ساتھ دینا پسند کرینگے یا نہیں۔

''تحریک قیام خلافت علیٰ منہاج نبوت''

''تحریک قیام خلافت علیٰ منہاج نبوت'' یہ ایک تحریک ہے جو اسلامی ریاست کے قیام کیلئے چلائی گئی ہے۔ واضح رہے کہ یہ ہم نے کوئی نئی جماعت یا پارٹی نہیں بنائی۔ ہم الحمد للہ مسلمان ہیں مسلمانوں کے اندر دھڑے بندی اور فرقہ بندی اور پارٹی بازی نہیں ہوتی۔ ہمارا کسی پارٹی اور کسی فرقے سے کوئی واسطہ نہیں نہ ہی ہم کسی پارٹی اور فرقے کو مانتے ہیں۔ ہم نہ سُنّی ہیں نہ شیعہ نہ دیو بندی نہ بریلوی اور نہ اہل حدیث۔ ہم صرف اور صرف مسلمان ہیں۔ ہم مسلمانوں کی جماعت ہیں ہمارا کوئی نام نہیں۔ سوائے ان ناموں کے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کی جماعت کو دیئے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی رُو سے دین کے اندر فرقہ بندی، گروہ بندی یا پارٹی بازی شرک ہے۔ لہٰذا کسی فرقے کا پیروکار یا کسی پارٹی کا رُکن مشرک ہے۔ اور مشرک مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا کوئی فرقہ نہیں۔ ہماری کوئی پارٹی نہیں۔ ہم صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت ہیں۔ جس کی طبیعت چاہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت کے ساتھ مل جائے۔ اور جس کی طبیعت نہ چاہے وہ مشرک بنے یا کافر ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ کیونکہ مسلمان وہی ہوگا اور مسلمان کہلانے کا حق دار بھی وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں ہوگا۔ جو اس جماعت سے باہر ہوگا۔ وہ کم از کم مسلمان نہیں کہلا سکتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کی جماعت صرف ایک ہے

میری بات پر آپکو بہت زیادہ تعجب ہوا ہوگا۔ تعجب کیوں نہ ہو بات ہے ہی ایسی۔ مزید وضاحت کرتا ہوں۔ بالفرض اس وقت پاکستان میں دین کے سو دھڑے ہو چکے ہیں۔ میرا مطلب ہے سو فرقے اور مذہبی جماعتیں ہیں۔ گو کہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ پوچھنے پر گن کر بتا سکتا ہوں۔ الغرض اگر سو جماعتیں اور فرقے ہیں۔ تو کیا یہ سب اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعتیں ہیں نہیں ہرگز

نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی صرف اور صرف ایک جماعت ہے اور وہ ہیں ''مسلمان'' کیونکہ اگر اللہ ایک، رسول ایک، دین ایک، قرآن ایک تو جماعت بھی ایک ہی ہونی چاہیے؟ لہٰذا مسلمان بذاتِ خود ایک جماعت ہیں ایک پارٹی ہیں اللہ اور اس کے رسول کی جماعت۔ اس جماعت کے اندر مزید پارٹی سازی اور فرقہ بندی کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن کی رُو سے یہ شرک ہے۔ اور شرک کرنے والا اللہ اور اس کے رسول کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے اندر، فرقے، جماعتیں اور پارٹیاں بنانے والے مشرک ہیں اور ان کا ساتھ دینے والے بھی مشرک ہیں۔ مسلمان صرف اور صرف وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی جماعت ہم ہیں۔ ممکن ہے میری بات سے آپکو شدید اختلاف ہو۔ آپکو غصہ بھی آرہا ہو۔ لیکن آپکا بے جا غصہ اور اختلاف مجھے حق بات کہنے سے تو باز نہیں رکھ سکتا ہے۔ سیدھی سی بات ہے اگر آپ اپنے آپکو مسلمان سمجھتے ہیں تو آجائیں اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ آپ مسلمان بھی رہنا اور کہلانا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں بھی نہیں آنا چاہتے۔ سوال یہ ہے کہ آپکو کونسی چیز روک رہی ہے اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں آنے سے۔ آپ کیوں اس جماعت سے باہر رہنا چاہتے ہیں۔ آپ کا اس میں کوئی نقصان ہو رہا ہے۔ آپ کے مفادات کو زد پہنچ رہی ہے۔ آخر وجہ کیا ہے۔ ہم آپ سے چندہ تو نہیں مانگ رہے۔ ہم تو دعوت دے رہے ہیں کہ جو کوئی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے، آئے اور اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں شامل ہو جائے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ مسلمان پوری دنیا میں ایک جماعت ہوں ان کا ایک امیر ہو۔ ان کی ایک ریاست ہو۔ جہاں صرف اور صرف اللہ کی حکمرانی ہو۔ جو باطل کے خلاف سخت ہوں آپس میں نرم دل ہوں۔

فرقہ بندی اور پارٹی بازی کے نقصانات

آپکو کیا معلوم کہ ایک جماعت ہونے کے فوائد کیا ہیں اور فرقہ بندی اور پارٹی بازی کے

نقصانات کیا ہیں۔ اگر مسلمان ایک جماعت ہوتے تو اسرائیل کی ریاست کبھی وجود میں نہ آتی امریکہ، افغانستان اور عراق کو یوں ہڑپ نہ کر جاتا۔ اب تو وہ کعبۃ اللہ اور روضہ رسولؐ پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ اگر کل امریکہ سعودی عرب پر قبضہ کرتا ہے اور کرے گا۔ تو کون جائے گا سعودی عرب کی امداد کیلئے کون جائے گا کعبۃ اللہ اور روضہء نبوی کو بچانے۔ کوئی نہیں۔ کیونکہ آپ تو جا نہیں سکتے۔ آپ کی حکومت آپکو جانے نہیں دے گی۔ اور حکومت خود امریکہ سے چندے لیکر گزارہ کر رہی ہے وہ کیسے امریکہ کو روکے گی۔ اسی طرح کسی بھی ملک سے کوئی شخص نہیں جا سکے گا۔ کیونکہ ہر جگہ امریکہ کے پٹھو حکمرانی کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ایک بھی اسلامی ریاست ہوئی تو وہ مزاحمت کرے گی۔ کیونکہ مکہ اور مدینہ ہمارے دین کا مرکز و محور ہیں۔ ہمیں جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بہر طور یہ ایک لمبی داستان ہے جسے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں۔ مختصراً یہ کہ جب تک مسلمان ایک جماعت نہیں ہونگے باطل انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دے گا۔ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ وہ گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا ہے۔

تحریک چلانے کا مقصد

اسی لیے ہم نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تا کہ ایک اسلامی ریاست وجود میں آئے۔ جہاں کا سارا نظام اللہ کے قانون قرآنِ مجید کے تابع ہو۔ اور سربراہ مملکت بھی اسی قانون کے اتنا ہی تابع ہو جتنا کہ ایک مزدور اور ریڑھی والا۔ قانون سب کیلئے یکساں ہو۔ امیر غریب اور چھوٹے بڑے کا امتیاز نہ ہو۔ اور سب کچھ اللہ کی رضا کیلئے ہو۔ پھر اللہ کی مدد و نصرت بھی آئے گی۔ حق کا بول بالا بھی ہوگا۔ سب کچھ ہوگا لیکن اس کیلئے اسلامی ریاست کا قائم ہونا شرط ہے۔ اسی لیے ہم نے اسلامی ریاست کے قیام کو مسلمان کا پہلا فریضہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ باقی فرائض تو مسلمان بڑے زور و شور سے بجا لا رہا ہے۔ یہ فریضہ بھول گیا ہے۔ لہذا جو فریضہ بھلا دیا جائے یا نظر انداز کر دیا جائے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور ایک موقع پر آ کر وہ اولین فریضہ بن جاتا ہے۔ چونکہ اس وقت روئے زمین

پر کوئی اسلامی ریاست موجود نہیں ۔ اور مسلمان اسلامی ریاست کے قیام کے فریضے کو بھلا چکا ہے۔ اس لیے یہ اس کا اولین فرض ہے کہ وہ ایک اسلامی ریاست کے قیام کیلئے جدوجہد کرے۔ ہم نے اس جدوجہد کا آغاز کر دیا ہے۔ اور ایک تحریک ''تحریک قیام خلافت علیٰ منہاج نبوت'' کے نام سے چلا دی ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہاں ایک اسلامی ریاست کا وجود میں آنا ضروری ہے تو آگے بڑھیئے اور ہمارے ساتھ ملکر اس فریضے کو انجام دینے کیلئے اپنا تن من دھن لٹاتے ہوئے ثابت کیجئے کہ آپ مسلمان ہیں۔ ورنہ آپکی مسلمانی کسی کام کی نہیں۔ آپ ہندو بن جائیں۔ عیسائی اور یہودی بن جائیں یا مسلمان کہلائیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اسلامی ریاست کا قیام کیوں ضروری ہے؟

1- مغرور جاہ پرست خود مختاروں کے جابر ہاتھ بے بس مظلوموں کی گردنوں تک پہنچ چکے ہیں۔

2- بربریت کی دہکتی ہوئی بھٹیوں میں مظلوموں کی لاشوں کے انبار پگھل رہے ہیں۔

3- ظالم حکمران طبقے نے بے بس، مجبور انسانوں پر جبر و تشدد۔ ظلم و استبداد اور قتل و غارت گری کا بھیانک طوفان بپا کر کے انسانیت کی دھجیاں اُڑا دی ہیں۔

4- نادار و افلاس زدہ لوگوں کا لہو کھول رہا ہے لیکن وہ بے بس ہیں۔

5- امیر و غریب کے غیر فطری امتیاز نے انسانی برادری کو دو طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

6- وحشت اور بربریت کی بھیانک گھٹاؤں کے سایہ تلے سرمایہ دار اور جاگیر دار غریبوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے۔

7- انسانی خون کے دریاؤں کی طغیانی سے دھرتی لرز رہی ہے۔

8- سرمایہ دار کی زیادتیاں حد سے تجاوز کر گئی ہیں۔

9- فاقہ کش اور غریب قوم کے گلے سڑے ڈھانچوں پر راج محل تعمیر ہو رہے ہیں اور غریب کے ناتواں جسم سے نچوڑے ہوئے لہو سے چراغ جلا کر عیش و عشرت کے جشن منائے جا رہے ہیں۔

10-غریب قوم پر ظلم وستم کی انتہا ہو چکی ہے۔

11-قوم ظلم وستم کی چکی کے دو پاٹوں میں بری طرح پس رہی ہے۔

12-سرمایہ دار اور جاگیر دار نے روپے پیسے کے بل بوتے پر مجبور قوم کو ذلت وخواری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور سے مجبور تر کر دیا ہے۔

13-مفلس ونادار قوم کی عزت سے کھیلنا بد معاش سرمایہ دار اور جاگیر دار نے اپنا مشغلہ بنالیا ہے۔

14-قوم، بے رحم اور سفاک حکمران طبقے کے ہاتھوں میں سسک رہی ہے۔

15-قوم جبر وتشدد کے پنجے میں اس طرح جکڑی ہوئی ہے کہ آزادی کے لفظ سے نا آشنا ہو چکی ہے۔

16-جو اس آزادی کی نعمت کی قدر وقیمت پہچانتے ہیں وہ تعداد میں تھوڑے ہونے کی وجہ سے چپ ہیں۔

17-بے بس اور مجبور قوم کو تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کی مانند دیکھ کر سرمایہ دار اور جاگیر دار کو یہ گھمنڈ ہو گیا ہے کہ یہ دانے اب ایک لڑی میں کبھی نہیں پروئے جا سکتے ہیں۔

18-ظالم وجابر سرمایہ دار اور جاگیر دار یہ سمجھنے لگ گیا ہے کہ اس قوم کے دل میں اپنی حالت بدلنے کا خیال نہیں ابھر سکتا۔

19-امیر، امیر سے امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب غریب سے غریب تر۔

20-ایک غریب شخص زندگی بھر اتنا روپیہ نہیں کماتا جتنا ایک امیر زادہ ایک رات میں کسی طوائف کے کوٹھے پر اڑا آتا ہے۔

21-چند لوگوں کے پاس اتنا روپیہ اکھٹا ہو گیا ہے کہ ان کی دولت کا شمار ہی نہیں۔

22-قوم اتنی غریب اور بے بس ہو چکی ہے کہ اس کی مجبوریوں اور مسائل کا شمار ہی نہیں۔

23-ایک کارخانے کے مزدور کی سال بھر کی کمائی سے اس کے بیوی بچوں کا پیٹ بھی نہیں بھرتا جبکہ کارخانے کا مالک ایک اور کارخانہ لگانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

24-قانون صرف غریب کیلئے ہے امیر کیلئے کوئی قانون نہیں۔

25- خصوصی عدالتیں صرف غریب کو سزائیں دینے کیلئے ہیں۔ امیر کو سزا دینے والی کوئی عدالت نہیں۔ اسی لئے آج تک کسی امیر مجرم کو سرمایہ دار مجرم کو پھانسی نہیں ہوئی۔

26- سرزمین پاکستان میں واقعتاً خون سستا اور پانی مہنگا ہو گیا ہے۔

27- حق دار کو اس کے حق سے محروم رکھا جا رہا ہے اور سرمایہ دار اور جاگیر دار نا اہل سفارشی طبقہ غریب کا حق چھین رہا ہے۔

28- حکمران طبقہ قومی خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہا ہے۔

29- بدکردار لوگوں کو مسلمان قوم پر حکومت کا کوئی حق نہیں۔

30- حکمران ٹولے پاکستان اور اسلام کے وفادار نہیں۔

31- باکردار پاکستان اور اسلام کے وفادار لوگ سامنے آنے کی جرأت نہیں کر پا رہے۔

32- اسلامی اقدار کو پامال کیا جا رہا ہے اور اسلامی نظام کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔

33- پاکستان کی 60% دولت گنتی کے چند خاندانوں میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔

34- آدھے سے زیادہ انکم ٹیکس چوری ہو جاتا ہے یا انکم ٹیکس کا عملہ کھا جاتا ہے۔

35- ملک طاغوتی طاقتوں (امریکہ وغیرہ) کا غلام ہو کر رہ گیا ہے۔

36- تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی بلکہ الٹا قوم کو تعلیمی طور پر پسماندہ رکھنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

37- تعلیم کا تناسب کم ہونے کے باوجود تعلیم یافتہ طبقے کے ساتھ انتہائی زیادتی ہو رہی ہے۔

38- اجرتیں اور تنخواہیں مناسب نہ ہونے کے باعث لوگ رشوت اور بدعنوانیوں کے مرتکب ہونے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

39- ملازم طبقہ کو سہولیات بالکل میسر نہیں۔

40- افسران اور چھوٹے طبقے کے ملازمین کی تنخواہوں کا تناسب انتہائی جانبدارانہ اور غیر حقیقی ہے۔

41- محروم اور ضرورتمند طبقے کی آمدنی بہت کم ہے۔ جبکہ امیر اور خوشحال طبقے کی آمدنی غیر ضروری حد تک زیادہ ہے۔

42- سرکاری مد میں سالانہ کروڑوں روپے فضول خرچ کیے جاتے ہیں۔

43- سیاسی جماعتیں کشمیر کی آزادی کے سلسلے میں قطعاً مخلص نہیں۔

44- سیاسی جماعتیں فحاشی ۔ بدامنی ۔ لوٹ کھسوٹ ۔ قتل اور اغوا جیسی برائیوں کے پھیلنے میں اہم کرادر ادا کر رہی ہیں۔

45- سیاسی جماعتیں قوم کو بنیادی سہولیات کی فراہمی میں مخلص نہیں۔

46- ملک کے حساس اداروں میں اہم عہدوں پر امریکہ کے ایجنٹ کام کر رہے ہیں۔

47- جب تک غیر جمہوری حکومت بنتی رہے گی۔ شیطان امریکہ سے پاکستان کو نجات نہیں مل سکتی۔

48- چور۔ ڈاکو۔ قاتل اور دیگر بڑے بڑے مجرم دندناتے پھر رہے ہیں۔

49- پاکستان اتنا مقروض ہو چکا ہے کہ جمہوری نظام کے بس کی بات نہیں کہ قوم کو اس بوجھ کے نیچے سے نکالے اور پاکستان کی معیشت کو مستحکم کرے۔

50- قوم سے بہت بڑا دھوکا ہو رہا ہے۔ ظلم ہو رہا ہے۔ ناانصافی ہو رہی ہے۔

<u>ہم کون ہیں؟ افسوس صد افسوس!</u>

ایک سو پچیس کروڑ افراد کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ذرا غور کریں کہ کتنی بڑی تعداد ہے۔ ایک سو پچیس کروڑ (1,25,00,00,000) پوری دنیا کے کفار یا غیر مسلموں کو اگر مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا جائے تو ایک مسلمان کے حصے میں چار یا پانچ افراد آتے ہیں۔ اور شاید آپکے علم میں ہوگا کہ ایک مسلمان سو کافروں پر بھاری ہے۔ تو چار یا پانچ اس کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر ہم مسلمان ہیں تو اس وقت ہمیں پوری دنیا پر غالب ہونا چاہیے تھا۔ پوری روئے زمین پر اللہ کا نظام ہونا چاہیے تھا۔ پوری

دنیا خلافت اسلامیہ کے زیرنگیں ہونی چاہیے تھی۔ کفر و طاغوت کو مغلوب ہونا چاہیے تھا۔ مگر افسوس صد افسوس! کہ ایسا نہیں ہے۔ نہ صرف ایسا نہیں ہے الٹا مسلمان مغلوب ہیں۔ پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ کیوں؟ اسی کیوں؟ کا جواب دینے کیلئے میدان عمل میں اترا ہوں۔ اس کیوں کا تحریری جواب اسی کتاب میں ملے گا۔

کسی جماعت میں شمولیت کا کیا مطلب ہے؟

ہر باشعور شخص اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی جماعت یا پارٹی میں شمولیت اختیار کرتا ہے تو وہ اپنی مرضی کو اس جماعت کے اصولوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص پیپلز پارٹی یا مسلم لیگ وغیرہ کسی پارٹی میں شامل ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس شخص نے پیپلز پارٹی یا مسلم لیگ یا جس جماعت میں اس نے شمولیت اختیار کی ہے کے نظریات کو قبول کیا ہے۔ اب وہ پارٹی کے ہر فیصلے کا پابند ہے۔ پارٹی کے اصولوں پر کاربند رہنے کا پابند ہے۔ اگر وہ اپنی پارٹی یا جماعت کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے پارٹی سے نکال دیا جائے گا۔ اور وہ اس پارٹی کا رکن نہیں رہے گا۔

مسلمان بھی ایک جماعت کے ارکان ہیں

بالکل اسی طرح مسلمان بھی ایک جماعت کے ارکان ہیں۔ مسلمانوں کی جماعت کا نام ہے "امت مسلمہ" جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے تو گویا وہ امت مسلمہ کے اندر شمولیت اختیار کرتا ہے اور اپنے آپ کو اپنی مرضی سے امت مسلمہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ وہ اسلام اسی لیے تو قبول کرتا ہے کہ اسے اسلام کے نظریات پسند آتے ہیں۔ وہ اسلام کو دنیا کا بہترین نظام سمجھ کر قبول کرتا ہے اور امت مسلمہ کو دنیا کی بہترین جماعت سمجھ کر اس میں شمولیت اختیار کرتا ہے۔ میں تمام علماء و مفکرین کو چیلنج کرتا ہوں کہ اسلام کو قبول کرنے کی اور امت مسلمہ میں شمولیت اختیار کرنے کی اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں۔ صرف اور صرف اسلام کے ارفع و اعلیٰ نظریات ہی امت مسلمہ میں اس کی شمولیت کا

سبب بنتے ہیں۔اور امت مسلمہ اس لیے بہترین جماعت ہے کہ وہ ان ارفع واعلیٰ نظریات کی حامل ہے۔

کیا ہر مسلمان کہلانے والا مسلمان ہی ہوتا ہے؟

اب میں اس عقدے کو کھولنے کی طرف آتا ہوں جس نے امت مسلمہ کو امت رہنے ہی نہیں دیا۔امت مسلمہ ایک جماعت کا نام ہے۔ ہر وہ شخص جو اسلام کا دعویدار ہے یا اسلام قبول کرتا ہے امت مسلمہ کا رکن ہے۔اب امت مسلمہ کے ہر رکن یعنی مسلمان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ امت مسلمہ کا رکن بن کر رہے۔امت مسلمہ کے تمام فیصلوں کی بلا چون و چرا پابندی کرے۔اس کے اصولوں کی پاسداری کرے۔اور ہر حال میں امت مسلمہ کے ساتھ جڑا رہے خواہ اسے کبھی کبھار ناگوار بھی گزرے۔وگرنہ وہ امت مسلمہ کا رکن نہیں رہے گا۔ کہنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا رہے اور امت مسلمہ سے الگ ہو جائے تو وہ مسلمان تو نہ رہا۔کیوں کہ مسلمان کے نظریات کی حامل جماعت تو صرف امت مسلمہ ہے۔اگر وہ اس سے الگ ہو گیا تو اس کا مطلب ہوا کہ اس کے نظریات بدل گئے۔اس کے نظریات امت مسلمہ سے مختلف ہو گئے۔اب وہ کسی اور جماعت کا رکن تو ہو سکتا ہے۔امت مسلمہ کا نہیں۔ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ذرا غور سے پڑھیے گا۔مسلمان کیلئے بڑی سبق آموز ہے۔فرض کریں الیکشن ہو رہے ہیں۔ایک طرف پیپلز پارٹی کا کیمپ لگا ہوا ہے اور دوسری طرف مسلم لیگ کا۔ایک شخص جو پیدائشی پیپلز پارٹی کا ہے یعنی پرانا کارکن ہے۔ سینے پر پیپلز پارٹی کا بیج سجایا ہوا ہے۔ہاتھ میں پیپلز پارٹی کا جھنڈا ہے۔اور جا کر بیٹھا ہے مسلم لیگ کے کیمپ میں۔ پھر وہ مسلم لیگی کارکن سے مائیک پکڑ کر کہتا ہے لوگو! سنو! تم سب جانتے ہو میں پیپلز پارٹی کا جیالا ہوں۔ساری زندگی پیپلز پارٹی سے وابستہ رہا ہوں۔ پھر وہ نعرہ لگاتا ہے۔ پیپلز پارٹی۔زندہ باد۔جئے بھٹو۔وزیر اعظم بے نظیر۔اور آخر میں کہتا ہے۔میرے دوستو اس لیے میں آپ سب سے کہوں گا کہ آج سب لوگ مسلم لیگ کو ووٹ ڈالیں میں بھی مسلم لیگ کو ووٹ دوں گا۔

غور کریں اور بتائیں کہ اس شخص کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے یا مسلم لیگ سے۔ پیپلز پارٹی والے تو اس کو جوتے ماریں گے۔ اور کہیں گے کہ بے غیرت انسان! تو نعرے پیپلز پارٹی اور بھٹو اور بینظیر کے لگاتا ہے۔ بیج بھی پیپلز پارٹی کا لگاتا ہے۔ جھنڈا بھی ہمارا اُٹھاتا ہے اور ووٹ مسلم لیگ کو دیتا ہے۔ خبر دار اگر آج کے بعد تم نے پیپلز پارٹی کا نام بھی لیا تو۔ لیکن وہ شخص اتنا بے غیرت اور ڈھیٹ ہے کہ پھر بھی کہتا ہے کہ میرا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے۔ اگر اس سے کوئی پوچھے کہ بھائی تعلق تمہارا پیپلز پارٹی سے ہے اور ووٹ مسلم لیگ کو دیتے ہو۔ اس کے اصولوں کی پابندی کرو۔ تم تو اس کے اصولوں سے انحراف کر رہے ہو۔ اس طرح تو مسلم لیگ حکومت میں آ جائیگی۔ لیکن اس کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور اس کی دیکھا دیکھی باقی پیپلز پارٹی والے بھی مسلم لیگ کے کیمپ میں آ جاتے ہیں۔ مسلم لیگ سب کو سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے۔ اور اعلان کر دیتی ہے کہ پورے ملک کے اندر پیپلز پارٹی والوں کو ہمارے جلسوں میں آ کر اپنے نعرے لگانے کی اجازت ہے۔ لیکن ووٹ مسلم لیگ کو ہی پڑنے چاہئیں۔ الغرض سارے ملک سے پیپلز پارٹی کے کارکن اپنے اپنے جھنڈے اُٹھائے۔ بیج لگائے اور پیپلز پارٹی کے نعرے لگاتے مسلم لیگ کے کیمپ میں آ جاتے ہیں۔ اور اپنا تعلق پیپلز پارٹی سے جتاتے ہیں اور ووٹر مسلم لیگ کے بن جاتے ہیں۔ اب ظاہری بات ہے حکومت مسلم لیگ کی بنے گی۔ پیپلز پارٹی کبھی بھی برسر اقتدار نہیں آ سکے گی۔

اب وہ مسلم لیگ کے لاکھوں ووٹر ہزار دفعہ کہتے رہیں کہ ان کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے۔ ان کی بات کون مانے گا۔ یا ان کی بات میں کیا وزن ہے۔ ارے بھئی تمہارا پیپلز پارٹی میں ہونے کا کیا فائدہ تم کیسے پیپلز پارٹی کے رکن ہو۔ ووٹ تم نہیں دیتے پیپلز پارٹی کو۔ اقتدار تک تم اسے نہیں پہنچا سکتے اس سے بہتر ہے کہ پیپلز پارٹی کا نام تو بدنام نہ کرو۔ اور شامل ہو جاؤ مسلم لیگ میں۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ یہ کیا بات ہوئی کہ بغل میں چھری اور منہ میں رام رام۔ اب اس مثال کو پیش نظر رکھیں اور امت مسلمہ پر نظر دوڑائیں۔ امت مسلمہ کے ایک سو پچیس کروڑ ارکان اور سب کے سب

دوسری جماعتوں کے ووٹر۔ تعلق امت مسلمہ سے اور ووٹر جماعت اسلامی کے۔ تعلق امت مسلمہ سے اور ووٹر جمیعت علمائے اسلام کے۔ تعلق امت مسلمہ سے اور ووٹر ایم کیو ایم کے تعلق امت مسلمہ سے اور ووٹر جمعت علمائے پاکستان کے۔ تعلق امت مسلمہ سے اور ووٹر من موہن سنگھ کے۔ تعلق امت مسلمہ سے اور ووٹر بش کے۔ تعلق امت مسلمہ سے اور ووٹر ٹونی بلیئر کے وغیرہ وغیرہ۔

مسلمان! کیوں دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں؟

مسلمانو! ہوش کے ناخن لو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ جب تمھاری اپنی جماعت امت مسلمہ موجود ہے۔ تو دوسری جماعتوں کی طرف جانے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ کیا اسلام سے بہتر نظام ان جماعتوں کے پاس موجود ہے کہ تم ان کی طرف چلے گئے ہو۔ کیا یہ جماعتیں امت مسلمہ سے بہتر ہیں کہ تم ان کے رکن بن گئے ہو۔ یاد رکھو! دو کشتیوں کا سوار کبھی کنارے نہیں پہنچتا۔ یا ان جماعتوں سے تعلق رکھو یا امت مسلمہ سے تعلق رکھو۔ دورنگی چھوڑ دو۔ تمھاری اس غلط روش نے امت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اب امت مسلمہ صرف نام کی رہ گئی ہے۔ کیونکہ اس کے تمام ارکان ادھر ادھر بکھر گئے ہیں مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے ہیں۔ دوسری جماعتوں کے رکن بن گئے ہیں۔ آؤ پھر سے امت مسلمہ میں واپس آجاؤ۔ آؤ امت مسلمہ کو منظم کریں۔ جیسی کہ وہ خلفائے راشدین کے دور میں تھی۔ مسلمانو! تم کتنے بے حس ہو گئے ہو۔ ارد گرد نظر دوڑاؤ چھوٹی چھوٹی پارٹیاں ہیں لیکن ان کے سربراہ موجود ہیں۔ تم اتنی بڑی پارٹی ہو۔ اور تمھارا کوئی سربراہ نہیں۔ آؤ اپنا سربراہ بناؤ۔ ایک جھنڈے تلے اکھٹے ہو جاؤ۔ ایک امیر۔ ایک امام۔ ایک جماعت۔ ایک نظام۔ واپس لوٹ آؤ حق کی طرف۔ لوٹ آؤ اسلام کی طرف۔ لوٹ آؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔

اسلام قبول کرنے کا مطلب

سنو! اسلام قبول کرنے کا اور امت مسلمہ کا رکن بننے کا اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں کہ ایک عظیم نظام کو اپنا کر ایک عظیم جماعت میں شامل ہو کر۔ اس نظام کو تمام روئے زمین پر نافذ کیا

جائے۔ تاکہ تمام انسان خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، اسلام کے اعلیٰ وارفع نظام کے سائے میں، پر امن طور پر اپنی زندگی گزار سکیں۔ ان کی صلاحیتیں مثبت طور پر پروان چڑھ سکیں۔ اور پوری دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ یہ عمل صالح آخرت میں بھی فائدہ دے گا۔ اور جنت کا وارث بھی بنائے گا۔ میں تمام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ واپس اپنی جماعت، امت مسلمہ میں لوٹ آئیں ورنہ دنیا میں بھی ان کیلئے ذلت ورسوائی ہے اور آخرت میں بھی۔

دوسری پارٹیوں میں ایسی کونسی خوبی ہے جو اسلام میں نہیں

میں آپ تمام سے پوچھتا ہوں کہ اپنی جماعت چھوڑ کر دوسری جماعتوں کا رکن بننے کی کیا وجہ ہے۔ آخر ایسی کونسی خوبی ہے جو دوسری جماعتوں میں ہے اور تمہاری جماعت یعنی امت مسلمہ میں نہیں ہے۔ کیا اسلام جیسا نظام کسی جماعت کے پاس ہے؟ کیا امت مسلمہ جیسی عظیم جماعت کوئی ہے۔ کیا قرآن جیسا دستور کسی جماعت یا پارٹی کے پاس ہے؟ کیا خلافت جیسا شاندار نظام کسی پارٹی کے پاس ہے۔ کونسی کمی ہے تمھاری جماعت میں۔ کیوں غیروں کی چوکھٹ پر ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔

جمہوریت، ایک عوام دشمن اور اسلام دشمن نظام

تمھارا خیال ہے کہ جمہوریت شاید بہترین نظام ہے۔ تو سنو! جمہوریت جیسا گندہ۔ غلیظ اسلام دشمن اور عوام دشمن نظام اور کوئی نہیں۔ اور میں یہ ثابت کروں گا۔ میں نے کوئی ہوائی بات نہیں کی۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

جمہوریت کی سب سے پہلی اور بنیادی خرابی

یہ سب سے پہلی خرابی ہے جمہوریت کی۔ اور اتنی بنیادی خرابی ہے کہ صرف اسی کو اگر مدنظر رکھا جائے تو اس نظام کی عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے کیونکہ اس نظام میں اندھا اور آنکھوں والا

برابر گردانے جاتے ہیں۔ ایک جاہل اور عالم کو برابر اہمیت دی جاتی ہے۔ ایک عورت اور ایک مرد کو برابر حق دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اکاون فیصد جاہل یہ کہیں کہ فلاں طوائف ہماری حکمران ہونی چاہیے۔ اور ان کے مقابلے میں انچاس فیصد عالم اور دانشور کہیں کہ فلاں باکردار، ایماندار، با صلاحیت، اہل، نڈر اور غیرت مند شخص کو ہمارا حکمران ہونا چاہیے۔ تو جمہورتی کہتی ہے۔ کہ نہیں حکمران بننے کی حقدار صرف اور صرف طوائف ہے۔ کیونکہ اس کو زیادہ لوگوں نے ووٹ دیا۔

حالانکہ طوائف کسی صورت بھی حکمران بننے کی اہل نہیں۔ مزید یہ کہ اب یہ طوائف انچاس فیصد علماء کی بھی حکمران ہے۔ اب ملک میں اس طوائف کا قانون چلے گا۔ علما کو کوئی حق نہیں ہوگا کہ وہ اس کی حکمرانی سے انکار کریں۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ طوائف ملک اور عوام کو کہاں لے جائے گی۔ یہ تو میں نے ایک مثال دی ہے۔ اسی طرح اگر اکاون فیصد لوگ، غنڈوں، بدمعاشوں، سرمایہ داروں، زمینداروں، منشیات فروشوں اور بدکرداروں کو ووٹ دیں گے۔ تو وہی حکومت کریں گے۔ اچھے لوگ کبھی بھی برسراقتدار نہیں آسکیں گے۔

دوسری خرابی

جمہوریت میں ہر شخص ملک کا سربراہ بننے کا حقدار ہے۔ خواہ وہ جاہل ہو۔ خواہ ظالم ہو۔ خواہ بدمعاش ہو۔ خواہ شرابی اور زانی ہو۔ ذرا سوچیں کہ کتنا غلیظ نظام ہے۔ جس کو ہم دنیا کا بہترین نظام کہتے ہیں۔

تیسری خرابی

جمہوریت میں عدلیہ بے بس ہوتی ہے۔ نہ صرف سربراہِ مملکت بلکہ تمام حکومتی ارکان کا عدلیہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ بلکہ الٹا ان کے ناجائز کام پر بھی جائز ہونے کہ مہر تصدیق ثبت کر دیتی ہے۔ یعنی جمہوریت میں قانون صرف عوام اور غرباء کیلئے ہوتا ہے۔ امراء اور حکمرانوں کیلئے کوئی قانون نہیں ہوتا۔ عدلیہ اور انتظامیہ دونوں حکمرانوں کے چنگل میں ہوتی ہیں۔

چوتھی خرابی

جمہوریت میں عوام کو آپس میں لڑایا جاتا ہے۔ خون خرابہ ہوتا ہے۔ عوام متحد رہنے کی بجائے مختلف گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ گھر گھر میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ باپ ایک جماعت کے ساتھ تو بیٹا دوسری جماعت کے ساتھ۔ سیاسی تفریق کی وجہ سے خاندانوں کے خاندان دشمنی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ حالانکہ عوام کو حکمران نہیں بننا ہوتا بلکہ حکمران کی پالیسی یہ ہوتی ہے کہ عوام آپس میں لڑتے رہیں اور ہماری حکومت چلتی رہے۔ وہ مزید عوام کا سیاسی شعور اجاگر کرتے ہیں تاکہ لوگ مزید ایک دوسرے کے دشمن بنیں اور ایک دوسرے کا خون بہائیں۔

پانچویں خرابی

جمہوریت میں قانون سازی انسان کرتے ہیں۔ اور ظاہری بات ہے جو لوگ قانون بنائیں گے۔ وہ ضرور اس بات کا خیال رکھیں گے کہ یہ قانون دوسروں پر تو لاگو ہو لیکن ان کی ذات پر لاگو نہ ہو۔ یعنی وہ قانون بناتے وقت اپنے مفاد کا خاص خیال رکھیں گے۔ کیونکہ اتنا بیوقوف کون ہوگا جو اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔

آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ جو قانون صرف دوسروں کے لیے بنے گا وہ کتنا ظالمانہ ہوگا۔

چھٹی خرابی

جمہوریت میں پارلیمنٹ اگر کوئی قانون منظور کرے تو وہ عوام کو قبول کرنا پڑے گا۔ اسی طرح اگر عوام کسی غلط قانون کے نفاذ کا مطالبہ کریں اور پارلیمنٹ اسے منظور کر کے نافذ کر دے تو وہ صحیح ہوگا اور اس ملک کا قانون ہوگا۔ مثلاً اگر عوام کے مطالبے پر پارلیمنٹ قانون پاس کرے کہ ایک مرد دوسرے مرد سے اور ایک عورت دوسری عورت سے شادی کر سکتے ہیں تو وہ اس ملک کا قانون بن جائیگا آپ دیکھ رہے ہیں جمہوریت کے کرشمے۔ جس کے آپ اتنے دلدادہ ہیں۔

ساتویں خرابی

جمہوریت میں اکثریت کی حکومت ہوتی ہے۔اور ہر پڑھالکھااور باشعور شخص جانتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت۔جاہل۔ان پڑھ بیوقوف۔بزدل۔نکمی۔کاہل اور سیاسی اور ملکی امور سے ناواقف ہوتی ہے۔عالم۔دانشور۔باشعور۔بہادر اور باکردار لوگ کم ہوتے ہیں۔لہٰذا اکثریت کے نمائندے (منتخب کردہ نمائندے) بھی جاہل۔ان پڑھ۔نکمے اور سیاسی اور ملکی امور سے ناواقف ہوں گے۔ نتیجۃً ملک کی باگ ڈور، مفاد پرست، خودغرض۔لالچی اور مکار لوگوں کے ہاتھ میں آجائیگی۔اور عالم اور باکردار اور اہل لوگ کبھی بھی کسی قسم کی قیادت نہیں کرسکیں گے۔

آٹھویں خرابی

جمہوریت، ملوکیت کی بہن ہے۔ملوکیت میں ایک شخص پورے ملک پر اپنی من مانی کرتا ہے،جبکہ جمہوریت میں چندلوگ ملکر پورے ملک سے۔عوام کی تقدیر سے کھیلتے ہیں۔اور جوان کے جی میں آتا ہے کرتے ہیں۔

نویں خرابی

جمہوریت اسلام کی دشمن ہے۔اس کی تفصیل اس وقت پیش کروں گا۔جب آگے چل کر اپنی جماعت یعنی امت مسلمہ اور اپنے نظام یعنی اسلام پر بات کروں گا۔

دسویں خرابی

جمہوریت نہ امن پیدا کرسکتی ہے۔نہ برقرار رکھ سکتی ہے۔کیونکہ لوگوں کے درمیان اختلافات پیدا کرنے اور عوام کو درجنوں ٹکڑوں میں تقسیم کرنے سے جمہوریت کی پیدائش ہوتی ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جو پیدائشی طور پر ہی فساد اور خون خرابے اور اختلافات کا باعث ہو۔اس سے امن کی امید کیونکر ہوسکتی ہے۔

گیارویں خرابی

جمہوریت ایک متحد قوم کوٹکڑوں میں تقسیم کر کے، اس کی طاقت کو کمزور کر دیتی ہے۔ کیونکہ جمہوریت کیلئے قوم کا ٹکڑوں میں تقسیم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر قوم ٹکڑوں میں تقسیم نہیں ہوگی۔ تو الیکشن نہیں ہوسکتا۔ اور الیکشن جمہوریت کیلئے ضروری ہیں۔ لہٰذا جمہوریت لانے سے پہلے متحد قوم کو ٹکڑوں اور جماعتوں اور فرقوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے تاکہ لوگ ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہیں۔ ایک دوسرے کے دشمن بنتے رہیں۔ ایک دوسرے کا گلا کاٹتے رہیں اور جمہوریت پروان چڑھتی رہے۔

بارھویں خرابی

جمہوریت مفاد پرستوں اور خودغرض لوگوں کا نظام ہے۔ کیونکہ اس نظام کے تحت جو شخص بھی الیکشن لڑتا ہے۔ اس کے سامنے چند مفادات ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے تو الیکشن لڑنا ہی اس کے مفاد پرست اور خود غرض ہونے کی نشانی ہے۔ کیونکہ اگر اس کا کوئی مفاد نہیں اور کوئی ذاتی غرض نہیں ہے تو وہ الیکشن کیوں لڑتا ہے۔ کیوں چھ ماہ تک الیکشن مہم چلاتا ہے۔ دن رات ایک کر دیتا ہے۔ ہر شخص کے دروازے پر دستک دیتا ہے۔ کروڑوں روپیہ خرچ کرتا ہے۔ ہر اس شخص سے بھی ووٹ کی بھیک مانگتا ہے جس سے عام حالات میں سلام لینا بھی گوارا نہیں کرتا۔ ضرور اس کے پیچھے کوئی مفاد اور غرض چھپی ہوئی ہے۔ کوئی صرف ایم پی اے یا ایم این اے بننا چاہتا ہے۔ کوئی وزیر بننا چاہتا ہے۔ کوئی وزیراعلیٰ اور کوئی وزیراعظم۔ جب یہ سارے مفاد پرست اکھٹے ہوتے ہیں۔ تو پھر سب ملکر قومی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں۔ کوئی گھوڑوں کو مربے کھلاتا ہے تو کوئی کتوں کو۔ کوئی ہیلی کاپٹر پر ناشتے منگواتا ہے تو کوئی گھوڑے کا علاج باہر کے ملک سے کروانے کیلئے جہاز بک کراتا ہے۔ کوئی اپنے باتھ روم میں سونے کی ٹوٹیاں اور شاور لگواتا ہے۔ الغرض جو تماشا ان کے من میں آتا ہے کرتے

یہ ساری باتیں آپکو اسلیئے بتانا ضروری ہیں تاکہ آپکو علم ہو سکے کہ آپکی جماعت ''امت مسلمہ'' اور آپکا نظام ''اسلام'' کتنا عظیم ہے۔ اور دوسرے غیر خدائی نظام اور جماعتیں کتنے ناپاک اور مضرت رساں ہیں۔

اب میں آپکو اسلام اور امت مسلمہ کے متعلق وہ حقائق بتاؤں گا۔ جن پر عرصہ دراز سے علمائے سوء نے، فرقہ پرست اور فرقہ ساز مولوی نے، جاہل اور گنوار پیر نے، چالاک اور مکار لیڈر نے اور مغرب نواز دانشور نے پردہ ڈال رکھا ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات

اسلام ایک نظام کا نام ہے۔ جیسا کہ جمہوریت، سرمایہ داریت اور اشتراکیت وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر نظام ہیں۔ اسلام اور دیگر نظاموں میں فرق یہ ہے کہ اسلام وہ نظام ہے جو اللہ نے اپنے انبیاء کے ذریعے ہمیں عطا کیا اور خاتم النبین حضرت محمدؐ کے ذریعے مکمل طور پر پیش کیا جبکہ دیگر نظام انسانوں کے وضع کردہ ہیں۔ اور ظاہری بات ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے نظام میں خامیاں، کمزوریاں اور غلطیاں ہر صورت میں پائی جائینگی جبکہ اللہ کے عطا کردہ نظام میں کوئی خامی، کوئی کمزوری یا کوئی غلطی قطعاً نہیں ہو سکتی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو یہ نظام یعنی اسلام دے کر اس دنیا میں بھیجا اس حکم کے ساتھ اس پروگرام کے ساتھ کہ دنیا میں ایک ایسی جماعت تیار کرو جو دل و جان سے اس نظام کو تسلیم کرے اور پھر اس روئے زمین پر اس نظام کو نافذ کرے۔ تمام انبیاء نے اپنے اپنے ادوار میں اس دور کے تقاضوں کے مطابق نافذ کرنے کی کوشش کی یا نافذ کیا۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت اور دعوت اسلام کا آغاز

جب انسان شعوری طور اتنا بالغ ہو گیا کہ اب وہ اسلام کو مکمل طور پر سمجھ اور نافذ کر سکتا ہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریمؐ کو مبعوث فرمایا۔ اور آپؐ کو ایک مکمل کتاب مکمل دستور جسے قرآن کہتے ہیں، عطا کیا۔

آپ ﷺ نے اپنی دعوت کو حسب سابق تمام انبیاء کی طرح، دیگر ادیان باطلہ کی نفی سے شروع کیا۔ اور قریش مکہ سے کہا کہ لا الہ الا اللہ پڑھ لو، دنیا کے بادشاہ اور حکمران بن جاؤ گے۔ قریش مکہ ہنسنے لگے۔ کہ یہ شخص خاکم بدہن کیسی دیوانوں والی باتیں کرتا ہے۔ نبی کریمؐ نے ابتداء میں اپنی دعوت خفیہ طریقے سے شروع کی۔ آپ تنہا تھے۔ دوسری طرف تمام دنیا تھی۔ اہل کتاب گمراہ ہو چکے تھے۔ فرقوں اور ذاتوں اور پارٹیوں میں بٹ چکے تھے۔ جیسا کہ آج مسلمان ہیں۔ اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی حق کی بات، اسلام کی بات یعنی اپنے دین کی بات سننے کیلئے تیار نہیں تھے۔ جیسا کہ آج مسلمان اسلام کی بات سننے کیلئے تیار نہیں۔ بریلویت، دیوبندیت، شیعیت اور اہلحدیثیت کی باتیں اسے ساری ساری رات بیٹھ کر سناؤ تو سنے گا۔ لیکن اسلام کی بات چند لمحے بھی سننا گوارا نہیں کرتا۔ آج کا مسلمان نہ اسلام کی بات کرتا ہے نہ سنتا ہے۔ یہ تو فرقوں کا شیدائی ہے۔ یہ تو سلسلوں کا شیدائی ہے۔ یہ تو نام نہاد جمہوریت کا شیدائی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ اپنے آپ کو کیوں مسلمان کہتا ہے اور سمجھتا ہے بہر کیف نبی کریمؐ نے تنہا، امت مسلمہ کی داغ بیل ڈالی۔ پھر ایک شخص نے آپؐ کے بتائے ہوئے نظام یعنی اسلام کی تائید کی اور امت مسلمہ میں شمولیت اختیار کی۔ پھر دو سے تین اور تین سے چار کرتے کرتے امت مسلمہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ لیکن ساتھ ساتھ آپ کی جماعت سے اور اس کے نظام سے اختلاف رکھنے والوں نے آپؐ کے راستے میں روڑے اٹکانے شروع کئے۔

آپ ﷺ کو اور امت مسلمہ کے دیگر اراکین کو ڈرانا، دھمکانا شروع کیا۔ تکلیفیں دینی شروع کیں۔ مار پیٹ شروع کی۔ کس لیے؟ اس لیے کہ اس پارٹی یعنی امت مسلمہ کو چھوڑ دو۔ افسوس صد افسوس! مسلمانو! آج تم نے اپنی پارٹی چھوڑ دی۔ امت مسلمہ سے تم الگ ہو گئے۔ تمہیں تو کسی نے پارٹی چھوڑنے پر مجبور بھی نہیں کیا۔ تمہیں کسی نے تکلیف بھی نہیں پہنچائی۔ پھر تم کیوں امت مسلمہ سے الگ ہو گئے۔ اب بھی وقت ہے واپس آجاؤ اپنی جماعت میں۔ تمہیں کیا معلوم کہ یہ

جماعت بنانے کیلئے ہمارے پیارے نبیؐ نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں۔ کیا دُکھ جھیلے۔ لوگوں نے آپؐ کو گالیاں دیں پتھر مارے، آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے۔ کونسی تکلیف ہے جو حضور کو نہیں پہنچائی گئی اور آپؐ کے ساتھیوں کے ساتھ مخالفین نے کیا سلوک کیا۔ میرا قلم یہ سب کچھ بیان کرنے سے قاصر ہے۔ تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں امت مسلمہ پر مخالفین کے ظلم وستم کی داستانوں سے۔

آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے کیوں تکلیفیں اُٹھائیں؟

کبھی تم نے سوچا ہے کہ نبی کریمؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو کیا ضرورت تھی یہ تکلیفیں اُٹھانے کی۔ سنو! یہ تکلیفیں اس لیے اُٹھائی گئیں تا کہ ایک ایسی طاقتور جماعت منصۂ شہود پر ابھرے جو صرف اور صرف حق کی بات کرے۔ صرف اور صرف عدل کرے۔ کمزوروں کی مدد کرے۔ طاقتوروں کو لگام دے۔ مظلوم کی دادرسی کرے۔ ظالم کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ ایسا نظام حکومت دنیا کے سامنے پیش کرے کہ قیامت تک کوئی اس کی مثال پیش نہ کر سکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایسی جماعت تیار کرے جو اس نظام کو قائم دائم رکھے۔ اور رفتہ رفتہ پور دنیا پر اس نظام کو غالب اور نافذ کر دیا جائے تا کہ تمام انسانیت اس آفاقی اور الٰہی نظام کی برکات سے مستفید ہو سکے۔ اور پھر چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ صرف پچاس سال کے اندر آدھی سے زیادہ دنیا پر مسلمانوں کا غلبہ اور تسلط قائم ہو گیا۔ اور یہ غلبہ کسی نہ کسی صورت میں 1924ء تک رہا۔ 1924ء میں یہ نظام، جسے دنیا خلافت کے نام سے جانتی ہے۔ صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

اس دوران کیا ہوا، کیوں ہوا، کیسے ہوا۔ یہ ایک طویل داستان ہے۔ ہم اپنے مقصد کی طرف آتے ہیں۔ اور جہاں جہاں تاریخ اسلام سے حوالہ جات کی ضرورت پڑے گی۔ وہاں تاریخ کو زیر بحث لایا جائے گا۔

1924ء میں عثمانی ترکوں کی خلافت کا خاتمہ ہوا۔ اس دن سے لیکر آج تک مسلمانوں

کے ساتھ کیا ہوا۔ یہ بھی ایک طویل داستان ہے۔ بوقت ضرورت اس پر بات ہوگی۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ

امت مسلمہ آج کس مقام پر کھڑی ہے۔ یہ ہے غور طلب بات۔ اور کیوں کھڑی ہے۔ یہ ہے وہ بنیادی بات جو ہمارے زوال کا سبب ہے۔ اور جب تک اس کو رفع نہیں کیا جاتا۔ امت مسلمہ کے عروج کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ انشاء اللہ ہم اس کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔ کیونکہ ہم امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کا عزم و ارادہ لے کر میدان عمل میں اترے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہم امت مسلمہ کو دوبارہ بحال اور فعال کر کے چشمِ فلک کو چودہ سو سال پہلے والا نظارہ کرائیں گے۔ آج امت مسلمہ میں شمولیت اختیار کرنے کا دعویٰ رکھنے والوں کی تعداد پوری دنیا کے اندر کم و بیش ایک سو پچیس کروڑ ہے۔ اور ان کے پاس 55 سے زائد ملک یا ریاستیں ہیں اور باقی ممالک میں سے بھی شاید کوئی ملک ایسا ہو جہاں امت مسلمہ کے افراد نہ رہتے ہوں۔ اندازہ لگائیں کہ اتنی بڑی تعداد ہے امت مسلمہ کے ارکین کی اور 55 سے زائد ملک بھی ان کے پاس ہیں۔ لیکن ان کا نظام کسی ملک میں بھی نہیں ہے۔ کیوں ان کا نظام کسی ملک میں نافذ نہیں ہے۔ آیئے اس کی وجوہات کا جائزہ لیتے ہیں۔

مسلمان کے زوال کی سب سے پہلی اور اہم وجہ

اگر ایک گھر کا سربراہ نہ ہو تو گھر کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ ایک سکول کا ہیڈ ماسٹر نہ ہو تو سکول نہیں چل سکتا۔ کالج کا پرنسپل نہ ہو تو کالج نہیں چل سکتا۔ فوج کا کمانڈر نہ ہو تو اسے فوج کہنا ہی غلط ہے۔ اسی طرح آپ دیکھتے ہیں کہ ملک کے اندر چھوٹی بڑی جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہیں سب کے سربراہ ہیں ورنہ وہ جماعتیں قائم نہیں رہ سکتیں۔ اب آپ بتائیں کہ جب ایک گھر سربراہ کے بغیر نہیں چل سکتا تو ایک سو پچیس کروڑ اراکین پر مشتمل جماعت کیسے سربراہ کے بغیر چل سکتی ہے۔ لہذا امت مسلمہ کی زبوں حالی، ناکامی اور زوال اور عروج حاصل نہ کر سکنے کی سب سے پہلی وجہ یہ ہی ہے کہ امت مسلمہ کا دورِ حاضر میں کوئی امیر نہیں۔ کوئی امام نہیں۔ کوئی سربراہ نہیں کوئی چیئر مین نہیں۔

مسلمان کا امیر یا امام نہ ہونے کے نقصانات

جس جماعت کا سربراہ نہ ہو اس کے قائم رہنے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی اسی لیے آج نام نہاد مسلمان تو موجود ہیں لیکن امت مسلمہ کا کہیں وجود نہیں۔ اور جب جماعت نہ ہو تو بھلا نظام کیسے نافذ ہو سکتا ہے۔ ملکوں اور ریاستوں کا انتظام وانصرام تو جماعت ہی چلا سکتی ہے۔ اور مسلمانوں کی جماعت کوئی ہے نہیں۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ مسلمانوں کی تو ہمارے ملک میں بھی اور بیرونِ ملک بھی بہت سی جماعتیں ہیں تو سب سے پہلے آپ کی یہ غلط فہمی دور کر دوں کہ مسلمانوں کی صرف ایک جماعت ہے۔ جس کا نام امت مسلمہ ہے۔ باقی جماعتیں اس لیے مسلمانوں کی جماعتیں نہیں ہیں کہ ان کے نظریات امت مسلمہ سے الگ ہیں۔ مثلاً اگر مسلم لیگ بھی مسلمانوں کی جماعت ہے۔ پیپلز پارٹی بھی مسلمانوں کی جماعت ہے۔ ایم کیو ایم بھی مسلمانوں کی جماعت ہے۔ جماعت اسلامی بھی مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اے این پی بھی مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اور جے۔ یو۔ آئی اور جے۔ یو۔ پی اور دیگر جماعتیں بھی مسلمانوں کی جماعتیں ہیں تو یہ سب ایک جماعت کیوں نہیں ہیں۔ کیوں کہ مسلمانوں کا نظریہ تو ایک ہے۔ مسلمان کے تو دو نظریات ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر دو شخص مختلف نظریات کے حامل ہوں اور دونوں دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ یا تو ان میں سے ایک مسلمان ہے یا دونوں مسلمان نہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دونوں مسلمان ہوں۔ لہٰذا جب یہ بات اٹل ہے کہ مسلمانوں کی دو جماعتیں نہیں ہو سکتیں۔ مسلمانوں کی صرف ایک ہی جماعت ہے جس کا نام امت مسلمہ ہے۔ تو یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ مسلمانوں کی درجنوں جماعتیں ہیں۔ کیا تکلیف ہے ان سب مسلمانوں کو کہ ایک جماعت بن کر نہیں رہ سکتے۔ مجھے بتائیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کو صرف امت مسلمہ کا رکن بن کر رہنا کیوں گوارہ نہیں۔ جماعت اسلامی اور ایم۔ کیو۔ ایم امت مسلمہ کے نام سے کیوں اکٹھے ہو کر نہیں رہ سکتے۔ جے۔ یو۔ آئی اور جے۔ یو۔ پی ایک امیر کے پیچھے کیوں نہیں چل سکتیں۔

یہ سب دوکانداری ہے

یادرکھو! یہ سب دوکانداری ہے۔ اوران دوکانوں کے سودے میں ایسا زہر ملا ہوا ہے. جس نے امت مسلمہ کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیا ہے۔ امت مسلمہ کے ارکان کو دھوکے سے، لالچ سے، ڈرا دھمکا کر سبز باغ دکھادکھا کر اپنے اپنے پیچھے لگالیا ان شعبدہ بازوں نے ۔ امت مسلمہ کے ٹکڑے کر دیئے ان جمہوریت پسندوں نے ۔ امت مسلمہ کو فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ اور امت مسلمہ کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیا۔ امت مسلمہ کو اس قابل ہی نہیں رہنے دیا کہ وہ اپنے ایک جماعت ہونے کے بارے میں سوچ بھی سکے۔

اپنے دشمن کو پہچانو!

دوستو! ان دشمنوں کو پہچانو! چھوڑ دو ان کا ساتھ اور واپس آ جاؤ اپنی جماعت میں تمہاری جگہ صرف امت مسلمہ کے اندر ہے۔ صرف امت مسلمہ ہی تمھاری جماعت ہے۔ جس کے پاس صحیح نظام ہے۔ صحیح نظریہ ہے۔ یہ سب ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور تم کو آپس میں لڑا رہے ہیں۔ تم ان کی خاطر اپنے مسلمان بھائیوں سے ناراض بھی ہوتے ہو۔ ان سے لڑتے بھی ہو۔ ان کا ناحق خون بھی بہاتے ہو۔ بھلا اسلام میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون بہا سکتا ہے۔ قطعاً نہیں ۔تم کیوں ان کے کہنے میں آ کر ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہو۔ ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہو۔

ان کی جماعتیں چھوڑ کر ان کی کمر توڑ دو۔ اور آپس میں متحد ہو کر اور امت مسلمہ کے جھنڈے تلے اکھٹے ہو کر ان بدی کے بتوں کو پاش پاش کر دو۔ ہم ایک ہیں۔ ہمیں ٹکڑوں میں تقسیم کرنے والا ہمارا دوست اور ہمدرد نہیں ہو سکتا۔ ہمیں فرقوں میں بانٹنے والا ہمارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ ہمیں آپس میں لڑانے والا ہمارا بھائی نہیں ہو سکتا۔ اور ہماری طاقت کا شیرازہ بکھیرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ بھائیوں کو آپس میں لڑانے والا مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو صرف اور صرف شیطان ہو سکتا ہے۔ جو تمھیں امت مسلمہ سے الگ ہونے

کیلئے کہتا ہے۔ جو امتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کارِ ثواب بتاتا ہے۔ جو مسلمانوں کا خون بہانے کو جائز قرار دیتا ہے۔

دوستو! میری باتوں کا برا مت منانا۔ اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا ان باتوں سے کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ میں صرف اور صرف یہ چاہتا ہوں کہ کسی طرح مسلمان پھر سے اکھٹے ہو جائیں اور ایک امت مسلمہ بن کر اپنی طاقت کو مجتمع کریں۔ اور دین حق کو غالب کریں۔ تا کہ مشرق سے مغرب تک اللہ کا نظام نافذ ہو۔ اور امت مسلمہ اس دنیا میں بھی سرخرو ہو اور آخرت میں بھی۔

اللہ کے دین کو رسوا مت کرو

اگر تمھیں اسلام سے یا امت مسلمہ سے کوئی دلچسپی نہیں تو چھوڑ دو اسلام کو۔ خدا کیلئے اس کو رسوا مت کرو۔ بہت رسوا ہو چکا اسلام۔ اب ہم بیدار ہو چکے ہیں۔ اب کسی کو اسلام کے نام پر کھیل نہیں کھیلنے دیں گے۔ اب امت مسلمہ پھر سے بیدار ہو کر اور اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کر کے بامِ عروج تک پہنچے گی انشاء اللہ۔ امت مسلمہ کو اپنے اندر کسی قسم کا اختلاف رکھنے کی اجازت نہیں۔ جس کی بنا پر امت دو یا اس سے زیادہ ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے۔ اختلاف ہو جائے تو اسے فوراً ختم کرنے کا حکم ہے۔ اختلاف کو ختم نہ کرنے والا باغی ہو جاتا ہے۔ اور امت مسلمہ کی تقسیم کا سبب بنتا ہے۔

میری تحریر پڑھتے پڑھتے آپکے ذہن میں کئی سوال اور شکوک وشبہات جنم لے رہے ہوں گے برائے مہربانی ان سوالات اور شبہات کو کاغذ پر نوٹ کرتے جائیں اور اگر میری پوری کتاب پڑھنے کے بعد کوئی سوال باقی رہ جائے تو مجھ سے مل کر اس کا جواب پوچھ لیں یا خط لکھ کر جواب منگوالیں۔

مسلمان کے اندر، مسلمان ہونے کا احساس مر چکا ہے

جب کسی جماعت کے تمام لوگ اس بات کو نظر انداز کر دیں یا یہ بھول جائیں کہ وہ بھی کسی جماعت کے رکن ہیں اور مزید ظلم یہ کریں کہ وہی لوگ ہزاروں گروہوں، جماعتوں اور فرقوں میں تقسیم

ہو جائیں تو آپ اندازہ لگالیں کہ انہوں نے اپنی جماعت کے ساتھ اور اپنے ساتھ کتنا بڑا ظلم کیا۔ مسلمان کی حالت یہ ہے جس کی اسے خبر نہیں۔ جس کا اسے احساس نہیں کہ ایک طرف تو اللہ اور اس کے رسولؐ سے کہتا ہے کہ میں آپکی جماعت یعنی امت مسلمہ کا رکن ہوں۔ اور دوسری طرف مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کا رکن بھی بنا ہوا ہے۔ جماعت اسلامی اور ایم۔ کیو ایم۔ کا رکن بھی بنا ہوا ہے۔ ایک طرف کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور دوسری طرف کہیں بریلوی بنا ہوا ہے۔ کہیں دیو بندی، کہیں شیعہ اور کہیں اہل حدیث۔

تمام مسلمانوں کودعوت کہ اپنی جماعت میں واپس آجاؤ

مسلمانو! ہوش کے ناخن لو، کس کو دھوکا دے رہے ہو؟ اللہ کو؟ اللہ کے رسول کو؟ تم کیا سمجھتے ہو کہ اللہ تمھارے حال سے بے خبر ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ تم کیا ہو؟ ہاں ہاں! اللہ جانتا ہے کہ تمھیں دیو بندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ کہلانا اچھا لگتا ہے۔ تمھیں مسلمان کہلاتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے۔

تمھیں اپنے فرقے کی فکر ہے۔ تمھیں اسلام کی کوئی فکر نہیں۔ تمھیں اپنے فرقے کی تبلیغ آتی ہے تمھیں اسلام کی تبلیغ نہیں آتی۔ جو تمھارے فرقے میں شامل ہو جائے اسے تو تم مسلمان سمجھتے ہو اور جو تمھارے فرقے سے اختلاف کرے اسے مشرک۔ بدعتی۔ کافر۔ اور گستاخِ رسولؐ اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہو۔ حالانکہ سب فرقے اسلام سے الگ ہیں۔ اور اسلام سب فرقوں سے الگ ہے۔ اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہو کہ اگر دیو بندی، بریلوی، شیعہ اور اہل حدیث سب کے سب مسلمان ہیں تو ان سب کو ایک جان ہو جانا چاہیے۔ سب کو امت مسلمہ بننا چاہیے۔ سب کا ایک امیر ہونا چاہیے ایک لیڈر اور امام ہونا چاہیے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ لوگ اسلام کے نام پر سینکڑوں جماعتیں بنائیں۔ اسلام اس کو شرک قرار دیتا ہے۔ جو جماعت میں تفرقہ ڈالتا ہے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ہر شخص کو دعوت دے رہا ہوں جو کلمہ پڑھتا ہے۔ جو اللہ، رسولؐ اور قیامت پر ایمان رکھتا

ہے کہ ایک جماعت اور اپنی جماعت یعنی امت مسلمہ میں واپس آجاؤ۔ اول و آخر تمہاری ایک ہی جماعت ہے کل بھی تمھاری ایک ہی جماعت تھی۔ آج بھی ایک ہی جماعت ہے اور آئندہ بھی ایک ہی جماعت رہے گی۔ دوسری جماعت مسلمانوں کی نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں سے الگ ہو جانے والے دوسری جماعت بنا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو دوسری جماعت بنانے کی اجازت نہیں۔ جو دوسری جماعت یا فرقہ بناتا ہے وہ مسلمانوں سے الگ ہو کر بناتا ہے۔ اس کا نظریہ مسلمانوں سے الگ ہو جاتا ہے۔

ناجی فرقہ

مسلمانو! تمہیں ایک جماعت بن کر رہنا کیوں پسند نہیں ہے۔ کیا تم نے حضورؐ کا فرمان نہیں سنا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ اور ان میں سے ایک فرقہ ناجی ہوگا یعنی جنتی۔ تمہیں سارے مولوی اور ذاکر یہ حدیث سناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہمارا فرقہ ہی ناجی اور جنتی ہے۔ دوستو! غور کرو اس حدیث مبارکہ پر۔ حضورؐ نے کیوں فرمایا کہ ایک فرقہ یعنی جماعت ناجی ہوگی۔ اس لیے کہ مسلمانوں کی دو جماعتیں یا فرقے ہو ہی نہیں سکتے۔ اس ایک جماعت کے علاوہ حضورؐ کے فرمان کے مطابق باقی جتنے بھی فرقے ہوں گے بہتر ہوں یا بہتر ہزار سب کے سب جہنمی ہیں۔ کیوں کہ وہ مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو چکے ہیں۔ یاد رکھو! اس حدیث میں حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہر فرقے کے اندر اچھے لوگ ہوں گے۔ یا ہر فرقے میں جنتی لوگ بھی ہوں گے اور جہنمی بھی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ صرف ایک فرقہ ایسا ہوگا کہ جس کے تمام لوگ جنتی ہوں گے۔ اور باقی جتنے فرقے ہوں گے ان کے ماننے والے اور پیروکار جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ یہ بات شاید آج تک آپکو کسی نے نہ بتائی ہو۔ میں پھر تمہیں سمجھاتا ہوں۔ تمہاری صرف ایک جماعت ہے امت مسلمہ اور یہی جماعت جنتی ہے۔ امت مسلمہ سے الگ ہونے والے جہنمی ہیں۔ میں نہیں کہہ رہا۔ اللہ کے رسول کا فرمان ہے۔

غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ تمہارے خلاف بہت بڑی سازش ہو رہی ہے۔ واپس

آجاؤ اپنی جماعت میں۔ امت مسلمہ کے دست و بازو بن جاؤ۔ امت مسلمہ کو مضبوط کرو۔ بحال اور فعال کرو۔ تم اکھٹے رہو گے تو دنیا تمہاری عزت کرے گی۔ تم سے خوف کھائے گی۔ تمہیں ذلیل ورسوا نہیں کر سکے گی۔ تمہیں ظلم کا نشانہ نہیں بنا سکے گی۔

لوگ مسلمان ہو جائیں تو فرقے اپنی موت آپ مر جائیں

تم سوچ رہے ہو گے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ تمام فرقے ختم ہو جائیں اور سب مسلمان ایک جماعت بن جائیں۔ اُس کا جواب بھی سن لو۔ فرقے ختم نہیں ہوں گے۔ حضورؐ کے فرمان کے مطابق ان کو باقی رہنا ہے۔ کیونکہ وہ جہنمی ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو ان فرقہ ساز اور فرقہ باز مولویوں اور ذاکروں نے اپنے دام فریب میں پھنسا رکھا ہے۔ وہ اگر سب نہیں تو زیادہ تر واپس اپنے اپنے فرقوں کو چھوڑ کر امت مسلمہ میں آجائیں تو ان فرقہ پرستوں کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ ایک تو اس لیے کہ ان کے پیروکاروں کی تعداد کم ہو جائے گی اور دوسرا اس لیے کہ امت مسلمہ ان سے کئی گنا زیادہ مضبوط ہو جائے گی اور پھر امت مسلمہ کیلئے ان دین دشمنوں سے نمٹنا آسان ہو جائیگا۔

کسی لیڈر کے کہنے میں مت آنا

ہمارے یعنی امت مسلمہ کے میدان عمل میں اترنے سے فرقوں یعنی مذہبی اور سیاسی اور تبلیغی جماعتوں کی دکانداری خطرے میں پڑ چکی ہے۔ ہمارے بارے میں لوگ طرح طرح کی باتیں پھیلائیں گے۔ ہم پر طرح طرح کے الزام دھریں گے۔ خبردار! کسی کی باتوں کو خاطر میں نہ لانا۔ کسی طرح کے پروپیگنڈے کا اثر نہ لینا کسی مولوی، کسی ذاکر، کسی سیاسی لیڈر یا کسی پیر کے کہنے میں مت آنا۔ یہ سب تمہیں جہنم کا ایندھن بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ تمہاری نجات صرف اور صرف امت مسلمہ مین واپسی میں ہے۔ اور یاد رکھو امت مسلمہ کوئی نئی جماعت یا فرقہ نہیں ہے۔ امت مسلمہ انبیاء کی جماعت ہے اور اب نبی کریمؐ کی جماعت ہے۔ ہم تو اس لیے آئے ہیں کہ حضورؐ کی جماعت یعنی امت مسلمہ کو دوبارہ منظم کر سکیں۔ ہم نے کوئی نئی جماعت نہیں بنائی۔ نہ ہی ہمارا دین نیا

جماعت بنانے کی اجازت دیتا ہے۔ ہم تو جماعتوں کو ختم کر کے ایک جماعت، حضورؐ کی جماعت یعنی امت مسلمہ کو منظم و مستحکم کرنے کی جدو جہد کر رہے ہیں۔

اب مومن اور منافق الگ الگ ہو جائیں گے

اب تمہارے عشق کا امتحان ہے۔ اب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا۔ مومن اور منافق الگ الگ ہو کر رہیں گے۔ اب پتہ چلے گا کہ کتنے بریلویوں کو اسلام سے محبت ہے۔ کتنے دیو بندیوں کو اسلام سے پیار ہے۔ کتنے اہلحدیثوں کو اسلام سے لگاؤ ہے اور کتنے شیعوں کو اسلام سے عشق ہے۔ انشاءاللہ سب کے دعوں کی قلعی کھل جائے گی۔ حق الگ ہو جائے گا۔ باطل الگ۔ جنتی الگ ہو جائیں گے جہنمی الگ ہو جائیں گے۔ صاف اور دوٹوک بات کہتا ہوں۔ خواہ کسی کو کتنی بُری ہی کیوں نہ لگے۔ جو جو لوگ اپنے اپنے فرقے۔ اپنی اپنی جماعتیں۔ اپنے اپنے پیر چھوڑ کر امت مسلمہ میں واپس آجائیں گے۔ گویا انہوں نے توبہ کر لی تو ان کی توبہ قبول۔ اور وہ جنت کے حقدار۔ اور جو جو بد بخت اپنے اپنے فرقوں۔ جماعتوں اور پیروں سے چمٹے رہیں گے۔ جہنم ان کا انتظار کر رہی ہے۔ اس دنیا میں بھی ذلت اور خواری ان کا حصہ ہے اور آخرت کے دن تو شرمساری، ذلت اور عذاب اور نہ جانے کیا کچھ دیکھنا پڑے گا۔ لہذا پھر تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ اپنے اپنے فرقوں، جماعتوں اور پیروں کو چھوڑ کر حضورؐ کی جماعت یعنی امت مسلمہ میں واپس آجاؤ یہ کوئی نئی جماعت نہیں۔ تمہاری اپنی جماعت ہے۔ تم سے ہی اس جماعت کا رعب ہے۔ تم سے ہی اس جماعت کا زور ہے۔ تم ہی اس جماعت کی طاقت ہو۔ تم نہیں آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں کیا کافر آئیں گے۔ کیا تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت عزیز ہے یا مولوی اور سیاسی لیڈر کی۔ فیصلہ کرو۔ فوراً اسی وقت فیصلہ کرو۔ وقت بہت کم ہے۔ کیا پتہ موت کا فرشتہ تمہارے انتظار میں کھڑا ہو۔ اس سے پہلے کہ تمہیں قبرستان کی طرف لے جایا جائے۔ آؤ حضورؐ کی جماعت میں واپس آجاؤ۔ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ اسی میں تمہارا بھلا ہے۔ مولوی اور لیڈر تمہیں نہ دُنیا کی ذلت و رسوائی سے بچا

سکتے ہیں نہ آخرت کے عذاب سے۔ جب کہ اللہ نے امت مسلمہ کے ساتھ اس دنیا میں بھی غلبے کا وعدہ کیا ہے اور آخرت میں بھی جنت کا انعام رکھا ہے۔ فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے۔ مجھے تمہارے چندے درکار نہیں ہیں۔ مجھے تمہارے ووٹ درکار نہیں ہیں۔ میں نے کوئی الیکشن نہیں لڑنا۔ میں نے منسٹر یا وزیر اعظم نہیں بننا کیونکہ الیکشن اسلام میں نہیں ہوتے۔ کیونکہ الیکشن دو مختلف نظریات کے لوگوں میں ہوتے ہیں۔ امت مسلمہ تو ایک نظریے کے حامل لوگوں کی جماعت ہے۔ یہ کس کے خلاف الیکشن لڑے۔ کیا ہم بھائی کو بھائی سے لڑائیں ہر گز نہیں۔ اور اگر لڑائیں تو کیوں لڑائیں۔

99- اسلام الیکشن لڑنے کی اجازت نہیں دیتا

یاد رکھو! امت مسلمہ کا منشور اسلام ہے اور دستور قرآن ہے۔ اسلام اپنے کسی ماننے والے کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی سرکاری یا حکومتی عہدے کیلئے اپنے آپکو پیش کرے۔ دوسرے لفظوں میں امت مسلمہ کا جو رکن کسی سرکاری یا حکومتی عہدے کی خواہش کا اظہار کرے گا وہ عہدہ اس کو نہیں مل سکتا۔ نہ صرف وہ عہدہ بلکہ شاید اسے کوئی حکومتی ذمہ داری سونپی ہی نہ جائے۔ تو جب امت مسلمہ کے کسی رکن کو اجازت ہی نہیں کہ وہ اپنے آپ کو کسی عہدے کیلئے پیش کر سکے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ امت مسلمہ کے دو اشخاص ایک عہدے کے حصول کیلئے نہ صرف خواہش کا اظہار کریں بلکہ کھلم کھلا ایک اپنے آپ کو اہل ثابت کرنے کیلئے اور دوسرے کو نا اہل ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے اور لوگوں کے اندر بدگمانیاں پھیلائے اور لوگوں کو ایک دوسرے سے متنفر کرے۔ اپنی راہ ہموار کرنے کیلئے اور اپنے دوسرے بھائی کو نیچا دکھانے کیلئے طرح طرح کے ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرے۔ دولت کا بے دریغ استعمال کرے۔ الغرض وہ سب کچھ کرے جس کی دین اجازت نہیں دیتا۔

الیکشن مختلف نظریات رکھنے والوں کے درمیان ہوتا ہے

کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی الیکشن میں کسی حلقے میں پانچ یا چھ امیدوار ہوں اور سب کا

تعلق ایک ہی جماعت سے ہو۔یعنی یا سب کے سب پیپلز پارٹی کے ہوں یا مسلم لیگ۔نہیں ایسا نہیں ہوتا اور اگر کسی حلقے میں ایسا ہو تو لوگ ان پر ہنسیں۔کہ یہ کتنے بے وقوف ہیں سب کا تعلق ایک ہی جماعت سے ہے پھر بھی الیکشن لڑ رہے ہیں۔اور پھر ان کی پارٹی کی قیادت بھی عجیب ہوگی جو ان سب کو الیکشن لڑنے کی اجازت دے گی۔کیونکہ ایک پارٹی سے ہونے کی وجہ سے الیکشن کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔الیکشن تو مخالف جماعت کے امیدوار کے ساتھ لڑا جاتا ہے۔

بعینہ اسی طرح اگر قومی اسمبلی کے ایک حلقے میں پانچ یا چھ امیدوار ہوں اور سب کا تعلق امت مسلمہ سے ہو۔یعنی سب کے سب مسلمان ہوں۔تو کتنی مضحکہ خیز بات ہے۔کتنے تعجب کی بات ہے۔کافر تم پر ہنستے ہوں گے کہ دیکھو ایک اللہ کو ماننے والے،ایک رسول کو ماننے والے،ایک نظام اور دنیا کا بہترین نظام رکھنے والے،اور ایک جماعت کے رکن،ایک دوسرے کے خلاف الیکشن لڑ رہے ہیں۔کافر تو خوش ہے کہ اس نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کیلئے جمہوریت کی ڈگڈگی ہاتھ میں پکڑ رکھی ہے اور جب بجاتا ہے تو مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے کیلئے میدان میں اتر آتے ہیں۔اور کافر ڈگڈگی بجاتا رہتا ہے۔تماشا دیکھتا رہتا ہے اور مسلمان آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔

ایک لطیفہ

ایک لطیفہ سنیئے۔ابھی تھوڑے دنوں پہلے کی بات ہے۔مسلمانوں کے ایک ملک میں الیکشن ہوئے۔مسلمان ایک دوسرے کے خلاف خوب الیکشن لڑے۔ہر جماعت نے اپنے بندے جتوانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔الیکشن ہو گئے۔اسمبلی وجود میں آ گئی۔ایک شخص کو وزیر اعظم چن لیا گیا۔سال ڈیڑھ گزرا ہوگا کہ اس ڈگڈگی بجانے والے کافر کو پتہ نہیں کیا سوجھی کہ اس نے حکم دیا کہ یہ وزیر اعظم ٹھیک نہیں ہے۔اسے ہٹا دو۔آپ یقین کریں کہ پندرہ کروڑ عوام کی نمائندہ اسمبلی میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکا کہ اس کو ہم نے وزیر اعظم بنایا ہے تم کون ہوتے ہو ہٹانے والے۔چلو وہ وزیر

اعظم تو گیا۔ پھر اگر اسمبلی کے ارکان جنہوں نے اپنے اپنے حلقوں میں یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ان سے زیادہ حکومت کرنے کا اہل پورے ملک میں کوئی نہیں۔ یہ کہتے تو کچھ بات بھی تھی کہ چلو کوئی بات نہیں یہ نہیں تو کسی اور کو وزیر اعظم بنا لیتے ہیں۔ لیکن نہیں۔ پتہ نہیں اس ڈگڈگی والے کافر کو پھر کیا سوجھی اس نے کہا کہ نہیں تم جتنے بھی اسمبلی کے اندر بیٹھے ہو۔ تم میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ اس کو وزیر اعظم بنایا جائے۔ لہٰذا اب میں تمہیں ایک آدمی دیتا ہوں اس کو وزیر اعظم بناؤ پہلے اس کو الیکشن لڑاؤ۔ پھر وزیر اعظم منتخب کرو۔ سب نے آمین کہا اور وہ شخص وزیر اعظم بن گیا۔ یہ ہے جمہوریت۔ مسلمانو! اس جمہوریت کو تم اسلام سے بہتر کہتے ہو۔ یہ تو آمریت کی بھی بدترین شکل ہے۔ جمہوریت کا اسلام سے کیا موازنہ۔ اسلام کے زریں اصول جمہوریت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہیں۔ لیکن افسوس کہ مسلمان ہی اسلام کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔ مسلمان اسلام کی بجائے جمہوریت کو گلے کا ہار بنا کر بیٹھا ہے جو اس کیلئے پھندا ثابت ہو رہی ہے اور اسے اس کا احساس تک نہیں ہو رہا۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ پڑھنے والو! میں تمہارا دشمن نہیں۔ میرا یقین کرو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں حق کہہ رہا ہوں۔ اگر میری کوئی بات تمہیں بُری لگ رہی ہے تو مجھے معاف کر دو۔ میں تو یہ ساری باتیں تمہیں صرف اور صرف یہ بتانے اور سمجھانے کیلئے کہہ رہا ہوں۔ کہ تم ایک جماعت کے ارکان ہو۔ اس جماعت کا نام ہے امت مسلمہ۔ تمہیں صرف اسی جماعت میں ہونا چاہیے۔ اسی جماعت کی بہتری کیلئے کام کرنا چاہیے۔ اسی جماعت کے دست و بازو بننا چاہیے۔ اسی جماعت کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ اور بالآخر اسی جماعت کے بپا کردہ نظام کے ماتحت اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔

کلمے کا مفہوم

عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص لا الہٰ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ لے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ یہ ایک غلط فہمی ہے جس کو دور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کلمہ پڑھنے والا شخص محض قانونی

مسلمان ہوتا ہے حقیقی نہیں۔ یعنی اب کسی شخص کو حتیٰ کہ کسی عدالت کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس شخص کو غیر مسلم یا کافر قرار دے۔ جبتک کہ وہ شخص خود اسلام کو چھوڑنے کا اعلان نہ کرے۔ یہ ہے محض کلمہ پڑھنے والے مسلمان کی حقیقت۔ لیکن حقیقی مسلمان کچھ اور چیز ہے۔ اور اس کا علم صرف اور صرف اللہ کو ہے۔ اور وہی قیامت والے دن فیصلہ فرمائے گا۔ کہ حقیقی مسلمان کون کون ہے۔ البتہ دنیا کے اندر حقیقی مسلمان کو پہچاننے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک پیمانہ عطا فرمایا ہے۔ اور وہ پیمانہ ہے قرآن۔ یہ ایسا ترازو ہے جس میں ڈنڈی نہیں ماری جاسکتی۔ جو شخص کلمہ پڑھ کر اس قرآن کی تعلیم کو، قرآن کے احکامات کو، قرآن کے اصول و قوانین کو اپناتے ہوئے زندگی بسر کریگا۔ وہ ہے حقیقی مسلمان۔ اور یاد رکھو کہ قرآن کی تعلیم، قرآن کا حکم، قرآن کا اصول اور قرآن کا قانون ہمیشہ سے ایک تھا۔ ایک ہے اور ایک رہے گا۔ تمام انبیاء کرامؑ نے قرآن کی تعلیم پر عمل کیا، قرآن کا حکم مانا، قرآنی اصولوں کو اپنایا اور قرآنی قوانین کے تحت اپنی زندگیاں گزاریں۔

جو کچھ قرآن کہے گا۔ حقیقی مسلمان اس پر عمل کرنے کا پابند ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کو اس بات کا جائزہ لینا ہوگا۔ کہ قرآن اس کو کس قسم کی زندگی گزارنے کی تعلیم دے رہا ہے۔ کونسے احکام ماننے کا حکم دے رہا ہے۔ کن اصولوں کو اپنانے اور قوانین کو مدنظر رکھنے کی تلقین کر رہا ہے۔

چونکہ قرآن نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا۔ لہذا سب سے پہلے ایک مسلمان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن نبی کریمؐ پر کیوں نازل ہوا۔ نبی کریمؐ کیوں مبعوث ہوئے۔

نبی کریمؐ کی بعثت کا مقصد

چونکہ ایک مسلمان کیلئے حق و باطل کو جانچنے اور زندگی میں پیش آنے والے ہر مسئلے کا حل تلاش کرنے کیلئے قرآن سے رجوع ناگزیر ہے۔ اس لئے ہم کوشش کریں گے کہ ہر نکتے کی وضاحت قرآن کی آیات بینات سے کیجائے۔ تاکہ کوئی شخص یہ عذر نہ پیش کر سکے کہ ہم نے حق بیان کرنے کیلئے اپنی رائے سے کام لیا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن، حضور کی آمد کا مقصد کیا بتا تا ہے؟ پورا قرآن پڑھ لیجئے۔ پورے قرآن میں نبی کریم کی آمد کا فقط ایک ہی مقصد بیان ہوا ہے۔ اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ تمام مولویوں، ذاکروں، پیروں اور لیڈروں کو کہ وہ قرآن مجید کی روشنی میں حضور کی آمد کا کوئی اور مقصد ثابت کر کے دکھائیں۔ انشاءاللہ سب کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

قرآن حضور کی آمد کا واحد مقصد درج ذیل آیت مبارکہ میں بڑے دوٹوک انداز میں بیان فرماتا ہے۔

"ھو الذی ارسل رسوله باالھدیٰ و دین الحق۔
لیظھرہ علی الدین کله۔ولو کرہ المشرکون"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔

"ھوالذی ارسل رسوله باالھدیٰ ودین الحق۔
لیظھرہ علی الدین کله۔ ولو کرہ الکافرون"

جب یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہو کر واضح ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کا واحد مقصد "غلبہ دین حق" تھا۔ تو یہ بات بھی ہر کلمہ پڑھنے والے کو سمجھ میں آجانی چاہیے کہ حضور ﷺ کی عملی زندگی کو صرف اور صرف غلبہ دین حق کے حوالے سے دیکھا جائے۔ حضور کی زندگی کا جو پہلو بھی سامنے رکھا جائے اس کا مقصد غلبہء دین حق تھا۔ حضور کی ساری جدو جہد غلبہ دین حق کیلئے تھی۔ حضور کی نماز، روزے، عبادات، معاملات، سفر، غزوات اور جنگیں سب کچھ غلبہ دین حق کیلئے تھا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے حضور کو اسی مقصد کے پیش نظر مبعوث فرمایا۔ لہذا نبی کریم کی حیات طیبہ کے کسی ایک پہلو کو یا چند پہلوؤں کو دین سمجھ لینا کم علمی اور غلط فہمی تو ہو سکتا ہے۔ دین نہیں ہو سکتا۔ دین تو حضور کی زندگی کے مجموعی رویے کا نام ہے۔ اور حضور ﷺ کی زندگی کا مجموعی رویہ غلبہ دین حق کیلئے جدوجہد کی عکاسی کرتا ہے۔

ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ بات طے شدہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حضور ﷺ

کی زندگی کا مقصد غلبہ دین حق کے سوا کچھ نہیں تھا۔تو ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اللہ پاک نے فرمایا۔

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ"

بے شک تمھارے لئے رسولؐ کی زندگی عمدہ نمونہ ہے۔

اگر حضور ﷺ کی زندگی اور مسلمان کی زندگی کا مقصد ایک ہے پھر تو حضورؐ کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے۔ بصورت دیگر نہیں۔ کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی کا مقصد کچھ اور ہو۔اور ہماری زندگی کا مقصد کچھ اور۔ مگر پھر بھی حضور ﷺ کی زندگی ہمارے لئے عمدہ نمونہ ہو۔ لہذا یہ بات بھی پایہء تکمیل کو پہنچی کہ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد بھی صرف ایک یعنی غلبہ دین حق ہے۔ جب تک ساری دنیا پر اللہ کا دین غالب نہیں ہو جاتا اور جب تک تمام باطل ادیان مغلوب نہیں ہو جاتے۔ ہر مسلمان کی زندگی کا ایک اور صرف ایک مقصد ہے۔اور وہ ہے غلبہ دین حق۔

حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں غلبہ دین حق کیلئے جو جدوجہد فرمائی وہ کسی صاحب عقل سلیم سے پوشیدہ نہیں۔لیکن پھر بھی میں کوشش کروں گا کہ حضورؐ کی زندگی کے حالات مختصراً جابجا پیش کروں تاکہ ایک مسلمان پر یہ بات واضح ہو سکے کہ حضورؐ کی زندگی کسی اور مقصد کیلئے نہیں گزری۔ صرف اور صرف غلبہ دین حق کیلئے زندگی بسر کی۔ نہ تو نماز حضورؐ کی زندگی کا مقصد تھا، نہ روزے، نہ حج، نہ چلّے نہ وردوظیفے اور نہ روحانی گدّے۔ بلکہ حضور ﷺ کے ہر عمل کے پیچھے صرف اور صرف ایک ہی مقصد کار فرما تھا۔اور وہ تھا غلبہ دین حق۔

حضور ﷺ کی جدوجہد کے نتائج

ہر شخص جانتا ہے کہ ہر عمل کا کچھ نہ کچھ ردعمل ضرور سامنے آتا ہے۔ گویا ہر عمل کا نتیجہ پیدا ہو کر رہتا ہے۔ حضورؐ کی جدوجہد کا جو نتیجہ سامنے آیا ساری دنیا جانتی ہے۔ 23 برس کے عرصے میں اللہ کا دین غالب آیا۔اور ہر طرف دین حق یعنی اسلام اور مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔

حضورﷺ کی زندگی کے یہ تئیس برس مسلمانوں کیلئے عمدہ نمونہ ہیں۔ کیونکہ انہی 23 برسوں میں غلبہ دین حق کی جدوجہد کا آغاز ہوااور دین حق غالب بھی آیا۔

ایک اہم نکتہ پیش کر رہا ہوں۔ ہر مسلمان کو اپنی پوری زندگی اسی نکتے کو پیش نظر رکھ کر گذارنی چاہیے۔ ہر مسلمان کو یہ اہم نکتہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ حضورﷺ نے اپنی زندگی کے ان تئیس سالوں میں کیسے غلبہ دین حق کی جدوجہد کا آغاز فرمایا۔ جدوجہد کی حکمت عملی کیا تھی۔ جدوجہد کے اصول کیا تھے۔ جدوجہد کی روح کیا تھی۔ کن کن مراحل سے گزرنا پڑا۔ کیا کیا مشکلات پیش آئیں۔ تا کہ وہ اپنی زندگی بھی اسی جدوجہد میں گزار سکے۔

جہاں تک تعلق ہے نتیجے کا یا غلبہ دین حق کا۔ تو اس کا براہ راست تعلق جدوجہد سے ہے۔ حضورﷺ کی زندگی میں اگر دین حق کو غلبہ ملا تو صرف اور صرف حضورﷺ کی اور مسلمانوں کی جدوجہد کا نتیجہ تھا۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ لہذا ساری توجہ جدوجہد پر دینی ہوگی۔ انشاءاللہ اس کا نتیجہ غلبہ دین حق کی شکل میں ہی نکلے گا۔

قرآن حضورﷺ پر کیوں نازل ہوا؟

پچھلے صفحات میں ہم نے ایک سوال اٹھایا تھا کہ قرآن حضورﷺ پر کیوں نازل ہوا؟ اب اس کے جواب کا وقت ہے۔ چونکہ قرآن نے حضور کی زندگی کا واحد مقصد غلبہ دین حق بتایا ہے۔ لہذا قرآن کے نازل ہونے کا مقصد بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔ قرآن اس دعوت کو بیان کرتا ہے کہ جس کو پیش کر کے حضورﷺ نے اپنی جدوجہد کا آغاز فرمایا۔ قرآن اس جدوجہد کی حکمت عملی، اس کے اصول اور اسکی روح کو بیان کرتا ہے۔ قرآن اس جدوجہد کی مشکلات اور ان پر قابو پانے کے طریقے کو بیان کرتا ہے۔ قرآن اس جدوجہد کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غلبہ دین حق، غلبے سے پہلے اور غلبے کے بعد کے مراحل کو بیان کرتا ہے۔ قرآن غلبہ دین حق کی ضرورت واہمیت کو بیان کرتا ہے۔ الغرض پورے کا پورا قرآن غلبہ دین حق اور اس کے متعلق دیگر جزئیات کی بات کرتا ہے۔ قرآن اس

دعوت کو ماننے اور نہ ماننے کے فوائد اور نقصانات بتاتا ہے۔ گویا قرآن، دین حق، اس کی دعوت اور غلبہ دین حق کے مختلف مراحل اور پہلوؤں کو بیان کرتا ہے۔ الغرض اگر میں یہ کہوں کہ قرآن کی ہر آیت میں غلبہ دین حق اور اسکی جدوجہد اور دعوت کا کوئی نہ کوئی پہلو بیان کیا گیا ہے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ اگر میرے اللہ کو منظور ہوا تو کسی وقت اس پر بھی قلم اٹھاؤں گا۔ بہر کیف سر دست میں قرآن کی چیدہ چیدہ آیات بیان کروں گا۔ جن کا براہ راست غلبہ دین حق، اس کی جدوجہد اور اس کی دعوت سے تعلق ہے۔ تاکہ ہر کلمہ گو بھائی پر یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ قرآن کیا دعوت دے رہا ہے۔ اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ قرآن کس جدوجہد کی تلقین کر رہا ہے اور ہم کس قسم کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور قرآن ہماری زندگی کا مقصد کیا بتاتا ہے۔ اور ہم نے اپنی زندگی کا مقصد کیا بنا رکھا ہے۔

لا الہ الا اللہ کا مفہوم

لا الہ الا اللہ کا مطلب ہے کہ میری تمام قسم کی وفاداریاں اللہ کے ساتھ ہیں۔ میں اور کسی کا وفادار نہیں ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے۔ کہ آج سے میں صرف اور صرف اللہ کا وفادار ہوں۔ اور اللہ سے وفاداری کا ثبوت پیش کرنے کیلئے وہ رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اور رسول ﷺ کے وصال کے بعد وہ مسلمانوں کے امیر کے ساتھ اپنی وفاداری نبھاتا ہے۔ یعنی اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اگر وہ کسی اور کی اطاعت کرتا ہے اور پھر بھی کہتا ہے کہ وہ مسلمان ہے تو وہ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دے رہا ہے۔ مسلمانوں کو بھی دھوکہ دے رہا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بھی دھوکہ دے رہا ہے۔

"امت مسلمہ" دنیا کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے

امت مسلمہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی سیاسی جماعت۔ لیکن افسوس کہ اس جماعت کا کوئی لیڈر نہیں۔ کوئی سربراہ نہیں۔ اور اس کے اراکین جس طرف چاہے منہ اٹھا کے چل دیتے ہیں۔ ان کو بتانے والا کوئی نہیں ہے۔ کہ تم ایک جماعت کے، سیاسی جماعت کے رکن

ہو۔ادھر ادھر جاؤ گے تو جماعت سے فارغ ہو جاؤ گے۔امت مسلمہ کے رکن نہیں رہو گے۔کسی اور جماعت کے رکن بنو گے تو امت مسلمہ کی رکنیت ختم ہو جائے گی۔کیونکہ ایک شخص بیک وقت دو جماعتوں کا رکن نہیں رہ سکتا۔اسے ایک جماعت چھوڑنی پڑے گی۔اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا اور منافقت اختیار کرتا ہے تو جان لے کہ وہ صرف اور صرف اسی جماعت کا رکن رہ سکتا ہے۔جس کا وہ وفادار ہے۔جس کے غلبہ کیلئے جدو جہد کرتا ہے۔جس کو اقتدار میں لانے کیلئے دن رات ایک کر دیتا ہے۔اور اپنا تن من دھن لٹا دیتا ہے۔اور مومن کو اللہ نے اتنی بصیرت عطا کی ہے کہ وہ یہ جان سکے کہ کون سا شخص امت مسلمہ کا وفادار ہے اور کون سا شخص کسی دوسری جماعت کا کون امت مسلمہ کے غلبے کیلئے کام کر رہا ہے اور کون کسی اور جماعت کیلئے۔کون امت مسلمہ کو اقتدار میں لانے کیلئے تن من دھن لگا رہا ہے۔اور کون کسی اور دو ٹکے کی جماعت کو ایوان اقتدار تک پہنچانے کی تگ و دو میں مصروف ہے۔

جمہوریت اور اسلام دو مختلف نظام ہیں

اسلام کے اندر کوئی شخص اپنے آپ کو کسی عہدے کیلئے پیش نہیں کر سکتا۔نہ ہی وہ اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ یہ کہے کا فلاں شخص کی بجائے میں اس عہدہ کیلئے زیادہ اہل ہوں۔جب کوئی شخص کسی عہدے کیلئے امیدوار ہی نہیں بن سکتا تو ووٹ کیسے ڈالے جائیں گے۔اور کس کو ڈالے جائیں گے۔لہذا اسلامی نظام میں الیکشن نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔الیکشن میں حصہ لینا اور ووٹ ڈالنا دونوں اسلامی نظام کے خلاف ہیں۔اور غیر اسلامی نظام اور غیر خدائی نظام اور طاغوتی نظام کو تقویت دینے کے مترادف ہیں۔جب ایک جماعت ہو اور ان کا ایک امیر ہو۔تو الیکشن کیسے ہوگا۔دوسری جماعت تو ہے ہی نہیں۔اسی جماعت کے اہل لوگوں کو ذمہ داریاں سونپ دی جائیں گی۔اگر اس جماعت کے اندر الیکشن کا شوشہ کھڑا کر دیا جائے تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔جیسا کہ آج ہے۔لہذا امت مسلمہ کو ایک جماعت بن کر رہنے کیلئے الیکشن اور جمہوریت سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔کبھی

آپ نے سنا ہے یا دیکھا ہے کہ ایک جماعت کے دو افراد ایک دوسرے کے مقابلے کیلئے کھڑے ہوئے ہوں۔نہیں کبھی نہیں۔ بلکہ دو مختلف جماعتوں کے لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم تو ایک جماعت ہیں ہم کیوں ایک دوسرے کے مقابلے میں کھڑے ہوں۔ جب ایک عام جماعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ اس کے امیدوار ایک دوسرے کا مقابلہ کریں تو اسلام یعنی امت مسلمہ کیوں اپنے بھائیوں کو ایک دوسرے سے لڑائے۔

مسلم مفکرین ومفسرین کی جمہوریت نوازیاں

جو لوگ جمہوریت کے قلابے اسلام سے ملاتے ہیں۔ وہ تاریخ اسلام سے اور قانون اسلام سے نابلد ہیں۔ میں نے بڑے بڑے مفکرین اور مفسرین کو کہتے ہوئے سنا ہے اور کتابوں میں پڑھا ہے کہ خلفائے راشدین کا انتخاب الیکشن کے ذریعے ہوا تھا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوا تھا۔ اگر الیکشن ہوتا تو چند امیدوار ہوتے جب کہ ایسا کسی خلیفہ کے انتخاب میں نہیں ہوا۔بس ان مفکرین اور مفسرین کی جمہوریت نوازی یہاں ختم ہو جاتی ہے۔اس کے علاوہ وہ تاریخ اسلام سے کوئی دلیل نہیں لا سکے۔ میں ان نام نہاد مفکرین ومفسرین اور علماء اور مفتیان کرام سے پوچھتا ہوں کہ ذرا خلفائے راشدین کے ادوار کی تاریخ پر نظر دوڑائیں اور بتائیں کہ دنیا کی دو تہائی آبادی پر حکومت کرنے والے خلفاء نے کسی بھی علاقے میں گورنر یا علاقائی حکمران یا صوبائی حکام مقرر کرتے وقت وہاں کے لوگوں سے پوچھا بھی ہو کہ آپ کے علاقے میں فلاں شخص کو گورنر بنایا جا رہا ہے آپکو منظور ہے یا نامنظور۔ نہ صرف یہ کہ کسی سے پوچھا نہیں الٹا اپنی مرضی سے اہل افراد کو ان علاقوں کا گورنر مقرر کیا۔ جنکو اس علاقے کے لوگ جانتے ہی نہیں تھے۔اور جب لوگوں نے اعتراض کیا تو اس گورنر کو ہٹا دیا گیا۔ یا تبدیل کر دیا گیا۔ کسی نے یہ بھی نہیں کہا کہ اے امیر المومنین ہم اپنے علاقے کا گورنر خود منتخب کریں گے۔ ہم الیکشن کروائیں گے۔ ہم ووٹ ڈالیں گے۔نہیں۔ان کو یہ معلوم تھا کہ ہمارا امیر ہم پر کسی ایسے شخص کو ہی حاکم مقرر کرے گا جو اس کا اہل ہوگا۔اور اگر ہم نے خود اپنا مقامی حاکم ووٹ

کے ذریعے منتخب کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ نا اہل لوگ مختلف ناجائز ذرائع استعمال کر کے ہم پر مسلط ہو جائیں گے۔ الغرض کسی علاقے میں، کسی صوبے میں پوری اسلامی تاریخ میں کبھی کوئی الیکشن نہیں ہوا۔ اب کونسی ایسی افتاد آن پڑی ہے کہ الیکشن کے بغیر اور جمہوریت کے بغیر اسلام ادھورا رہ جاتا ہے۔ اگر الیکشن کے بغیر 100 میں سے ایک نا اہل کسی حکومتی عہدے تک پہنچ سکتا ہے۔ تو الیکشن کے ذریعے 100 میں سے پچاس یا سو کے سو نا اہل بھی حکومتی عہدوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ الیکشن کے بغیر ایک شخص کی جائز شکایت پر بھی کسی کو حکومتی عہدے سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ الیکشن کے ذریعے منتخب ہونے والوں کے خلاف 49% کی بات بھی کوئی نہیں سنتا۔

اسلام، سیاست اور جمہوریت

1۔ مسلمان ایک جماعت ہیں۔ جماعت کا نام امت مسلمہ ہے۔ منشور اسلام ہے۔

2۔ مسلمانوں کا ایک سربراہ ہے۔ جسے امیر یا امام یا خلیفہ یا کچھ بھی نام دیا جا سکتا ہے۔

3۔ الیکشن لڑنا (مسلمانوں کا آپس میں) حرام ہے۔

4۔ ووٹ ڈالنا گناہ کبیرہ ہے بلکہ شرک ہے۔ یعنی دو مسلمانوں کو لڑانا۔ ووٹ بیعت کا دوسرا نام ہے۔ بیعت اپنے آپ کو بیچنے کا نام ہے۔

5۔ مسلمانوں کے اندر پارٹی بنانا کفر اور شرک ہے۔

6۔ ایک جماعت سے الگ ہونا کفر اور شرک ہے۔

7۔ دو الیکشن لڑنے والوں کا تعلق ایک جماعت سے نہیں ہوتا۔ لازماً ان کے نظریات جدا ہوتے ہیں۔

8۔ چونکہ مسلمان کیلئے امیر کے بغیر رہنا ناممکن ہے اسلئے ہم نے اپنے میں سے ایک امیر چن لیا۔

9۔ مسلمانوں جیسا نام رکھنے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

10۔ مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جانے والا کیسے مسلمان کہلا سکتا ہے؟

11۔ کسی اہل شخص کا کسی عہدے پر تقرر کیوں درست نہیں؟

12۔اور کسی نا اہل شخص کا کسی عہدے کیلئے انتخاب کیوں درست ہے؟

13۔کسی درست قانون کا کسی مقرر کردہ شخص کے ذریعے نفاذ کیوں غلط ہے؟

14۔اور کسی غلط قانون کا کسی منتخب کردہ شخص کے ذریعے نفاذ کیوں درست ہے؟

15۔ایک جاہل شخص اور ایک عالم یا مفکر یا دانشور کا وزن کیوں برابر ہے؟

16۔ایک کروڑ جاہلوں کا منتخب کردہ شخص ایک عالم یا دانشور کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

17۔چند سو علماء کا منتخب کردہ شخص پوری دنیا کی امامت کرنے کا اہل ہے۔

18۔جمہوریت میں حق تلفی ہوتی ہے۔اسلام میں نہیں۔

19۔جمہوریت میں ظلم ہوتا ہے۔اسلام میں نہیں۔

20۔جمہوریت میں احتساب نہیں ہوتا۔اسلام میں ہوتا ہے۔

2۔جمہوریت میں حکمران قابل مواخذہ نہیں۔اسلام میں ہیں۔

2۔جمہوریت میں چور، اچکے، بدمعاش، زانی، منشیات فروش اور بدکردار مسند اقتدار پر فائز ہونے حق رکھتے ہیں۔اسلام میں نہیں۔

2۔جمہوریت میں عورت سربراہ بن سکتی ہے۔اسلام میں نہیں۔

2۔جمہوریت میں انسان کے اپنے بنائے ہوئے قانون نافذ ہوتے ہیں۔اسلام میں نہیں۔

2۔جمہوریت میں پارٹی بازی ہوتی ہے۔اسلام میں نہیں۔

2۔جمہوریت میں اپوزیشن ہوتی ہے۔اسلام میں نہیں۔

2۔جمہوریت کا اصول ہے کہ لڑاؤ اور حکومت کرو۔اسلام میں نہیں۔

2۔جمہوریت نہ صرف پوری قوم بلکہ ایک خاندان کو بھی گروہوں اور ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ ہ اسلام پوری امت کو متحد رکھتا ہے۔

2۔جمہوریت انسانیت کی دشمن ہے۔اسلام انسانیت کا دوست اور ہمدرد۔

30۔ جمہوریت میں عدلیہ اور انتظامیہ آزاد نہیں ہوتی۔ اسلام میں آزاد ہوتی ہیں۔

31۔ جمہوریت میں ظالم طاقتور ہوتا ہے۔ اسلام میں مظلوم۔

ہماری پہچان کیا ہے؟

ہم مسلمان ہیں۔

امت مسلمہ ہماری جماعت ہے۔

اسلام ہمارا منشور ہے۔

قرآن ہمارا دستور ہے۔

تمام روئے زمین ہماری ریاست ہے۔

نظام خلافت ہماری سیاست ہے۔

لیکن ہمارا امیر کون ہے؟

اتنی کثیر جماعت، اتنا ارفع واعلیٰ منشور، اتنا عظیم دستور۔ اتنا بلند بانگ دعویٰ اور اتنا مصدقہ نظام۔ لیکن کوئی سربراہ نہیں، کوئی امیر نہیں، کوئی امام نہیں۔ افسوس صد افسوس۔ مسلمان کہاں کھو گیا۔ مسلمان کیوں سو گیا۔

ضمناً ایک گزارش کرتا ہوں کہ میری اکثر باتیں آپ کو شاید بے ربط محسوس ہوں لیکن آپ میری باتوں میں ربط تلاش کرنیکی کوشش نہ کریں۔ بلکہ میری باتوں کی روح تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ آپ میرا مقصد سمجھنے میں کامیاب ضرور ہو جائیں گے۔ کیونکہ ممکن ہے میں اپنے دل کی بات کی ترجمانی کیلئے مناسب الفاظ استعمال نہ کر پاؤں۔

حق اور باطل کی آمیزش نے ہمیشہ حق کو نقصان پہنچایا

حق اور باطل کی آمیزش نے سچ اور جھوٹ کی ملاوٹ نے ہمیشہ حق اور سچ کو نقصان پہنچایا ہے۔ تنہا باطل اور جھوٹ کبھی حق اور سچ کو نیچا نہیں دکھا سکا۔ جبکہ حق اور سچ نے ہمیشہ باطل اور جھوٹ کو

تن تنہا شکست دی ہے۔ جب بھی حق اور باطل آمنے سامنے آئے ہمیشہ حق غالب آیا کبھی موسیٰ اور فرعون کی شکل میں، کبھی ابراہیم اور نمرود کی شکل میں، کبھی محمد ﷺ اور ابوجہل کی شکل میں اور کبھی حسین ؓ اور یزید کی شکل میں، ایک طرف واضح حق ہوتا اور دوسری طرف واضح باطل۔

ہمارے ملک میں حق اور باطل کی، سچ اور جھوٹ کی آمیزش چل رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سارے کا سارا فائدہ باطل نے اٹھایا اور حق نقصان میں رہا۔ میری فکر کا نچوڑ یہ جملہ نوٹ کرلیں۔ زمانہ اس پر گواہی دے گا۔ کہ ہمارے ملک میں ابھی تک حق نکھر کر واضح ہوکر سامنے ہی نہیں آیا۔ جس دن حق ملاوٹ کے بغیر میدان میں آگیا اس دن دنیائے انسانیت کھلی آنکھوں سے دیکھے گی کہ حق آگیا۔ اور باطل بھاگ گیا۔ بے شک باطل بھاگنے والا ہے۔ (باطل کا کام بھاگ جانا ہے۔)

اللہ کے فضل وکرم سے ہم یہ مشن لیکر چلے ہیں۔ کہ حق بات کہیں گے چاہے ہمیں تختہ دار پر لٹکا دیا جائے۔ چاہے ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں ہم حق کہنے سے اور حق کو غالب کرنے کی جدوجہد سے باز نہیں آئیں گے۔

دین کے نام نہاد ٹھکیدار آپکے نجات دہندہ نہیں ہوسکتے

میں جانتا ہوں کہ دین کے ٹھیکیداروں کو میری باتیں بری لگ رہی ہوں گی۔ انہیں کافی تکلیف ہورہی ہوگی۔ لیکن مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔ مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں مجھے سروکار ہے تو ان لوگوں سے۔ مجھے پرواہ ہے تو ان لوگوں کی جو ان دین کے ٹھیکیداروں کو نجات دہندہ سمجھ کر اپنی توانائیاں دن رات ان کی خواہشات کیلئے صرف کررہے ہیں۔ یہ سادہ لوح لوگ اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر اپنی جماعتوں کو چندہ دیتے ہیں اور جماعتیں ان کے چندوں سے جلسے کرکے بزعم خویش اپنی مقبولیت میں اضافہ کررہی ہیں۔ تاکہ الیکشن میں جیت سکیں۔ بھولے بادشاہ اگر الیکشن جیتنا ہے تو پہلے اسمگلر بنو، منشیات فروش بنو، بدمعاش بنو پھر الیکشن لڑو۔ شریف آدمی کو ووٹ کون دیتا ہے۔ غریب آدمی کا الیکشن جیتنا ناممکن ہے۔

چھوڑ دو اس گورکھ دھندے کو

سادہ لوگو! چھوڑ دو اس گورکھ دھندے کو آؤ حق کی تحریک کا ساتھ دو تحریک غلبہ دین حق کے دست بازو بنو۔ اور یہ عزم کر لو کہ تخت یا تختہ تو پھر کوئی چیز تمہارے راستے کی روکاوٹ نہیں بن سکتی۔ حق کی خاطر جان کی بازی لگا دو یا پھر حق کو غالب کر دو۔ مصلحت کے شکار مت بنو۔ شیطان کے چکر میں مت آؤ۔ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں راہ حق سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔ یاد رکھو! عنقریب تم اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہو پھر ایک ایسے دربار میں تمہاری حاضری ہوگی۔ جہاں تم جھوٹ نہیں بول سکو گے۔ بولنا چاہو گے بھی تو نہیں بول سکو گے۔ تم سے پوچھا جائے گا۔ تم نے اپنے دین کیلئے دنیا میں کون سا کارنامہ انجام دیا۔ کون سی محنت کی، کون سی قربانی دی۔ دین کو غالب کرنے کیلئے کیا کیا۔ کیا جواب دو گے۔ اس دن کی شرمندگی سے بچو۔ بیدار ہو جاؤ۔ اور کچھ کر کے دکھاؤ۔

ہمیں مسلمانوں کی تلاش ہے

ہمیں مسلمانوں کی تلاش ہے۔ یوں تو ہر شخص اپنے آپ کو بڑا مسلمان تصور کرتا ہے۔ لیکن بقول علامہ اقبال۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

صرف کلمہ پڑھ لینے سے یا مسلمان کے گھر پیدا ہو جانے سے بندہ مسلمان نہیں ہو جاتا۔ نہ ہی صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے ادا کرنے کا نام اسلام ہے۔ اسلام پھولوں کی سیج کا نام نہیں ہے۔ اسلام دن رات تسبیح پڑھنے کا نام نہیں۔ اسلام اوراد اور وظائف کا نام نہیں۔ اسلام تو ایک کانٹوں بھری وادی کا نام ہے۔ اس میں سے گزرنے والا ہی مسلمان کہلانے کا حق دار ہے۔ اسلام باطل کو مٹانے اور حق کو قائم کرنے کا نام ہے۔ اسلام مسلمان سے جان اور مال کی قربانی کا تقاضہ کرتا

ہے۔ باطل سے ٹکرانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ حق کی خاطر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنیکا نام اسلام ہے۔ اسلام ایک کڑی آزمائش کا نام ہے۔ جو اس آزمائش میں پڑ جائے وہ مسلمان ہے۔ جو اس آزمائش سے ڈر جائے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔

اپنے اندر جھانک کر دیکھو

اپنے اندر جھانک کر دیکھو! کیا تمہارے دل میں حق کو غالب کرنے کی تڑپ موجود ہے۔ کیا تمہارا دل چاہتا ہے۔ کہ حق کی خاطر جیئو اور حق کی خاطر مرو۔ کیا تم حق کی خاطر تکالیف اور مصائب برداشت کرنے کیلئے تیار ہو۔ دین کی خاطر جان اور مال کی قربانی دینے کیلئے اپنے آپ کو آمادہ پاتے ہو۔ کیا تمہارا دل اس بات پر کڑھتا ہے کہ مسلمانوں کی پچاس سے زائد ریاستیں ہونے کے باوجود اسلام کہیں بھی غالب نظر نہیں آتا تو کیوں؟ کیا تم نے کبھی سوچا کہ اپنے دین کو غالب کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر یہ سب کچھ تمہارے اندر موجود ہے تو تم سچے مسلمان ہوئے آؤ ملکر حضورؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حق مسلمانی ادا کرتے ہوئے اللہ کے دین کو غالب کرنے کیلئے نکلیں، لڑیں ماریں یا مر جائیں یہاں تک کہ اللہ کا دین غالب ہو جائے۔ فیصلہ کرنے میں دیر نہ کرو، زندگی بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔ چند لمحے یا چند دن۔ ایسا نہ ہو کہ مہلت ختم ہو جائے اور کف افسوس ملتے رہ جاؤ۔ پھر کچھ نہیں کر سکو گے۔ سوائے ندامت کے، اس سے پہلے کہ وہ وقت آ جائے۔ اٹھو اور باطل کو مٹانے اور حق کو غالب کرنے کیلئے میدان میں اترو۔ انشاء اللہ ہم بہت جلد معرکہء حق و باطل بپا کرینگے۔ اور چشم فلک یہ نظارہ دیکھے گی۔ کہ کیسے حق والے باطل سے ٹکرائے اور باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اور حق غالب ہو گیا۔ اللہ کی مدد و نصرت ہمارے شامل حال ہو گی۔ کیونکہ ہم حق پر ہیں۔ ہمارے پاس کوئی مادی وسائل نہیں۔ ہمیں کہیں سے ایڈ نہیں ملتی ہم صرف اللہ کے در کے گدا ہیں۔ وہ ضرور ہماری جھولی میں خیرات ڈالے گا۔ ہمارے دامن مراد کو بھر دے گا۔ ہمیں دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران کرے گا۔ کیونکہ ہم صرف اور صرف اس کی ذات پر بھروسہ کرتے

ہیں۔ وہ ہمارا بھرم ضرور رکھے گا۔

تمام کلمہ گو مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتے

میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ دین اس وقت تک غالب نہیں ہوگا۔ جب تک ہم باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کرتے۔ جب تک ہم عالم کفر کے سامنے ملت واحدہ بن کر کھڑے نہیں ہوتے جب تک ہم مسلک سے بالاتر ہو کر دین کی بات نہیں کرتے۔ یہاں پر یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ پوری امت مسلمہ کے افراد ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتے اگر حضور ﷺ کے عہد میں کئی قسم کے منافقین موجود ہو سکتے ہیں تو آج کے دور میں کیوں نہیں ہو سکتے۔ لہذا میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ امت مسلمہ کے اندر منافقین کے بے شمار گروہ موجود ہیں۔ جو مختلف حیلوں بہانوں سے امت مسلمہ کی غالب اکثریت کو دین کی اصل تعلیم سے دور رکھنے میں کافی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے چہروں سے نقاب الٹا دیا جائے اور دین کی صحیح تعلیم امت مسلمہ تک پہنچائی جائے۔ اسی مقصد کیلئے ہم میدان عمل میں اترے ہیں انشاءاللہ ہر ہر فرد تک حضور ﷺ کی اس دنیا میں آمد کا مقصد اور ایک مسلمان کی ذمہ داری پر مبنی پیغام پہنچایا جائے گا۔ تاکہ عوام الناس کو معلوم ہو سکے کہ مسلمان صرف نماز، روزہ، حج یا زکوۃ اور تسبیح اور اوراد و وظائف کیلئے پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ اس پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس سے عہدہ برآ ہوئے بغیر وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔

پاکستان کے قیام کو نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن مذہبی قائدین عوام کو ٹرخاتے آرہے ہیں۔ مستقبل کے خواب دکھا دکھا کر قوم کو مایوس کرتے چلے آرہے ہیں۔ کبھی یہ بہانے کبھی وہ بہانے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ دین کو غالب کرنے کے ایسے طریقے اپنانا چاہتے ہیں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے معزز قائدین سے گزارش ہے کہ جناب یہ محاورہ کہیں اور تو فٹ ہو سکتا ہے لیکن حق و باطل کے معرکے میں تو کئی کئی لاٹھیاں ٹوٹیں گی تب جا کر

سانپ مرے گا۔ اور آپ ایک ہی لاٹھی کو توڑنا بھی نہیں چاہتے اور سانپ کو بھی مارنا چاہتے ہیں۔ ہوش کے ناخن لیں۔

دنیا کا مشکل ترین کام

دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں۔ تو پھر حق کا غلبہ کیسے ناممکن ہوسکتا ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ شاید دنیا کا مشکل ترین کام ہے اسی لئے کوئی اس وادی پر خار میں قدم رکھنے کو تیار نہیں۔ کیونکہ یہاں تو پگڑیاں اچھالی جاتی ہیں۔ تہمتیں باندھی جاتی ہیں۔ عزتیں پامال کی جاتی ہیں۔ جانیں لٹانی پڑتیں ہیں۔ جیل جانا پڑتا ہے۔ مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس راستے کے مسافروں کا اپنے بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ماں باپ، بہن بھائی، اولاد اور عزیز واقارب ساتھ دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ اب بھلا کون ہے جو اس وادیء کرب و بلا میں قدم رکھے۔ سنو! اللہ کے فضل وکرم سے اور اس کی مدد و نصرت کے بھروسے پر، سب کچھ جانتے بوجھتے ہم اس میدان میں اس وادیء پر خار اور وادیء کرب و بلا میں اتر چکے ہیں۔ اب ہمارے قدم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ جب تک حق غالب نہ ہوجائے یا ہمیں موت کا جام نہ پلا دیا جائے۔

دوٹوک موقف، فیصلہ کن جنگ

دین حق اپنے غلبے کیلئے فضول قسم کے تجربوں کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ جس کا جی چاہتا ہے دین کو غالب کرنے کا نیا طریقہ نکال لیتا ہے۔ خبردار! دین کو غالب کرنے کا فقط ایک طریقہ ہے۔ جو قرآن وسنت سے ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ ہے باطل کے خلاف معرکہ آرائی۔ دوٹوک موقف اور فیصلہ کن جنگ۔ کسی مصلحت کی ضرورت نہیں۔ جب معرکہ میں کامیابی ہی حق والوں کی ہونی ہے تو ڈر کیسا، خوف کس بات کا، مصلحت اندیشی کے کیا معنی؟ تخت ملے تب بھی کامیابی تختہ ملے تب بھی کامیابی۔ جب تک ہم اس اصول کو نہیں اپناتے کامیابی ناممکن ہے۔ ناکامی کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ تخت کی طلب ہے اور تختے کا خوف ہے۔

یادرکھو! اہل حق موت سے نہیں گھبراتے۔ اسی لیئے نصف صدی میں دنیا کے تین چوتھائی حصے پر حکومت کرنے لگتے ہیں۔ اور جب موت سے ڈرنے لگیں تو نصف صدی میں ایک ملک میں ان کی دال نہیں گلتی۔ فرق واضح ہے۔ ایک وہ مسلمان تھے کہ پچاس سال میں پوری دنیا پر چھا گئے۔ اور ایک آج کے مسلمان ہیں جنہیں پچاس سال تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ غلبہ کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ وہ انہیں آزمائے اور دیکھے کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اب یہاں پر ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقط نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور دیگر عبادات ہی اچھے اعمال ہیں اور انہی کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ ان سے میرا سوال ہے کہ اگر صرف یہی سب کچھ ہے اور صرف یہی ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد ہے تو پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات کو صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر تسبیحات وغیرہ تک کیوں محدود نہیں رکھا۔ کیوں مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ مدنی زندگی کے دس سالوں میں کفار و مشرکین سے 80 سے زائد غزوات اور جنگیں کس لیے لڑیں۔ کیا صرف اقتدار کی خاطر یا کیا صرف نماز، روزہ اور حج وغیرہ کے لیے؟ نہیں یہ کام بغیر جنگوں کے بھی ہوسکتے تھے۔ کفار و مشرکین بخوشی آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کے لیے تیار تھے۔ نماز، روزے کی اجازت بھی دینے کے لیے تیار تھے تو پھر کیا وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے اس کے باوجود فرمایا کہ اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج بھی رکھ دیں تو میں اپنی دعوت سے باز نہیں آؤں گا۔ دعوت کیا تھی؟ غلبہ دین حق کی دعوت۔ حضور ﷺ نے جنگوں پر جنگیں لڑیں لیکن اپنی دعوت دینے سے باز نہیں آئے۔ اور بالآخر آپ اپنے مشن میں کامیاب ہوگئے۔ لیکن عبادات و تسبیحات اور اوراد و وظائف کیوجہ سے نہیں بلکہ تلوار کے بل بوتے پر۔ قوت ایمانی کے بل بوتے پر اور اللہ کی مدد و نصرت کے بھروسے پر۔

حق کے غلبے کیلئے کس قسم کے لوگ درکار ہیں

لوگو! آج نماز روزے والوں کی کمی نہیں ہے۔ تسبیح پھیرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ اللہ ہو کی ضربیں لگانے والوں کی کمی نہیں ہے۔ بے شک یہ کام اپنی اپنی جگہ موقع ومحل کی مناسبت سے حق ہیں لیکن حق کے راستے میں تلوار اٹھانے والوں کی کمی ہے۔ حق کے غلبے کی جدوجہد کرنیوالوں کی کمی ہے۔ باطل سے نبرد آزما ہونے والوں کی کمی ہے۔ کمی کیوں نہ ہو۔ یہ کام ہی اتنا مشکل ہے۔ یہ کام بزدل اور کم ہمت لوگوں کا نہیں ۔ یہ کام زر پرستوں اور دنیا کے غلاموں کا نہیں ۔ یہ کام دنیا سے محبت رکھنے والوں کا نہیں ۔ یہ کام موت سے ڈرنے والوں کا نہیں ۔ بلکہ یہ کام تو بہادر، باحوصلہ، غیرت دینی رکھنے والوں اور موت سے پنجہ لڑانے والوں کا ہے۔ اور واقعتاً ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ کم لوگ اکٹھے ہو جائیں تو یہ اتنی بڑی قوت بن سکتے ہیں۔ کہ ایک ایک مومن سوسو اور ہزار ہزار منافقوں اور مخالفوں پر بھی بھاری ثابت ہوگا۔ یہ ایمانی قوت رکھنے والے مجاہد مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ خالصتاً سیاسی اور خالصتاً مذہبی جماعتوں کے اندر بھی یہ لوگ کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ہمارے ملک کی بڑی تبلیغی جماعتوں کے اندر، جنکا دائرہ کار فقط نماز، روزے وغیرہ تک محدود ہے۔ ایسے بھی لوگ موجود ہیں جونماز روزے تک محدود نہیں رہنا چاہتے۔ تمام جماعتوں کے اندر ایسی ایمانی حرارت اور دین کی تڑپ رکھنے والے مجاہدین یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی جماعتیں کبھی بھی ان کے مزاج کے مطابق دین کے غلبے کا کام نہیں کرسکتیں لیکن اس کے باوجود وہ ان جماعتوں سے چمٹے رہنے پر مجبور ہیں۔ جس کی وجوہات بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔

تمام مجاہدین کو میری طرف سے دعوت

ایسے تمام مجاہدوں کو میری طرف سے دعوت ہے کہ چھوڑ دو ان مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو یہ جماعتیں کبھی بھی غلبہ دین حق کے خواب کو شرمندہ تعبیر نہیں کرسکتیں۔ آؤ اکٹھے ہو کر ہم دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کا آغاز کریں۔ اور اس سے پہلے کہ موت کا بلاوا آئے۔ ہمیں اس بات کا اطمینان

ہو کہ ہم حق پر ہیں حق کے لیے جی رہے ہیں۔ اور حق کے لیے ہی مرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حق کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنا اتنا عظیم کام ہے کہ خود حضورﷺ نے اللہ کی راہ میں جان دینے کی تمنا کی۔ بخاری، مسلم اور ترمذی میں ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ پھر لڑوں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر لڑوں اور قتل کیا جاؤں"۔

کیا کبھی حضورﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ صبح سے شام تک بیٹھا نماز پڑھتا رہوں یا تسبیح پڑھتا رہوں۔ نہیں بلکہ ان کاموں کیلئے ایک نظام الاوقات دے دیا اور جہاد کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ بلکہ جب ضرورت پڑے نکل جاؤ اور جان ہتھیلی پر رکھ کر باطل سے ٹکرا جاؤ۔ خواہ تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

مومن کے راستے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی

میں جانتا ہوں کہ بہت سے ڈر اور خوف آپکے راستے کی رکاوٹ بن جائینگے۔ لیکن یاد رکھو۔ مومن کے راستے میں کوئی دیوار نہیں ہوتی۔ اس کے راستے میں آنے والے پہاڑ رائی بن جاتے ہیں۔ اس کے راستے میں آنے والے سمندر خشک، ہو جاتے ہیں۔ اس کے راستے میں آنے والی ہر دیوار پاش پاش ہو جاتی ہے۔

اسلئے کہ اس کا مقصد حیات اقتدار کا حصول نہیں ہوتا۔ وہ جاہ و منصب کا خواہشمند نہیں ہوتا۔ اسے مال وزر کا لالچ نہیں ہوتا۔ وہ تو فقط اپنے رب کی رضا کے لیے لڑ رہا ہوتا ہے۔ لہذا وہ بھر پور ایمانی قوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اور باطل کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ خواہ وہ باطل کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ کیونکہ باطل ہمیشہ بزدل ہوتا ہے۔ موت سے ڈرتا ہے۔ دنیا سے محبت کرتا ہے۔ چونکہ وہ مرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ لہذا بھاگ جاتا ہے۔ کہ کہیں موت نہ آ جائے۔ باطل اسلحہ سے لیس ہو کر بھی بزدل ہے۔ اور مومن خالی ہاتھ بھی بہادر۔ کیونکہ باطل کو اپنی مادی طاقت کے باوجود موت

سے ڈر لگتا ہے۔ اور مومن اللہ کی مدد و نصرت کے بھروسے پر لڑتا ہے۔

بقول اقبالؒ

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

آج کے دور میں انقلاب کا صحیح طریقہ

نبی کریمؐ جو مقصد حیات لے کر آئے اسے نافذ کرنے کے لیے انتھک جدوجہد فرمائی۔ مشقتیں اور صعوبتیں برداشت کیں۔ تکالیف اٹھائیں لیکن آخری دم تک اسی مقصد حیات کے لیے جدوجہد فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ یہ ذمہ داری اپنی امت پر ڈال کر دنیا سے پردہ فرمایا۔ اب امت کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ حضورؐ کی سونپی ہوئی ذمہ داری سے ہر حال میں عہدہ برآ ہوتی رہے۔ چونکہ حضورؐ جو انقلاب برپا کر گئے تھے۔ آپؐ کے صحابہؓ نے اسے توسیع دی اور تقریباً ایک ہزار سال تک امت محمدیہ کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہراتا رہا۔ اس کے بعد جو مسلمانوں کا زوال شروع ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے مسلمان یہود و نصاریٰ کی غلامی میں چلے گئے۔ اور وہ دن ہے اور آج کا دن امت مسلمہ عروج کی طرف سفر کرنے کا خیال ہی دل سے نکال بیٹھی۔ آج امت مسلمہ اگر زوال و انحطاط کا شکار ہے تو فقط اس لئے کہ جس طریقے سے حضورؐ نے انقلاب برپا کیا تھا۔ وہ طریقہ امت بھلا چکی ہے۔ بلکہ امت مسلمہ کے آج کے اکابرین حضورؐ کے طریقہ انقلاب کو آج کے دور کے لیے معاذ اللہ موزوں ہی خیال نہیں کرتے۔ اور الٹی سیدھی تاویلیں گھڑ کر حضورؐ کے طریقہ انقلاب سے منہ موڑ چکے ہیں۔ اور نت نئے طریقے ایجاد کر لیے ہیں۔ جن کے تقاضے کوئی صحیح معنوں میں مومن اور مسلمان پورے ہی نہیں کر سکتا۔ بھلا ایسے طریقے سے انقلاب کیسے آئیگا۔ اور دوسری بات کہ ہر لیڈر اور قائد کی خواہش یہ ہے کہ ملکی فضا اس کے لیے سازگار ہو جائے اور وہ مسند اقتدار پر جا بیٹھے۔ بغیر کسی تصادم کے۔ حالانکہ ایسا ممکن نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ میدان عمل میں اتر و فضا

خود بخود ساز گار ہوتی چلی جائے گی۔ جہاں تک فضا کی ساز گاری کا تعلق ہے تو یہ ایک شیطانی حیلہ ہے اگر یہ جواز درست ہوتا تو شاید کوئی نبیؐ اپنے کام کا آغاز نہ کر سکتا۔ اور اسی انتظار میں بیٹھا رہتا کہ ابھی اسکے لیے فضا ساز گار نہیں۔

کہیں ہماری ایمانی غیرت مر تو نہیں گئی

دوستو! مقام فکر ہے۔ ایک سو پچیس کروڑ سے زائد مسلمان آبادی آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور یہود و نصاریٰ کی غلام ہو چکی ہے۔ کیوں؟ کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، فلسطین اور دیگر ممالک میں مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ کیوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہوں۔ کہیں ہماری ایمانی غیرت و حمیت مر تو نہیں گئی۔ اور خدانخواستہ کہیں ہم اپنے ایمان سے ہی ہاتھ تو نہیں دھو بیٹھے۔ نہیں ہر گز نہیں۔ بلکہ ہمیں غلط راستے پر ڈال دیا گیا ہے۔ ہماری راہنمائی جن کے ذمے تھی انہوں نے اپنا حق ادا نہیں کیا۔ انہوں نے ہمارے لیے جو راستہ متعین کیا ہم اسی پر چل پڑے۔ یہ نہ سوچا کہ یہ راستہ منزل کو جاتا بھی ہے یا نہیں۔

مسلمانو! وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا

مسلمانو! اب بھی وقت ہے اپنے راستے کو پہچانو۔ اپنی منزل کی طرف چلو۔ ورنہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ تم دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔ اور لوگ آئیں گے۔ وہ اپنا راستہ پہچانیں گے۔ لیکن تم جس جرم کے مرتکب ہو رہے ہو اس کی سزا سے نہیں بچ سکو گے۔ تھوڑی سی دیر کے لیے سوچو کہ اگر حضور ﷺ اس دنیا میں موجود ہوتے تو وہ کیا کرتے۔ کیا وہ الیکشن لڑتے۔ بتاؤ وہ کیسے حق کو غالب کرتے۔ غور کرو جب حق غالب نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کیا کرتے ہیں۔ وہی کام ہم نے کرنا ہے۔ اس کی ذمہ داری ہم پر ڈال دی گئی ہے۔ ہم نے ہر حال میں یہ کام کرنا ہے ورنہ ہم مسلمان اور مومن اور حضور ﷺ کے امتی کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔

حضور ﷺ نے بحیثیت انسان، غلبہ دین حق کا کارنامہ انجام دیا

حضور ﷺ نے تنہا اتنے بڑے کام کا بیڑا اٹھایا اور کن حالات میں اٹھایا۔ اور کتنی تکالیف اور مصائب برداشت کئے اور کتنی قربانیاں دے کر اس کام کو منطقی انجام تک پہنچایا۔ تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی غلط فہمی کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ حضور ﷺ اللہ کے نبیؐ تھے اس لئے انہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ اور شاید اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی خصوصی امداد فرمائی تھی۔ اس لیے وہ کامیاب ہو گئے۔ میرے نکتہء نظر سے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اوّل تو یہ کہ اگر یہ کام صرف اس وجہ سے پایہ تکمیل تک پہنچا کہ حضور ﷺ اللہ کے نبی تھے اور اللہ نے ان کی خاطر اپنے اختیارات استعمال لاتے ہوئے کافروں کو مغلوب اور حضور ﷺ کو اور آپ کی جماعت کو غالب کر دیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ کام کسی عام شخص حتیٰ کہ امت مسلمہ کے کسی اور فرد سے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر نہیں ہو سکتا تو سب سے پہلے تو یہ کہ ہمیں کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیوں نہ فرمایا کہ مسلمانو تم ہرگز ہرگز اس کام میں ہاتھ مت ڈالنا یہ تو ایک خصوصی مہم تھی جو ہم نے اللہ کی طاقت سے سر کی ہے ورنہ یہ کسی انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔ اور تیسرا یہ کہ علمائے کرام اور مفتی صاحبان اور مشائخ عظام مل بیٹھ کر ایک فتویٰ جاری کریں کہ مسلمانو! غلبہ دین حق کا کام چھوڑ دو یہ تم سے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے لیے نبوت شرط ہے۔ اور ساتھ ساتھ اللہ پاک کی براہ راست شمولیت بھی شرط ہے۔ ورنہ عام انسانوں سے یہ کام ہونے والا نہیں۔

نہیں بھائیو نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے یہ کام بحیثیت انسان انجام دیا ہے۔ اور انسان کو جو جو مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ وہ ہر ہر لحاظ سے حضور ﷺ کو پیش آئیں۔ ورنہ اس میں کون سی کمال کی بات رہ جاتی ہے۔ حالانکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے تمام کمالات میں سے سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ آپؐ نے حق کو غالب کر دیا۔ انسانی اور زمینی وسائل کو بروئے کار لاتے

ہوئے ورنہ تو کوئی شخص یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ جیسے اللہ نے حضورﷺ کی مدد کی اگر ایسی مدد میری بھی کریں تو میں بھی حق کو غالب کر سکتا ہوں۔نہیں دوستو ایسا نہیں ہے۔اللہ ہمارے کاموں میں مداخلت نہیں کرتا ہے۔اللہ نے اگر ہمیں طاقت دے رکھی ہے تو اوروں کو بھی دے رکھی ہے۔اللہ نے اگر حضورﷺ کو طاقت دی تھی تو کفار اور مشرکین سے چھینی نہیں تھی۔

کوئی تو ہو جو حق بات کہے

میں جانتا ہوں حق بات کہنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔لیکن کوئی تو ہو جو حق بات کہے۔کسی کو تو یہ فریضہ ادا کرنا ہوگا۔ڈنکے کی چوٹ پر حق کو حق اور باطل کو باطل کہنا ہوگا۔آج نہ کوئی سچی بات کہنے کو تیار ہے اور نہ ہی سننے کیلئے تیار ہے۔سوائے ان لوگوں کے جن کے اندر دین کا درد، حق کی تڑپ اور سچائی کی روشنی موجود ہے۔اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔کہ آج شاید لاکھوں میں اکا ڈکا مومن نظر آ جائیں گے اس سے زیادہ نہیں۔ہم نے کروڑوں اربوں مسلمانوں کا اچار ڈالنا ہے اگر وہ صحیح معنوں میں مومن نہیں بن سکتے۔صحیح معنوں میں چند لاکھ مومن پوری دنیا پر غالب آ سکتے ہیں۔حضورﷺ کے زمانے میں اور بعد میں صحابہؓ کے دور میں مسلمان کیوں آدھی سے زائد دنیا پر چھا گئے صرف اور صرف اس لئے کہ ان میں سے کم از کم نوے فیصد لوگ مکمل مومن ہوتے تھے اور آج کی دنیا میں 99% سے زائد لوگ مسلمان ہونے کے دعویدار مومن نہیں۔ایک فیصد سے کم لوگ صحیح معنوں میں مومن ہیں۔بلکہ اس سے بھی کم کہیں کم۔بتاؤ ان حالات میں مسلمان دھکے نہ کھائیں تو کیا کریں۔در در کی ٹھوکریں نہ کھائیں تو کیا کریں۔آج ضرورت ہے اس بات کی کہ مسلمان مومن بن جائیں۔اور حق کے غلبے کی جدوجہد کریں۔انشاءاللہ ایک مرتبہ پھر تمام دنیا امت مسلمہ کے پاؤں کی ٹھوکر میں ہوگی۔

غیر مسلموں کی ترقی کا راز

غیر مسلموں کی ترقی کا راز اس بات میں پنہاں ہے کہ جب انہیں کسی معرکے میں شکست

ہوتی ہے یا کسی مہم سے ناکام لوٹتے ہیں تو سب سے پہلے اس ناکامی اور شکست کے اسباب تلاش کرتے ہیں۔ اس کے بعد فوراً ان اسباب کو دور کرنے کیلئے لائحہ عمل مرتب کرتے ہیں۔ اور پھر وہ اسباب جو ان کی ناکامی کا سبب بنے تھے انہیں ختم کر کے کامیابی کی طرف بڑھتے ہیں۔ اور کامیاب ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کی حالت زار

امت مسلمہ کو آج تک اس بات کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ہمارا ماضی کتنا شاندار تھا۔ ہمارے اسلاف نے تاریخ میں کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ حضور ﷺ نے تنہا اللہ کے دین کو غالب کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس ماحول میں جہاں اللہ کی واحدانیت کا اقرار کرنے والا کوئی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے اللہ کی واحدانیت کا پیغام دیا۔ مصائب برداشت کیے۔ تکالیف اٹھائیں۔ دن رات کا سکھ چین قربان کیا۔ صحابہ کرامؓ نے اذیتیں جھیلیں۔ گالیاں سنیں۔ طعنے سنے، ماریں کھائیں۔ کونسا ظلم تھا جو ان پر نہیں ڈھایا گیا۔ کونسا ستم تھا جو ان پر روا نہیں رکھا گیا۔ آخر کیا وجہ تھی کہ اس کے باوجود صرف نصف صدی کے اندر مسلمان دنیا کے شرق وغرب میں پھیل گئے۔ اور پھر جب امت مسلمہ کا زوال شروع ہوا تو اس کی کیا وجوہات تھیں۔ اگر ان وجوہات پر آج غور کیا جائے اور اس کی روشنی میں ان کی اصلاح کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ آج پھر وہی دور نہ پلٹ آئے۔ جو امت مسلمہ کا مثالی دور تھا۔ جو امت کے عروج کا دور تھا۔ جب سپر پاور ہیبت اسلام سے لرزہ براندام تھیں۔ جب قیصرو کسریٰ کا تخت مسلمان سپاہ سالاروں کی ٹھوکر میں تھا۔

مسلمانوں کو دین کی پرواہ ہی نہیں

افسوس کہ آج مسلمان ہونے کا دعویدار مسلمان نہیں رہا۔ اسے اس بات کی فکر ہی نہیں کہ اس کا دین پامال ہو رہا ہے۔ اس کا دین غالب کیوں نہیں ہے۔ اس کا دین کیسے غالب ہوگا۔ جن کو کچھ فکر ہے انہوں نے وہ راستہ چھوڑ دیا ہے جس پر چل کر حضور ﷺ اور صحابہؓ نے دین کو غالب کیا

تھا۔ آج ہم دین کو غالب تو کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ کسی قسم کی قربانی بھی نہ دینی پڑے۔ بھلا اسی طرح حضور ﷺ نے اور صحابہ ؓ نے دین کو غالب کیا تھا۔ ٹھنڈے دل سے غور کرو اور جواب دو اگر آج حضور ﷺ یہاں موجود ہوتے تو کیا کرتے۔ بتاؤ کیسے دین کو غالب کرتے۔ بس یہی لمحہ فکریہ ہے جو آج امت کی سمجھ میں نہیں آ رہا اور یہی نکتہ ہم سمجھانا چاہتے ہیں۔ کہ آگے بڑھو۔ اور غلبہ دین کو اپنا مقصد زندگی بنا کر باطل سے ٹکرا جانے کا مصمم ارادہ کرلو۔ فتح یقیناً تمہاری ہوگی۔ کیونکہ حق اور باطل کے معرکے میں ہمیشہ حق ہی سرخرو ہوا کرتا ہے۔ باطل کی بنیادیں بڑی کمزور ہوتی ہیں۔ لیکن اس وقت تک باطل کی بنیادیں مضبوط نظر آئیں گی۔ جب تک انہیں کوئی ہلانے والا ہلائے گا نہیں۔ انہیں ہلانے کی دیر ہے باطل کی عمارت دھڑام سے نیچے گر جائے گی۔ اور حق غالب آ جائے گا۔ انشاء اللہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

نماز، روزہ اور دیگر عبادات اپنی جگہ درست اور حق ہیں لیکن حق فقط یہی نہیں ہے بلکہ جب تک آدمی اللہ کے عطا کردہ نظام حیات کو نافذ کرنے کیلئے دل و جان سے کوشش نہیں کرتا، حق کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اس کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور وہی شخص مومن ہے اور مومن کہلانے کا حق دار ہے جو فقط اسی بات کو پسند کرتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے۔ اور اس بات کو ناپسند کرتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ناپسند ہیں۔ مومن تو کہتے ہی اللہ کے فرمان بردار بندے کو ہیں۔ جو ہر حال میں اللہ کے فرمان کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ اسی کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی جدوجہد کرتا ہے۔ خواہ اس کیلئے اپنی قیمتی سے قیمتی متاع ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑے۔ بیوی، بچے، مال اور جان ہر چیز اللہ کی راہ میں لٹانے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ کیونکہ مومن کی جان اور مال اللہ نے جنت کے بدلے خرید لئے ہیں۔ اب کسی مومن کو یہ اختیار نہیں کہ مال اور جان پر اپنا حق جتائے اور اسے اللہ کے راستے میں قربان کرنے سے گریز کرے۔

کیونکہ اس مال و جان کے بدلے میں وہ اللہ سے جنت خرید چکا ہے۔اب جنت مومن کی ہے اور مومن کی جان اور مال اللہ کا ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔کہ کسی کو کیسے پتہ چلے کہ وہ مومن ہے بھی یا نہیں۔تو جواباً عرض ہے کہ یوں تو مومن کی اللہ پاک نے بے شمار نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔جن کا بیان اپنی جگہ پر آئے گا۔لیکن اس نکتے کی رو سے یہاں مومن کی پہچان یہ ہوگی۔کہ جو شخص اپنا مال اور اپنی جان اللہ کی راہ میں لٹانے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے وہ مومن ہے اور جو شخص مال اور جان لٹانے سے نہ صرف ڈرتا ہے بلکہ مال اور جان قربان کرنے کو بیوقوفی سمجھتا ہے تو ایسا شخص اگر کافر نہیں تو پرلے درجے کا منافق ضرور ہے۔اور منافق کافر سے بھی بدتر ہے کیونکہ کافر کھلے عام دین سے دشمنی کرتا ہے۔اور منافق مسلمان کا لبادہ اوڑھ کر دین کی جڑیں کاٹتا ہے اور مسلمان اور مومن کہلا کر اپنے عمل سے لوگوں کو دین سے دور رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔مزید تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔(انشاءاللہ)

کلمے کا ایک اور مفہوم

کوئی شخص جب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ لیتا ہے تو گویا اس بات کا عہد کرتا ہے کہ اب وہ ساری زندگی اللہ کے قانون کے مطابق بسر کریگا۔اس کا جینا مرنا اللہ کے دین کے مطابق ہو گا۔حضور ﷺ کی سنت کو اپنائیگا۔صرف اللہ کا حکم مانے گا۔اسی کو خالق مانے گا۔کسی کو اس کا شریک نہیں بنائے گا۔اور اللہ کے دین کو غالب کرنے کیلئے تن من دھن کی بازی لگا دے گا۔اگر ایسا نہیں کرے گا۔تو بقول اقبال

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہٰ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

صرف زبان سے کہہ دینا کہ میں اللہ کو مانتا ہوں رسول کی رسالت کو مانتا ہوں۔کوئی معنی نہیں رکھتا۔جب تک اپنی زندگی کو حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر نہ چلایا جائے۔جب تک انسان مکمل طور پر اسلامی سانچے میں ڈھل نہ جائے مومن اور مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں۔کیونکہ

دعویٰ دلیل مانگتا ہے۔ اور اگر دلیل نہ ہو تو دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو دلیل دو کیا تمہاری زندگی اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کے مطابق گزر رہی ہے؟ کیا تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کو اپنے اوپر لاگو کر رکھا ہے۔ کیا تم نفس کے پجاری نہیں بنے ہوئے؟ کیا تمہارا دل ایک بتکدے کا نقشہ پیش نہیں کر رہا؟ کیا تمہیں اپنی بیوی، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے بہن بھائی، اپنی جان اور اپنا مال اللہ اور اس کے رسولؐ سے زیادہ پیاری نہیں ہیں؟ کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دین کو غالب کرنے کیلئے کیا کیا مشکلات اور تکلیفیں نہیں اٹھائیں۔ کون کونسی مصیبت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جھیلی۔ کیا تم نے کبھی سوچا کہ تم پر بحیثیت مسلمان کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ کیا تمہیں آخرت کی کوئی فکر ہے؟ کیا دولت اکٹھی کرنے کے علاوہ بھی تمہیں کسی بات کی کوئی فکر ہے۔ اپنے گریبان میں جھانکو اور جواب دو اگر یہ چیزیں تمہارے اندر نہیں ہیں۔ اور ایسا نہیں ہے جیسا میں نے بیان کیا ہے پھر تو تم مومن کہلانے کے حق دار ہو اور اگر یہ تمام خوبیاں (بیماریاں) تمہارے اندر موجود ہیں تو تم ایک ایسے مرض میں مبتلا ہو چکے ہو جو ایمان کو اس طرح چاٹ جاتا ہے جیسے دیمک کو لکڑی۔ اور وہ مرض ہے نفاق کا منافقت کا تم منافق ہو چکے ہو۔ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ کیونکہ فقط یہی ایک ذریعہ ہے اس مرض سے نجات کا۔ واپس پلٹ آؤ دین کی طرف۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اپنالو۔ دین کی سربلندی اور غلبے کیلئے جدوجہد کرو۔ اللہ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔ کیونکہ اسے توبہ کرنے والے لوگ بہت پسند ہیں۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے پسندیدہ کام کونسے ہیں۔ اور ناپسندیدہ کونسے۔ پسندیدہ کاموں کو اپناتے جاؤ اور ناپسندیدہ کاموں سے بچتے جاؤ۔ یہی راہ حق ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے یہی اللہ کا دین ہے۔ یہی حضورؐ کی سنت ہے۔ باقی سب جھوٹ، فریب۔ جس نے اللہ کے دین کو اپنا لیا اس نے سب کچھ پالیا۔ اور جس نے دین کو چھوڑ دیا۔ اس کو سب نے چھوڑ دیا۔ نہ وہ کسی کا نہ اس کا کوئی۔ نہ وہ حضورؐ کا نہ حضورؐ اس کے۔ نہ وہ اللہ کا نہ اللہ اس کا۔ اسکے لئے جنت کے

سب دروازے بند اور جہنم کے سب در کھلے۔ اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔ ابھی وقت ہے اپنی مرضی چھوڑ دے۔ نفس کا پجاری نہ بن۔ اللہ اور اس کے رسول کا کہا مان لے۔ اسی میں تیری فلاح ہے اسی میں تیری نجات ہے۔ اسی میں تیری بہتری اور بھلائی اور کامیابی ہے۔ ورنہ تیرا خسارہ ہی خسارہ۔ اور انسان تو ہیں ہی سارے کے سارے خسارے میں سوائے ان لوگوں کے جو اللہ اور اسکے رسولؐ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ حق کیلئے لڑتے ہیں مرتے ہیں۔ لیکن باطل سے کسی قیمت پر سمجھوتہ نہیں کرتے۔

مسلمانوں کی بے عملی کا بنیادی سبب

آج امت مسلمہ کے اندر بے عملی کی وجوہات تلاش کی جا رہی ہیں۔ مختلف لوگوں نے مختلف آراء قائم کیں۔ اور اسی روشنی میں لوگوں کو عمل پر آمادہ کرنے کی کوششوں کا آغاز کیا۔ تا حال وہ نتائج سامنے نہیں آسکے جو آنے چاہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اعمال کیلئے جس فضا کی موجودگی ضروری ہے جس ماحول کا ہونا ضروری ہے۔ وہ صرف اور صرف اسلامی حکومت ہی فراہم کر سکتی ہے۔ لہذا سب سے مقدم جو چیز ٹھہری وہ ہے اسلامی حکومت کا قیام۔ آج جتنی توجہ لوگوں کو با عمل (نمازی، پرہیز گار) بنانے پر دی جا رہی ہے۔ اور جتنا سرمایہ اور جتنی توانائیاں اس کام پر صرف ہو رہی ہیں یہی سرمایہ یہ توانائیاں اور ایسی ہی توجہ اگر غلبہ دین حق کیلئے دی جاتی تو اللہ کا دین غالب ہو چکا ہوتا۔ اور جن کاموں پر محنت کی جا رہی ہے۔ یہ کام بھی اس سے کہیں تیز رفتاری کے ساتھ انجام پا رہے ہوتے۔ آج بھی اگر غلبہ دین حق کی بحالی کو ہر کام پر ترجیح دی جائے اور سب سے پہلے اسلامی ریاست قائم کی جائے تو میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ جتنے لوگ آج آپکو نماز جمعہ کے وقت مسجدوں میں نظر آتے ہیں۔ اتنے لوگ کم وبیش ہر نماز پر نظر آئیں گے۔ الغرض جو جو کام آج انفرادی سطح پر مختلف تنظیمیں کر رہی ہیں۔ اسلامی نظام حکومت میں خود بخود انجام پاتے جائیں گے۔ ان کی تفصیل تو اپنے مقام پر آئے گی لیکن اس کی بنیادی وجہ آپکو بتاتا چلوں اس کیوجہ یہ ہے کہ تمام اچھے

کام اسلامی نظام کی برکات سے ہوں گے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کسی بھی جماعت سے تعلق رکھتا ہو۔ اسے چاہیے کہ غلبہ دین حق کیلئے اٹھ کھڑا ہو۔ دن رات اسی جدوجہد میں صرف کرے۔ نہ بھوک کی پرواہ کرے نہ پیاس کی۔ نہ نفع کا خیال کرے نہ نقصان کا۔ انشاءاللہ منزل چند قدم کے فاصلے پر کھڑی ہے۔ شرط ہے مومن ہونا۔ اگر ہم مومن ہیں تو یہ کام ناممکن الحصول قطعاً نہیں۔ اور اگر منافقت نے ہمارے دلوں میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں تو یہ کام ساری زندگی ہم سے ہونے والا نہیں ہے۔ پھر ہماری آنیوالی نسلوں میں شاید ایسے لوگ ہوں جو اس کام کو کرسکیں۔

ہم ایک اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں

ہم یہ نکتہ نظر اور یہ مقصد لیکر اور یہ عزم لے کر میدان میں اترے ہیں کہ ہم اس کام کو ہر صورت میں کریں گے۔ اور اپنی اسی مختصر سی زندگی میں کریں گے۔ ورنہ کم از کم زندگی اسی مقصد پر قربان کر دیں گے۔ جن جن مومنین حضرات کو ہماری بات سمجھ میں آتی جائے گی وہ ہمارے قافلے میں شامل ہوتے جائیں گے۔ اور انشاءاللہ یہ قافلہ ایک دن اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔ کیونکہ انسان صحیح راستے کا تعین کر کے چل پڑے تو منزل پر ضرور پہنچ جاتا ہے۔ بشرطیکہ جذبے صادق ہوں۔ ایمان مضبوط ہو۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کے ساتھ بڑا ظلم ہو رہا ہے

ہر شخص اپنے نظریات کو پھیلانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ خواہ وہ نظریہ مبنی برحق ہے یا باطل۔ ایک گانا گانے والا اپنے فن کو عام کرنے میں مصروف ہے۔ ایک فلمی ایکٹر اپنے فن کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہے۔ کوئی مسخرہ ہے تو اپنے فن کو پھیلا رہا ہے۔ اسی طرح ہندو اپنے نظریات کو عام کرنے کے چکر میں ہیں۔ سکھ، عیسائی اور یہودی اپنے مذہب کو پھیلا رہے ہیں۔ سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور دیگر فرقے اپنے نظریات اور عقائد پھیلا رہے ہیں۔ اگر ظلم ہو رہا ہے تو حق پر ہو رہا ہے۔ اسلام پر ہو رہا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین پر ہو رہا ہے۔ کسی کو اسکی فکر نہیں

کہ اللہ اور اسکا رسول کیا فرما رہے ہیں۔ قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ بہت تھوڑے لوگ اس طرف توجہ دے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپکو سنی، شیعہ، دیو بندی، بریلوی اور اہلحدیث وغیرہ تو ہر طرف نظر آئیں گے۔ مسلمان کم کم نظر آئیں گے۔ ہزاروں لاکھوں میں اکا دُکا مسلمان ملیں گے۔ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ لہذا مسلمان اور مومن تو وہی ہے جو اپنے دعوے میں سچے ہیں۔۔

ہم اپنے نظریات کا غلبہ چاہتے ہیں

ہر شخص اور ہر طبقہ اپنے اپنے نظریات کو عام کرنے کی جدو جہد میں مصروف ہے۔ ہم اپنے نظریات کو عام کرنے کا تہیہ کر کے میدان عمل میں اترے ہیں۔ اور اس نیت کیساتھ کہ نہ صرف ہمارے نظریات عام ہوں بلکہ ہمارے نظریات غالب ہوں۔ تمام اقوام عالم پر اور ہمارے نظریات حکومت قائم کریں تمام روئے زمین پر۔ ہم ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں کی پیروی نہ کریں۔ بلکہ وہ ہمارے نظریات کی پیروی کریں۔ یہ بات کہنے کی حد تک آسان ہے۔ لیکن اسے عملی جامہ پہنانا انتہائی دشوار ہے۔ اسی لئے اس میدان کارزار میں کوئی اترنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ اس کیلئے ہمیں واپس پلٹنا ہوگا۔ نبی کریمؐ کی حیات طیبہ کی طرف، صحابہؓ کی زندگیوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ تب جا کر پتہ چلے گا۔ کہ یہ کام کتنا مشکل ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلے گا کہ نبی کریمؐ کے تربیت یافتہ صحابہؓ پچاس سال کے عرصے میں دنیا کے کم و بیش دو تہائی حصے پر کیسے غالب آ گئے۔ ان کے نظریات کیا تھے۔ وہی نظریات ہمارے ہوں گے۔ تو ہماری کامیابی کا امکان ہے۔ ورنہ ذلت و رسوائی ہمارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے۔ ان نظریات کی تلاش کیلئے ہمیں قرآن و سنت اور سنت صحابہؓ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ تفصیل اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ لیکن مختصراً یہ کہ تمام روئے زمین امت مسلمہ کیلئے مسجد قرار دی گئی ہے۔ اب مسجد پر غیر مسلموں کا قبضہ بڑی عجیب سی بات ہے۔ ایک غیرت مند مسلمان اور مرد مومن کیلئے اس سے بڑھ کر غیرت کی اور کونسی بات ہوگی۔ کہ اس کی مسجد پر ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں اور دیگر کافروں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ اب مسلمانوں کو اس مسجد کو غیروں کے قبضہ سے آزاد

کرانے کی فکر کرنی چاہیے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کیلئے بڑی محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے کچھ لوگ میری اس بات سے اتفاق نہ کریں۔ مجھے اس کی ذرا پرواہ نہیں کیونکہ میں تو ان لوگوں کو دعوت دے رہا ہوں۔ جو مجھ سے اتفاق کرتے ہیں۔ جو اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہاں تمام روئے زمین پر صرف اور صرف اللہ کا نظام ہو اور کسی شخص کو کسی نظام کو حکومت کرنے کا حق نہیں۔ حکومت صرف اللہ کا حق ہے۔ باقی تمام مخلوق، تمام انسان اللہ کے احکامات کی پابندی کرنے کیلئے ہیں۔ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، تندرست ہو یا اپاہج، افسر ہو یا ماتحت الغرض بادشاہ ہو یا فقیر ہر ایک پر اللہ کا قانون ایک طرح سے لاگو ہوگا۔ کسی کیلئے کسی قسم کی رعایت نہیں ہوگی۔

اقوام متحدہ، نیو ورلڈ آرڈر۔ امت مسلمہ کو کچلنے کے دو آلات

یہی نظریہ دنیا کے اندر امن قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ امن کی کوئی صورت نہیں۔ نہ اقوام متحدہ امن قائم کرسکتی ہے۔ نہ نیو ورلڈ آرڈر سے امن قائم ہوسکتا ہے۔ نہ ایٹم بم بنانے سے امن کی راہ نکل سکتی ہے۔ اور خصوصاً امت مسلمہ کیلئے نہ تو اقوام متحدہ سودمند ہے نہ نیو ورلڈ آرڈر۔ یہ تو امت مسلمہ کو کچلنے کے دو آلات ہیں۔ ان سے کسی قسم کی توقع اور امن کی امید عبث ہے۔ یہ مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں۔ یہود و ہنود اور عیسائی ہمارے بدترین دشمن ہیں۔ اور ہمارے حکمران ان سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ انہیں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی بات پر یقین نہیں ہے اور جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی بات پر یقین نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ وہ تو پرلے درجے کا منافق اور کافر ہوتا ہے۔

چوں می گویم مسلمانم بلرزم۔ کہ دانم مشکلات لا الہ را

لا الہ الا اللہ۔ یہ وہ کلمہ ہے جس کی دعوت تمام انبیاء نے اپنے اپنے وقتوں میں دی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کلمے کی کونسی خصوصیات ہیں۔ اور اس کلمے کی ایسی کیا اہمیت ہے کہ اللہ جل جلالہ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے جو انسانیت کو اسی کلمے کی طرف بلاتے رہے۔ اور انسان

نے ان پیغمبروں کو صرف اور صرف اس لا الہ الا اللہ کی دعوت کی وجہ سے وہ وہ تکلیفیں دیں کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ کسی نبی کو ان کی قوم جھوٹا کہتی، کوئی انہیں دیوانہ کہتی، کوئی مارتا پیٹتا، طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دی جاتیں۔ کئی نے اپنے دور کے انبیاء کو قتل کر دیا۔ بلکہ بنی اسرائیل نے تو اپنے دور کے بے شمار انبیاء کو قتل کیا۔ غور طلب بات ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔ ایسی کیا بات تھی کہ انبیاء اس لا الہ الا اللہ کی دعوت سے باز نہیں آتے تھے۔ اور ان کی قومیں اس دعوت کو قبول نہیں کرتی تھیں۔ نیز اس دعوت کو قبول کرنا اور کروانا کیوں ضروری تھا۔ اس طرح کے کئی اور سوال پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا تسلی بخش جواب آج بھی لوگوں کو دینا ضروری ہے تاکہ ہر شخص کی سمجھ میں یہ بات آسکے کہ اس کلمہ کا قبول کرنا کتنا ضروری ہے۔

لا الہ الا اللہ کی دعوت کا مقصد فقط یہ نہیں تھا کہ بس زبان سے اقرار کرلو۔ بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ نہ صرف اس کلمے کا زبان سے اقرار کرو بلکہ دل و جان سے اس کو تسلیم بھی کرو۔ اور اپنے عمل سے اس کی تصدیق بھی کرو۔ ورنہ بات اگر زبانی اقرار کی ہوتی تو سب لوگ اس کلمے کا اقرار کر لیتے۔ ان الفاظ میں نہ سہی اپنے الفاظ میں سہی۔ لیکن چونکہ س کے قبول کرنے کے تقاضے انسان کی پوری عملی زندگی سے متعلق تھے۔ اس لئے انسان اسے قبول کرنے سے کتراتا رہا۔

ضمناً ایک گذارش

ضمناً عرض کرتا چلوں کہ جو کچھ لکھ رہا ہوں اسے حق سمجھتا ہوں اس لئے لکھ رہا ہوں۔ اور حق کو چھپانا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ کسی فرقے کی ترجمانی نہیں کروں گا۔ کیوں کہ میں دین کے اندر کے فرقوں کا قائل نہیں اور دین کے اندر فرقہ بازی اور پارٹی بازی کو شرک سمجھتا ہوں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جو کچھ حق سمجھوں گا سپرد قلم کروں گا۔ اس ڈر اور خوف سے بے نیاز ہو کر لکھوں گا کہ کوئی برا منائے گا۔ یا کوئی مجھے گالیاں دیگا یا مجھے سزا ملے گی، یا جیل جانا پڑے گا۔ یا پھانسی چڑھنا پڑے گا۔ یا کچھ لوگ فتوے لگائیں گے۔ میں صرف اور صرف اللہ کی ذات سے ڈرتا ہوں مجھے اور کسی چیز کا خوف

نہیں۔اہل حق کے ساتھ ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے۔قرآن مجید اہل حق کی ان مصیبتوں اور مشکلات کے بیان سے بھرا پڑا ہے۔ جو انہوں نے اس کلمے کے بدلے میں اور حق بات کہنے کے جرم میں برداشت کیں۔ میں انہی مبارک ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔اور ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔جیل جانے کیلئے تیار ہوں۔ پھانسی چڑھنے کیلئے تیار ہوں۔گالیاں سننے کو تیار ہوں۔فتوے سننے کو تیار ہوں۔لیکن کہوں گا وہی جسے حق سمجھتا ہوں کیوں کہ لا الہ الا اللہ!

لا الہ الا اللہ کا ایک اور مفہوم

عام طور پر لا الہ الا اللہ! کے معنی کیے جاتے ہیں "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے" یعنی اللہ کے سوا کوئی ایسی ذات نہیں جس کی عبادت کیجائے۔اور عبادت کے معنی عام طور پر لیے جاتے ہیں کسی کی پوجا کرنے اور کسی کو سجدہ کرنے وغیرہ کے، جیسا کہ ہندو بت کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ اور مسلمان مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں۔اور اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ بتانا یہ چاہتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ کہنے سے صرف ایسی عبادت مطلوب نہیں بلکہ لا الہ الا اللہ آپ کی زندگی کے ہر ہر شعبے کیلئے ایک معنی رکھتا ہے۔آپ کوئی بھی کام اس کلمے کو نظر انداز کر کے نہیں کر سکتے۔اگر کرتے ہیں تو شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔اور اس کلمے کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ کلمہ بنی نوع انسان کیلئے ہے۔ اسی کو اس کی دعوت دی جاتی رہی ہے۔اور دی جاتی رہے گی۔اور انسان ہی اس کلمے کو قبول کرنے والا ہے۔اور اس کا منکر اور باغی بھی۔

اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی غرض کیلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں" (سورۃ الذاریت۔آیت۔56)

یہ وہ آیت مقدسہ ہے جو بنی نوع انسان کی توجہ اس اہم نکتے کیجانب مبذول کراتی ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے۔

ہمارا دعویٰ

- ہم مسلمان ہیں۔
- ہمارا کسی فرقے سے کوئی تعلق نہیں۔
- ہم ایک اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔
- ہم ایک رسولؐ کے پیروکار ہیں۔
- ہمارا دین اسلام ہے۔
- ہمارا ایک امیر ہے۔
- ہماری دعوت، دعوت اسلام ہے۔

ہماری دعوت

فرقے چھوڑ کر اسلام پر آجاؤ اسی میں سب کی فلاح ہے۔ فرقے امت مسلمہ کو برباد کررہے ہیں۔ فرقوں نے اتحاد کو پارہ پارہ کردیا ہے۔ فرقوں میں اتحاد نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ فرقوں کو چھوڑ کر اسلام کو اپنا دین نہ بنایا جائے۔ فرقہ بندی کے خاتمے کا اس کے علاوہ کوئی حل نہیں کہ فرقوں کو چھوڑ کر اسلام کو بطور دین اپنایا جائے۔ اور اسلام میں ایک امیر کی موجودگی لازمی ہے۔ اور اسکی اطاعت بھی فرض ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اللہ نے بھی قرآن مجید میں فرمایا۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور امیر کی جو بھی تم میں سے ہو۔ لہٰذا جو شخص امیر کی اطاعت سے انکاری ہے وہ گویا رسولؐ کی اطاعت سے انکار کررہا ہے۔ اور جو رسولؐ کی اطاعت سے انکاری ہے وہ اللہ کی اطاعت سے انکار کررہا ہے۔ نتیجتاً امیر کی اطاعت نہ کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

جو شخص امیر کی اطاعت میں آجائے گا۔ وہ گویا دائرہ اسلام میں آجائے گا۔ اور جو شخص یہ

سمجھتا ہے کہ امیر کی اطاعت فرض نہیں ہے۔ میں اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ آئے اور ثابت کرے کہ امیر کی موجودگی اور اس کی اطاعت فرض نہیں ہے۔ تو میں اپنی دعوت چھوڑ دوں گا۔ اور اگر وہ ثابت نہ کر سکے تو اس پر لازم ہے کہ وہ امیر کی اطاعت کرے۔

جس شخص کا کوئی امیر نہیں اس کا دین اسلام نہیں۔ کیونکہ وہ تو اپنے نفس کا پجاری بنا ہوا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت تو امیر کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ لہذا جتنی جلدی ہو سکے بلکہ ابھی اور اسی وقت آپ کو امیر کی اطاعت شروع کر دینی چاہیے۔

امت مسلمہ کا ایک امیر یا امام ہونا ضروری ہے

چونکہ امت مسلمہ کافی عرصے سے بغیر امیر کے چل رہی ہے اسی لئے ذلیل وخوار ہو رہی ہے۔ دنیا اسے ایک امت قبول کرنے سے انکار کر رہی ہے۔ عالم کفر ایک ایک کر کے مسلمان ملکوں پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ اگر آج پوری امت مسلمہ کا ایک امیر ہوتا تو آپ کا کیا خیال ہے امریکہ کو جرات ہوتی کہ وہ افغانستان پر حملہ کرتا یا عراق پر حملہ کرتا یا اسرائیل کی ریاست وجود میں آتی۔ ہرگز نہیں۔ اگر مسلمانوں کا ایک امیر ہوتا تو کبھی بھی اسرائیل نہ بنتا اور کبھی بھی امریکہ اور برطانیہ افغانستان اور عراق پر حملہ نہ کرتے اسی طرح کشمیر بھی کب کا آزاد ہو چکا ہوتا۔ امت مسلمہ کے تمام دکھوں کا علاج وحدت ویگانگت میں ہے اور اس کا طریقہ فقط ایک ہے کہ مسلمانوں کا ایک ہی امیر ہو۔

ہماری دعوت سے متاثر ہونے والے تین طبقات

مجھے معلوم ہے کہ کچھ لوگوں کو میری بات پر آگ لگ گئی ہوگی۔ اور کچھ لوگوں کے دل میں سوالات اٹھ رہے ہوں گے اور اکثر لوگ میری بات سے متفق ہوں گے۔ جہاں تک پہلے طبقے کا تعلق ہے تو اس کی مجھے پرواہ نہیں اس کا کام ہی جلنا ہے۔ وہ دین کا دشمن طبقہ ہے اس کی دکانداری خطرے میں ہے۔ مسلمانوں کی وحدت اسے گوارا نہیں وہ تو چاہتا ہے کہ مسلمان اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے رہیں تا کہ اس کی دکان چلتی رہے۔ لہذا وہ مسلمانوں کو کبھی اکٹھا نہیں ہونے دیگا۔ مسلمانوں کو

چاہیے کہ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں۔ دوسرا طبقہ جس کے ذہن میں سوال اٹھ رہے ہوں گے تو اس کیلئے میری تجویز یہ ہے کہ جو سوال بھی آپکے ذہن میں اُٹھ رہا ہے۔ مجھے خط لکھ کر اس کا جواب منگوائیں یا خود تشریف لے آئیں۔ میں آپ کو ہر طرح سے مطمئن کر دوں گا۔ میں الحمدللہ حق پر ہوں اور مجھے اللہ نے اتنی توفیق دے رکھی ہے کہ حق کو حق ثابت کر سکوں۔ گو کہ حق کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن پھر بھی اگر کسی کو کچھ شکوک وشبہات ہوں تو ان کو رفع کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک تیسرے طبقے کا تعلق ہے یہ اکثریت اور عوام کا طبقہ ہے ان کو موٹی سی بات سمجھ آسکتی ہے۔ لیکن ان کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس طبقے کی گرفت میں ہیں جو مسلمان کو متحد نہیں دیکھنا چاہتا۔ لہٰذا اگر تو عوام ہمت اور جرات کا مظاہرہ کریں تو بات بن سکتی ہے ورنہ یہ دین دشمن طبقہ عوام کو کبھی حق کی طرف نہیں آنے دے گا۔

بہر کیف ہماری کوشش یہی ہے کہ ہر شخص تک دین کا پیغام پہنچایا جائے۔ تا کہ امت مسلمہ، پھر سے ایک امیر کی قیادت میں متحد ہو کر چلے اور اللہ کا دین تمام روئے زمین پر غالب آجائے اور باطل ادیان کا قلع قمع کر دیا جائے۔ ایک بات کان کھول کر سن لیں۔ امیر اس وقت مقرر ہوگا جب لوگوں کی ایک خاطر خواہ تعداد اس بات پر متفق ہو جائے گی کہ ہمارا ایک امیر ہونا چاہیے۔ اور امیر کیسے مقرر ہوگا یہ بھی واضح کرتا چلوں۔ اسلام کے اندر کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی عہدے کیلئے اپنے آپ کو پیش کرے یا یہ کہے کہ میں اس عہدے کا اہل ہوں۔ لوگوں کا حق ہے کہ وہ اپنا امیر چنیں اور وہ بھی ہر قسم کے تعصب سے بالا ہو کر۔ بہر کیف اس کا حل ہمارے پاس ہے۔ جب وقت آئیگا تو یہ مسئلہ انشاءاللہ بخیر وخوبی طے پا جائیگا۔

ایک ضروری وضاحت

ایک بات اور واضح کرتا چلوں کہ اگر کسی کے خیال میں یہ بات آئے کہ شاید میں مسلمانوں کا امیر بننے کا خواہشمند ہوں اس لیے یہ ساری کوششیں کر رہا ہوں۔ ہر گز نہیں میں تو فقط اس بات کی

کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمان ایک پلیٹ فارم پر اکھٹے ہوں اور ان کو ایک اہل، باکردار، جرات منداور مومن لیڈر اور امیر میسر آسکے تاکہ مسلمان دنیا میں، اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرسکیں۔ جتنا یہ میرا فرض ہے اتنا ہی آپ کا بھی فرض ہے فرق صرف اتنا ہے کہ میں اس فرض کو نبھانے کی کوشش کر رہا ہوں اور آپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اٹھیں اور میرا ساتھ دیں تاکہ جلد از جلد ہم اپنا امیر مقرر کرسکیں اور اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھ سکیں۔ یاد رکھیں ایک لمحے کی غفلت آپکو صدیوں پیچھے دھکیل دے گی۔ کسی کی پرواہ نہ کریں۔ کسی سے نہ ڈریں۔ فوراً ہم سے رابطہ کریں ہم آپکو بتائیں گے کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔ اور یقین کریں دین کا کام ہر شخص کر سکتا ہے۔ کوئی مشکل نہیں۔ بات صرف محسوس کرنے کی ہے۔ ہم آپ سے کوئی چندہ نہیں لیں گے۔ ایک روپیہ نہیں لیں گے۔ اس لیے کہ ہم نے ابھی امیر مقرر کرنا ہے۔ امیر کے تقرر سے پہلے کسی قسم کی کوئی سرگرمی ہو ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا ہمیں کسی قسم کے چندے کی یا کھالوں کی ضرورت نہیں۔

امیر کی اطاعت سے انحراف، اللہ کی اطاعت سے انحراف ہے

جب تک ہماری دعوت آپ تک نہیں پہنچی تھی اس وقت تک شاید آپ اس اہم فریضے سے آگاہ نہ ہوں۔ لہٰذا ہم یہ سمجھتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکو معاف فرمائے گا اگر آپ توبہ کرلیں اور اس فریضے کی ادائیگی کیلئے تیار ہو جائیں تو ورنہ امیر کی اطاعت کے فریضے کو ادا نہ کرنا اللہ کی نافرمانی ہوگی اور قرآن کی آیت کا صریح انکار ہوگا۔ اور آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اللہ کے حکم کی صریح نافرمانی اور قرآن کی آیات سے کھلے انکار کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ اگر آپکو نہیں معلوم تو میں بتاتا ہوں اس کا مطلب ہوتا ہے کفر گویا وہ شخص جو امیر کی اطاعت نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ کسی سے پوچھ لیں۔ مسجد کے مولوی صاحب سے پوچھ لیں۔

اللہ کا پاک کلام قرآن مجید اٹھائیں۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر 59 نکالیں اور اس کا ترجمہ پڑھیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی۔ اطاعت کرو رسول کی اور اولی

الامر کی (امیر کی) جو تم میں سے ہو۔'' غور کیجئے کہ اللہ کی اطاعت کا حکم ہے رسول کی اطاعت کا حکم ہے اور اولی الامر (امیر) کی اطاعت کا حکم ہے۔ اور وہ امیر کون ہو؟ وہ تم میں سے ہی ہو۔ یعنی ایمان والوں میں سے ہو۔ تو سوال یہ پیدا ہوا کہ ایمان والوں میں سے امیر خود بخود کیسے پیدا ہو جائے گا۔ کسی کو امیر مقرر کرنا پڑے گا۔ لہذا تمام ایمان والوں کا سب سے پہلا فرض یہ ہوا کہ وہ اپنے میں سے ایک شخص کو امیر مقرر کریں۔ تا کہ وہ ان کی صحیح راہنمائی کر سکے۔ قرآن نے امیر کیلئے صرف ایک ہی شرط رکھی ہے کہ اے ایمان والو! تمہارا امیر تم ہی میں سے ہو۔ یعنی ایمان والا ہو۔ اور کوئی شرط نہیں۔ اب جسے تم اپنا امیر مقرر کرو گے۔ وہی تمہارا امیر ہے۔ اور چونکہ تم نے خود مقرر کیا ہوگا اس لیے اب اس کی اطاعت کرو اس کا حکم مانو ایسے ہی جیسے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا جاتا ہے۔ تا کہ تم تفرقے میں نہ پڑ سکو۔ تا کہ تم متحد رہ سکو۔ تا کہ دشمن تمہاری طرف میلی آنکھ سے بھی نہ دیکھ سکے۔ اب آپ یوں کریں کہ قرآن مجید اٹھائیں اور جسے آپ اپنا بڑا عالم سمجھتے ہیں اس کے پاس لے جائیں اور اس سے پوچھیں کہ سورہ النساء کی آیت نمبر 59 کا کیا مطلب ہے۔ اگر وہ عالم ہوگا تو یہی بتائے گا۔ جو میں نے بتایا۔ اور اگر جاہل ہوگا تو ضرور ترجمے میں ڈنڈی مارے گا اور ادھر ادھر کی باتیں کرے گا۔ لہذا اس کا حل یہی ہے کہ اللہ نے آپکو بھی عقل سلیم عطا کی ہے خود بھی عقل سے کام لے لیں اب اس بڑے عالم سے یا پیر سے پوچھیں کہ اس وقت مومنوں کا امیر کون ہے ہمیں پتہ چلے تا کہ ہم اس کی اطاعت کر سکیں۔ تو یہاں پر علماء بھی اور پیر بھی خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ، دیو بندی ہوں یا بریلوی، اہلحدیث ہوں یا کوئی پیر وغیرہ سب خاموش نظر آئیں گے۔ اگر جواب دیں گے بھی تو غیر تسلی بخش۔

امیر کہاں ہے؟

اب آپ کے لیے مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ امیر تو ہے کوئی نہیں اطاعت کیسے کریں۔ تو سنو! امیر موجود ہے۔ امت مسلمہ موجود ہے۔ تم آؤ تو سہی۔ تم تڑپ تو پیدا کرو۔ تم خواہش تو کرو۔ تم ہمت اور جرأت تو پیدا کرو۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں

حضور ﷺ نے فرمایا ''جماعت کے ساتھ رہو۔ تنہا کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔''

نیز فرمایا۔ ''جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔''

تم ایک جماعت ہو۔ جماعت بغیر امیر کے نہیں ہوتی۔ تم ایک قافلہ ہو اور قافلہ بغیر سالار کے نہیں ہوتا۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں ۔
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر سفر میں دو افرد بھی ہوں تو کسی ایک کو اپنا امیر بنالیں۔

مسلمان ایک جماعت کا نام ہے۔ جماعت کا سربراہ ہوتا ہے امیر ہوتا ہے۔

آپکا امیر کون ہے؟

اگر ایک گھر کا سربراہ یا امیر نہ ہو تو گھر برباد ہو جاتا ہے۔ اس کا انتظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ارب پچیس کروڑ مسلمان ہوں اور ان کا سربراہ کوئی نہ ہو امیر کوئی نہ ہو کون ہے مسلمانوں کا امیر؟ کوئی نہیں۔ جب امیر نہیں تو سمجھو جماعت نہیں۔

نماز کی جماعت ہوتی ہے۔ تو کیا بغیر امیر کے یا امام کے جماعت ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ نماز امارت و امامت کی صحیح تشریح کرتی ہے۔ امام سے پہلے آپ تکبیر نہیں کہہ سکتے۔ رکوع نہیں کر سکتے۔ سجدہ نہیں کر سکتے۔ سلام نہیں پھیر سکتے۔ الغرض امام جیسے کرے ویسا ہی کرنا فرض ہے۔ ورنہ جو ایسا نہیں کرے گا۔ وہ اس جماعت کا رکن نہیں کہلا سکتا۔ وہ جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔

مسلمان کا کام ہے صرف اللہ کی عبادت کرنا۔

اللہ کا حکم تو ہر انسان کیلئے ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے۔ لیکن چونکہ انسان کو با اختیار بنایا ہے۔ اس لیے کچھ انسان اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور کچھ نے اللہ کے علاوہ معبود اور حاکم اور الٰہ اور

مالک بنا رکھے ہیں۔ لہٰذا جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ کی بندگی کرتے ہیں۔ اللہ کی غلامی اور نوکری کرتے ہیں۔ اللہ کو اپنا مالک اور حاکم مانتے ہیں۔ انہیں مسلمان کہتے ہیں۔ باقیوں کو کافر۔

عبادت صحیح معنوں میں اطاعت کا دوسرا نام ہے۔ گویا اللہ کی عبادت کرو کا معنی ہوا اللہ کی اطاعت کرو۔ یادرکھو دین اسلام کے اندر اطاعت صرف اور صرف اللہ کی ہے۔

بظاہر قرآن میں تین اطاعتوں کا ذکر ہے۔ لیکن اصلاً وہ ایک اللہ کی اطاعت ہی ہے۔ اللہ کی اطاعت۔ رسول کی اطاعت اور امیر کی اطاعت۔ تینوں اطاعتیں فرض ہیں۔

سارا زور یہ جاننے پہ صرف کردیں کہ عبادت کس چیز کو کہتے ہیں۔ انشاء اللہ سارے دین کی سمجھ آجائے گی۔ تمام انبیاء نے ایک ہی دعوت دی کہ اللہ کی عبادت کرو۔

ثابت ہوا کہ عبادت کوئی ایسی خاص چیز ہے جو صرف اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ کسی اور کی عبادت نہیں ہوسکتی۔ عبادت کا معنی سجدہ کرنا بھی درست نہیں۔ عبادت کا معنی نماز پڑھنا بھی درست نہیں بلکہ ہر عمل صالح اللہ کی عبادت ہے۔ عمل صالح وہ عمل ہوتا ہے جسکا نتیجہ نفع بخش اور مفید ہو۔ اسی لیے عمل صالح کا نتیجہ کامیابی، خوشحالی، فلاح اور جنت ہیں۔

ایمان کو عمل صالح سے مشروط کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایمان عمل صالح کے بغیر ثابت نہیں ہوتا اور جو چیز ثابت نہ ہوسکے اسکے بارے میں آنکھیں بند کرکے کہا جاسکتا ہے کہ وہ نہیں ہے۔ لہٰذا اگر عمل صالح نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔ اور ایمان ہے تو عمل صالح بھی ہے۔

ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں

ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہماری زندگی میں کوئی ایسا مقام اور کوئی ایسا موقع نہیں آنا چاہیے کہ ہم ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوں یا ایک دوسرے کا خون بہائیں۔

یادرکھو! لڑائی جھگڑے کی صرف دو وجوہات ہیں۔ کسی کی حق تلفی اور دوسری غلط فہمی اگر ایک بھائی دوسرے کا حق غصب کرے گا تو جھگڑا ہوگا یا خون خرابہ ہوگا۔ یا دونوں کے درمیان کوئی غلط

فہمی پیدا ہو جائے تو بھی جھگڑا اور خون خرابہ پیدا ہو سکتا ہے۔

اگر دو بھائیوں میں سے کوئی کسی کا حق غصب کرے تو تیسرے کو چاہیے کہ غاصب سے اپنے بھائی کو حق دلوائے اور غاصب بھائی کو سمجھائے کہ بھائیوں کے درمیان یہ رویہ غلط ہے۔ اور اگر وہ نہ مانے تو اس پر سختی کر سکتا ہے۔ لیکن اس کا ایک طریقہ اور کلیہ دین نے دیا ہے۔ جس کے بیان کا یہ موقع نہیں۔

اسی طرح اگر دو بھائیوں کے درمیان کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے اور نوبت جگڑے تک پہنچ جائے تو تیسرے بھائی کو ان دونوں میں صلح کرا دینی چاہیے۔

بھائی بھائی سے، تین دن سے زیادہ ناراض نہیں رہ سکتا۔ اول تو ناراض ہونا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر پھر بھی ناراضگی ہو جائے تو تین دن کے اندر اندر راضی ہو جانا چاہیے۔

امت مسلمہ کسے کہتے ہیں؟

امت مسلمہ اس کو کہتے ہیں جس کا

1- حاکم ایک ہو۔

2- امیر ایک ہو۔

3- نصب العین ایک ہو۔

4- فکر و عمل ایک ہو۔

5- جماعت ایک ہو۔

6- قانون ایک ہو۔

کیا ہم انعام یافتہ قوم ہیں؟

- کیا ہم اللہ کی پسندیدہ قوم ہیں؟
- کیا غربت اور پسماندگی اللہ کا انعام ہیں؟

- کیا ذلت ورسوائی اللہ کا انعام ہیں؟
- کیا دین سے لاتعلقی اللہ کا انعام ہے؟
- کیا بے حیائی اللہ کا انعام ہے؟
- کیا بد دیانتی اللہ کا انعام ہے؟
- کیا امت کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا اللہ کا انعام ہے؟
- کیا یہ سب اللہ کی پسندیدگی کی علامات ہیں؟

آپس میں لڑنا چھوڑ دو۔ بھائی بھائی بن جاؤ گے۔ کدورت، نفرت، غیبت، جھوٹ، وعدہ خلافی چھوڑ دو بھائی بھائی بن جاؤ گے۔ بھائی بھائی بن گئے تو طاقت ور ہو جاؤ گے۔ اور طاقت ور ہو گئے تو غلبہ حاصل ہوگا۔ اور غلبہ حاصل ہوگا۔ تو امن ہوگا اور امن ہوگا تو خوشحالی ہوگی۔ خوشحالی ہوگی تو دنیا کی بادشاہت ملے گی۔ اور آخرت میں جنت ملے گی اور دوزخ سے نجات۔

بھائیو میں بہت جلد اس دنیا سے رُخصت ہونے والا ہوں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اللہ سے اس حال میں ملوں کہ اللہ پوچھے کہ بتا میں نے جو تجھے دین کی سمجھ بوجھ عطا کی تھی۔ تو نے اسے لوگوں تک کیوں نہیں پہنچایا۔ امت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ امت پر کفر اور طاغوت کا تسلط تھا۔ امت بے راہ رو ہو چکی تھی۔ تو نے اسے صراط مستقیم کی طرف کیوں نہ بلایا۔

تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے

تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے۔ تم اللہ کے سامنے بے بس ہو۔ لیکن کسی انسان کے سامنے بے بس نہیں ہو۔ لہٰذا جس کو ہرا نہیں سکتے۔ اسکے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ اس کی غلامی اختیار کر لو۔ کیونکہ وہ ایسا طاقتور ہے، ایسا غالب اور قوت والا ہے کہ اس کے سامنے کسی کی نہیں چلتی۔ اگر تم اس کی غلامی اختیار کر لو گے تو تم بھی طاقتور، غالب اور قوت والے بن جاؤ گے۔ کیونکہ وہ اللہ، وہ طاقتور اور قوت و غلبے والا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور پھر تم کسی سے ڈرو گے نہیں۔ کسی کے غلام نہیں رہو گے۔ بلکہ وہ اللہ

اپنے غلاموں کو دنیا کا بادشاہ بنا دیتا ہے۔اور سرکشوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔

ہم اللہ کی فوج ہیں

اللہ ہمارا حاکم ہے۔ہم اللہ کی فوج ہیں۔ہر شخص کو اللہ کی فوج میں بھرتی ہونا چاہیے۔سربراہ کے بغیر گھر نہیں چل سکتا۔ہیڈ ماسٹر کے بغیر سکول نہیں چل سکتا۔پرنسپل کے بغیر کالج نہیں چل سکتا۔کمانڈر کے بغیر فوج نہیں چل سکتی۔سالار کے بغیر قافلہ نہیں چل سکتا۔تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک جماعت جس کے اراکین سوا ارب کے قریب ہوں وہ بغیر کسی امیر کے یا بغیر کسی امام کے چل سکے۔ہر مسلمان ایک فوجی کی مثل ہے اور مسلمانوں کا سربراہ فوج کے کمانڈر کی مثل۔جس طرح کمانڈر کے بغیر فوج نہیں چل سکتی اسی طرح امیر کے بغیر جماعت نہیں چل سکتی۔

امیر نہ ہونے کا نقصان

امیر نہ ہونے کی وجہ سے نالائق اور جاہل لوگوں نے اس جماعت کے امت مسلمہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور امت کو غلط راہ پر ڈال دیا۔سب سے پہلے تو امت کو اپنے سربراہ کا اپنے کمانڈر کا اپنے امیر کا اپنے امام کا انتخاب کرنا ہے۔اور پھر وہ سربراہ۔وہ کمانڈر، وہ امیر وہ امام، امت مسلمہ کو صحیح راستے پر صراطِ مستقیم پر لے کر چلے گا۔تب جا کر امت مسلمہ اپنا کھویا ہوا وقار، حاصل کر سکے گی۔تب جا کر اللہ کا دین غالب ہوگا۔تب جا کر فتح و کامرانی مسلمان کا مقدر بنے گی۔اپنے کمانڈر کا حکم سننا اور اس کی بلا چوں و چرا تعمیل کرنا ہی ایک فوجی کا کام ہے۔اللہ کی فوج میں بھرتی نہ ہونے کا کسی مسلمان کے پاس نہ کوئی عذر ہے نہ وہ کوئی عذر تراش سکتا ہے کیونکہ مسلمان ہونے کا مطلب ہی اللہ کی فوج میں بھرتی ہونا ہے۔اب اگر کوئی فوجی یہ کہے کہ میں فوجی تو ہوں لیکن نہ کمانڈر کی بات سنوں گا نہ مانوں گا نہ لڑائی پر جاؤں گا۔تو بتایئے کس قانون کے تحت وہ اپنے آپ کو فوجی کہتا ہے۔وہ فوجی ہرگز نہیں بلکہ وہ جھوٹا ہے اور فوج کو بدنام کر رہا ہے۔فوجی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔نہ ایسے شخص کو کوئی فوج میں بھرتی کرتا ہے۔

کیا اللہ کی فوج کو شکست ہو سکتی ہے؟

کیا اللہ کی فوج کو شکست ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔ اس لیے فرمایا کہ تم ہی غالب رہو گے اگر تم صحیح معنوں میں اللہ کے سپاہی (انفرادی حیثیت میں) اور اللہ کی فوج (اجتماعی حیثیت میں) ہو تو! تاریخ بتاتی ہے کہ جب تک مسلمان اللہ کے سپاہی اور اللہ کی فوج بن کر رہے ان کے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکا اور جونہی انہوں نے اپنے بادشاہ سے یعنی اللہ سے غداری کی۔ ان سے اللہ کا سپاہی اور اللہ کی فوج ہونے کا اعزاز چھن گیا اور وہ ذلیل و خوار ہو گئے۔ لہٰذا پھر اگر دوبارہ مسلمان، اللہ کے سپاہی بن جائیں اور اللہ کی فوج میں شامل ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ دوبارہ زمین کے وارث نہ بن جائیں۔

اللہ کی فوج کو کون شکست دے سکتا ہے؟ اللہ کی فوج صرف اور صرف فتح اور غلبہ حاصل کرتی ہے۔ ہم اللہ کی فوج ہیں۔ جس کے سالارِ اعلیٰ محمدؐ تھے۔ جس کے کمانڈر صدیق اکبرؓ تھے۔ جس کے کمانڈر فاروقؓ اعظم تھے۔ جس کے کمانڈر عثمان غنیؓ تھے جس کے کمانڈر علی شیر خداؓ تھے۔

ہم مصطفوی بھی ہیں ہم ہی صدیقی بھی ہیں۔ ہم ہی فاروقی بھی ہیں۔ ہم ہی عثمانی بھی ہیں۔ ہم ہی علوی بھی ہیں ہم ہی حسینی بھی ہیں۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے۔ دجل ہے فریب ہے۔ دھوکہ ہے۔ دکانداری ہے۔ عیاری ہے۔ بدمعاشی ہے۔ مکاری ہے۔ خودغرضی ہے۔ مفاد پرستی ہے۔ جس کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں آنا ہے وہ آجائے۔ ہم ہی اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت ہیں۔ ہم ہی صدیق اکبرؓ کی جماعت ہیں۔ ہم ہی فاروق اعظمؓ کی جماعت ہیں۔ ہم ہی عثمان غنی کی جماعت ہیں۔ ہم ہی علی المرتضیٰ حیدر کرارؓ کی جماعت ہیں۔ ہم ہی شہید کربلا حسین ابن علیؓ کی جماعت ہیں۔ سب کو کھلی دعوت ہے۔ آجاؤ حق کی طرف۔ آجاؤ ہدایت کی طرف۔ آجاؤ روشنی کی طرف۔ آجاؤ فلاح و کامرانی کی طرف۔ آجاؤ حق کی طرف۔ آجاؤ فتح و کامیابی کی طرف۔ آجاؤ راہ نجات کی طرف۔ آجاؤ صراط مستقیم کی طرف۔ ورنہ یونہی جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہو گے۔ ذلیل و خوار ہوتے رہو گے۔ اور دشمن، تمہیں نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔ تمہارا نام

ونشان تک نہیں رہے گا اور آخرت میں بھی تمہارا ٹھکانہ بہت بُرا ہوگا۔

بدقسمت اور بدبخت لوگ

کتنے بدقسمت ہیں وہ لوگ کتنے بدبخت ہیں وہ لوگ جو ہراہرے غیرے کی جماعت سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اللہ کے باغیوں کی جماعت سے چمٹے ہوئے ہیں۔ طاغوت کی جماعت سے چمٹے ہوئے ہیں۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی جماعت کی طرف نہیں آتے۔ حالانکہ صرف اللہ اور اس کا رسولؐ ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ ان کی جماعت میں شامل ہوا جائے۔ باقی سب رشتے ٹوٹنے والے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ سے بندھا ہوا رشتہ اٹوٹ ہے۔ باقی سب تعلق عارضی ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ سے تعلق دائمی ہے۔

اب اگر کوئی دعویٰ تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تعلق کا رکھے۔ لیکن وفاداریاں نبھائے غیروں کے ساتھ تو اس جیسا بے وفا، بے غیرت اور بے ایمان شخص کوئی نہیں۔ اگر دعویٰ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تعلق کا ہے تو وفاداری بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ نبھاؤ۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ انہی کیلئے جیو انہی کیلئے مرو۔ انہی کیلئے قربانی دو۔ انہی کیلئے مصائب و تکالیف برداشت کرو۔

میں تم سے بھیک مانگنے نہیں آیا

میں تم سے بھیک مانگنے نہیں آیا۔ نہ تم سے کوئی اجرت طلب کرتا ہوں۔ صرف اور صرف تمہیں حق بات بتانے آیا ہوں۔ صراط مستقیم دکھانے آیا ہوں۔ ہدایت کی رہ دکھانے آیا ہوں۔ فتح و کامرانی کا گر بتانے آیا ہوں۔ ایک جھنڈے تلے اکھٹے ہو جاؤ۔ اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔ ایک پلیٹ فارم پر اکھٹے ہو جاؤ اسی میں تمہاری فتح ہے۔ ایک امیر کے پیچھے چلو اسی میں تمہاری جنت ہے۔ ایک جماعت بن کر رہو اسی میں تمہاری طاقت ہے۔ فرقہ بندی تمہاری موت کا پروانہ ہے۔ انتشار تمہاری ناکامی کی دلیل ہے۔ پارٹی بازی تمہاری شکست کا پیش خیمہ ہے۔ گروہ بندی تمہاری ذلت و

رسوائی کا سامان ہے۔ اللہ اور اس کے رسول علیہ وسلم کی جماعت سے الگ ہونا۔ طاغوت کی جماعت میں شامل ہونا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول علیہ وسلم کی جماعت سے الگ ہونا۔ اللہ اور اس کے رسول علیہ وسلم کے دشمن کی طرف داری ہے۔ کون ہے جو اللہ اور اس کے رسول علیہ وسلم کی جماعت میں آ جائے۔ کون ہے جو غیروں کی جماعت چھوڑ کر۔ طاغوت کی جماعت چھوڑ کر شیطان کی جماعت چھوڑ کر۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں کی جماعت چھوڑ کر۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں آنے کو تیار ہے۔

یاد رکھو! ہر نتھو خیرا اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں نہیں آ سکتا۔ اس کے لیے بڑا حوصلہ چاہیے اس کیلئے بڑا جگرا چاہیے۔ اس کے لیے ابو بکر کا صدق درکار ہے۔ اس کیلئے عمر فاروقؓ کا عدل چاہیے۔ اس کے لیے عثمان غنی کی حیا چاہیے۔ اس کیلئے علی شیر خداؓ کی شجاعت چاہیے اور اس کیلئے حسین ابن علیؓ کا صبر بے مثال چاہیے۔

<u>اللہ اور اس کے رسول علیہ وسلم سے وفاداری نبھانے کے تقاضے</u>

عمامے باندھنے سے یا مسواکیں کرنے سے یا سرمے لگانے سے یا خوشبوئیں لگانے سے یا نعتیں پڑھنے سے یا مجلسیں کرانے سے، یا ماتم کرنے سے، یا میلاد منانے سے، یا عشق مصطفیٰ کے نعرے لگانے سے یا یا اللہ مدد اور یا رسولؐ مدد اور یا علی مدد کے نعرے لگانے سے کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے وفاداری نبھانے کے تقاضے کچھ اور ہیں۔ جو جاہل مولوی اور چرسی ذاکر اور مفاد پرست پیر نے تمہاری آنکھوں سے اوجھل کر رکھے ہیں۔

یاد رکھو! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں کسی لگی لپٹی کے بغیر کہہ رہا ہوں۔ میری کسی سے کوئی ذاتی رنجش یا دشمنی نہیں۔ صرف اور صرف جو حق ہے وہی کہہ رہا ہوں۔ اور اگر تم نے اس حق کی آواز پر کان نہ دھرا اور اللہ اور اس کے رسول علیہ وسلم کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا۔ تو تمہارا انجام ان

قوموں جیسا ہی ہوگا۔ جنہوں نے حق کا انکار کیا اور قعرِ مذلت میں جا گریں اور بالآخر ان کا نام ونشان تک اس زمین سے مٹ گیا۔ تمھاری دنیا تو برباد ہو ہی رہی ہے۔ تمھاری آخرت اس سے بھی بدتر ہوگی۔

ایک مثال

تم میں سے جس شخص کو اللہ نے تھوڑی بہت عقل دی ہے۔ کچھ شعور سے نوازا ہے۔ اس کیلئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اگر تمھارے اندر رتی برابر بھی ایمان ہوا تم تمھارا دل گواہی دے گا کہ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔

اس ملک کے اندر تمھارے سینکڑوں گروہ ہیں۔ لیکن میں چند گروہوں کے نام لکھتا ہوں۔ بریلوی۔ دیوبندی۔ شیعہ۔ اہلحدیث۔ جماعت اسلامی۔ تبلیغی جماعت اور دعوت اسلامی ان سب کا دعویٰ ہے کہ ہمارے اراکین کروڑوں میں ہیں۔ سوائے جماعت اسلامی۔ تبلیغی جماعت اور دعوت اسلامی کے۔ یہ بھی پچیس اور پچاس لاکھ سے کم پہ بات نہیں کرتے۔ اللہ کو حاظر ناظر جان کر بتاؤ کہ آج تک انہوں نے سوائے مسلمانوں کا خون بہانے کے، کیا کیا؟ کیا یہ کسی کا بال بھی بیکا کر سکے؟ کسی کا انہوں نے کیا بگاڑ لیا۔ لیکن میں اللہ کی عزت کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔ کہ اگر آج اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جماعت ہوتی اور اس کے صرف دس لاکھ ارکان بھی ہوتے تو دنیا ایک عجیب نظارہ دیکھتی۔ دنیا دیکھتی کہ اللہ کی فوج کیسی ہوتی ہے۔ اللہ کے سپاہی کیسے ہوتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے جانثار کیسے ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان میں سے کوئی بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت ہونے کا حق ادا نہ کر سکا کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جماعت ہیں ہی نہیں۔

اب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جماعت موجود ہے۔ جس دن اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت کے ارکان کم وبیش دس لاکھ کے قریب ہو گئے۔ میں چشمِ فلک کو ایک نظارہ کراؤں گا۔ اور اے حاسدو تم دیکھنا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت کیسے غالب آتی ہے۔ کفر دم دبا کر بھاگے گا۔ منافق منہ میں انگلی دبائے۔ دیکھتا رہ جائے گا۔ شیطان روئے گا چلائے گا طاغوت کو چھپنے کی جگہ

روئے زمین پر نہیں ملے گی۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن یا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت قبول کرے گا یا تہہ تیغ کر دیا جائے گا۔

میری حق پر مبنی آواز پر کان دھرو

ضرورت اس امر کی ہے کہ تم میری اس درد بھری اور حق پر مبنی آواز پر کان دھرو اور لبیک کہو اور جلد از جلد ہم سے آملو۔ ہم چشم براہ ہیں۔ ہم سب کو گلے لگانے کو تیار ہیں۔ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ اس کے بعد اللہ پر توکل کرو۔ انشاء اللہ کل تمہارا ہے۔ فتح و کامرانی اور غلبہ تمہارا مقدر ہے۔

ہم فقیروں سے دوستی کر لو
گر سکھا دیں گے بادشاہی کے

علامہ اقبال کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

چین و عرب ہمارا، ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

☆

منفعت ایک ہے اس قوم کی ، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی ۔ اللہ بھی۔ قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

☆

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختارؐ؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہو گئی کس کی نگاہ طرزِ سلف سے بیزار؟
قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

☆

ہر مسلمان رگِ باطل کیلئے نشتر تھا
اس کے آئینہ ہستی میں عمل جوہر تھا
جو بھروسا تھا اسے قوت بازو پر تھا
ہے تمہیں موت کا ڈر، اس کو خدا کا ڈر تھا
باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراث پدر کیونکر ہو

☆

مثل بو قید ہے غنچے میں، پریشان ہو جا
رخت بر دوشِ ہوائے چمنستاں ہو جا
ہے تنک مایہ تو ذرے سے بیاباں ہو جا

نغمہ موج سے ہنگامہء طوفان ہو جا
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

☆

عقل ہے تیری سپر۔ عشق ہے شمشیر تیری
میرے درویش ۔ خلافت ہے جہاں گیر تیری
ماسوی اللہ کیلئے آگ ہے تکبیر تیری
تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تیری
کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے
ہو اگر قوتِ فرعون کی درپردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم الٰہی

☆

تیری دُعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے

☆

وہ علم نہیں۔ زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو

☆

ترے دریا میں طوفان کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلمان کیوں نہیں ہے؟
عبث ہے شکوہ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے ؟

☆

سینہ افلاک سے اُٹھتی ہے آہِ سوزناک
مرد حق ہوتا ہے جب موعوب سلطان و امیر

☆

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دل گیری

☆

تیرے دین و ادب سے آرہی ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

☆

نصیب خطہ ہو یارب وہ بندہ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

☆

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

☆

دیں ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارا

☆

محروم رہا دولت دریا سے وہ غواص
کرتا نہیں جو صحبت ساحل سے کنارا

☆

اللہ کو پامردیء مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا
اس راز کو اک مرد فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

☆

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے

ہماری دعوت انبیاء والی دعوت ہے

''یاد رکھو! ہماری دعوت لا الہ الا اللہ کی دعوت ہے۔ انبیاء والی دعوت ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف دعوت ہے۔ دین کی طرف دعوت ہے۔ ہم اپنی دعوت پر قائم ہیں اور قائم رہیں گے خواہ پوری دنیا میں سے ایک بھی شخص ہماری دعوت پر لبیک نہ کہے۔ ہم اپنی دعوت سے پھر نہیں سکتے۔ ہم کفر کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔ ہم شرک کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔ ہم ملائیت اور پاپائیت کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔ جس کا دل مانے وہ آئے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں شامل ہو جائے۔ اور جس کا دل نہ مانے وہ ہندو ہو جائے، عیسائی ہو جائے، یہودی ہو جائے یا مسلمان کہلاتا رہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دین نہ پہلے کسی کا محتاج تھا نہ آج ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔''

ہم محمدی ہیں۔ ہاں ہاں! ہم محمدی ہیں۔ ہم نہ حنفی ہیں۔ نہ شافعی، نہ حنبلی نہ مالکی، نہ جعفری، نہ چشتی، نہ قادری، نہ نقشبندی، نہ سہروردی، نہ اویسی، نہ نقوی، نہ فاروقی، نہ عثمانی، نہ علوی، نہ کوئی اور ہم صرف محمدی ہیں۔ کیوں کہ یہ سب کثیر تعداد میں موجود ہیں اور محمدی کوئی نہیں۔ اور جو محمدی نہیں وہ کچھ بھی نہیں اور جو محمدی ہے وہ سب کچھ ہے۔

اللہ حقیقی بادشاہ ہے

اللہ نے تمھیں اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ تم اس بات کو چھوڑ دو کہ کون کیا کر رہا ہے اور اس طرف نظر کرو کہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا تم اللہ کی عبادت کر رہے ہو۔ اگر کر رہے ہو تو تم مسلمان ہو اور نہیں کر رہے تو کافر۔ اللہ بادشاہ ہے۔ نہیں بلکہ بادشاہ صرف اللہ ہی ہے۔ حقیقی بادشاہ۔

لا الہٰ الا اللہ کا مفہوم ہے کہ نہیں کوئی بادشاہ سوائے اللہ کے

محمد الرسول اللہ کا مفہوم ہے کہ محمدؐ اس بادشاہ کے (اللہ کے) خلیفہ ہیں۔

یہ جو ترجمہ کیا جاتا ہے لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کہ ''نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔'' اس میں لفظ معبود بہت زیادہ وضاحت طلب ہے کہ اس کی بہت لمبی چوڑی تشریحات کی جائیں تب کہیں جا کر پتہ چلتا ہے کہ معبود کے کیا معنے ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے یہ کہ معبود کہتے کسے ہیں۔ معبود کہتے ہیں جس کی عبادت کی جائے۔ پھر یہ بتایا جائے کہ عبادت کس کس چیز کی یا ذات کی کی جاتی ہے اور کی جا سکتی ہے۔ جب یہ واضح ہو جائے تو پھر بتایا جائے کہ عبادت کہتے کس کو ہیں۔ اور میرا خیال نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ جب بات اتنی تفصیل میں چلی جائے گی اور اس تفصیل کا جولب لباب اور اجمال سامنے آئے گا۔ اس کیلئے لفظ معبود بالکل فٹ نہیں ٹھہرے گا۔ بلکہ اس کیلئے آپکو ایک ایسی ہستی ایک ایسی ذات کا نقشہ کھینچنا پڑے گا۔ جس جیسی کئی اور چیزیں اور شخصیتیں بھی ہوں تا کہ ان بہت ساری چیزوں کا انکار کر کے ایک اللہ کی ذات کو وہ نام اور مقام دیا جا سکے۔ کیونکہ عوام الناس کسی ایسے معبود نام کی ذات کو نہیں جانتے تو رد کس کو کریں یا نفی کس کی کریں۔ یا جن کو رد کر کے یا جن کی نفی کر کے صرف اللہ کی ذات کو اس کا مستحق گردانیں۔

کلمے کا صحیح مفہوم

لہٰذ ''الا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا صحیح مفہوم جو ہر شخص کی سمجھ میں بھی آ سکے وہ یہی ہوگا (کہ ''نہیں کوئی الہٰ (بادشاہ) سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول (خلیفہ) ہیں''۔ میں اس مفہوم کو

بڑی وضاحت کے ساتھ اور دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں اور کروں گا۔ کیونکہ عوام الناس کو اللہ کی حقیقت سے آشنا کرنے کیلئے، اللہ سے تعلق جوڑنے کیلئے اور اللہ کا صحیح معنوں میں بندہ بنانے کیلئے یہ ضروری ہے اس سے پہلے کہ میرے اس مفہوم پر بحث وتمحیص کا آغاز ہو اور مجھ پر کفر کے فتوے لگیں۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام الناس اور علماء سب کو یہ باور کرادوں کہ میں نے یہ مفہوم یونہی بیان نہیں کر دیا بلکہ خوب غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ الٰہ کا کوئی ایسا مفہوم ہو جو ہر شخص کی سمجھ میں آسکے تاکہ وہ اسے دل کی گہرائیوں سے مان بھی سکے۔ اگر آپ میرے اس دعوے کی تصدیق چاہتے ہیں تو پوری دنیا کا سروے کرلیں۔ جس شخص سے بھی آپ پوچھیں گے کہ معبود کا کیا مطلب ہے تو اکثر کا جواب ہوگا کہ معلوم نہیں۔ کچھ لوگوں کا جواب ہوگا کہ معبود کا مطلب ہے جس کی عبادت کی جائے اور کچھ کا جواب ہوگا کہ معبود کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ۔

اب فرض کریں کہ آپ نے ایک سو لوگوں سے یہ سوال کیا۔ مجھے مکمل یقین ہے کہ پچانوے لوگوں کا جواب یہ ہوگا کہ معلوم نہیں۔ باقی پانچ لوگوں کا جواب ہوگا کہ معبود اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں یا معبود اس کو کہتے ہیں کہ جس کی عبادت کی جائے۔ اب ان پانچ لوگوں کا جواب ہوگا کہ معبود اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں یا معبود اس کو کہتے ہیں جس کی عبادت کی جائے۔ اب ان پانچ لوگوں سے پوچھیں کہ بتاؤ عبادت کس کی کی جاتی ہے تو ان کا جواب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی۔

''نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے'' مطلب یہ ہوا کہ کچھ اور ایسی چیزیں یا شخصیتیں ہیں جن کو معبود یا الٰہ مانا جاتا ہے یا جن کو اللہ کا مقام دیا جاتا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کے دور میں کس کس چیز یا کس کس شخصیت کو اللہ کا مقام دیا جاتا ہے۔

جہاں تک میرا علم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسان زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو الٰہ بنا سکتا ہے یا معبود بنا سکتا ہے یا اللہ کا مقام دے سکتا ہے۔ تو وہ انسان ہے۔ ایک انسان زیادہ سے زیادہ کسی دوسرے انسان کو اللہ کے برابر مقام دے سکتا ہے۔ کیونکہ باقی چیزیں مثلاً سورج، چاند، ستارے،

آگ، پانی، ہوا، چرند، پرند وغیرہ ایسی چیزیں ہیں، جو کسی انسان سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی شخص مندرجہ بالا چیزوں یا انسان کے علاوہ کسی چیز کو اللہ کا مقام دیتا ہے تو وہ نہ صرف انتہائی درجے کا مشرک بلکہ پکا کافر ہے۔ اور اس کے گھٹیا پن کی کوئی مثال نہیں۔ رہا انسان کا کسی دوسرے انسان کو اللہ کا مقام دینے کا سوال تو یہ بھی بالکل اسی طرح گھٹیا پن ہے۔ کہ ایک انسان اپنے جیسے ہی کسی دوسرے انسان کو اپنا معبود سمجھے یا اپنا حاکم یا اپنا مالک، یا اپنا مشکل کشا سمجھے اور کسی انسان کو اللہ کا مقام دے۔

کسی انسان کو دوسرے انسان پر حکومت کا حق نہیں

کسی انسان کو کسی دوسرے انسان پر حکومت کا کوئی حق نہیں۔ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو غلام نہیں بنا سکتا۔ اور کسی انسان کا، اپنے جیسے ہی کسی انسان کو خدائی صفات کا حامل سمجھنا گھٹیا پن نہیں تو اور کیا ہے؟ روئے زمین پر خدائی صفات کا حامل کوئی نہیں۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ کوئی اس جیسا نہیں۔ کوئی انسان کیسے اللہ کا ہمسر بن سکتا ہے؟ جب کہ ہر انسان مخلوق ہے اور اللہ خالق ہے۔ تو خالق اور مخلوق میں کوئی ہمسری نہیں ہو سکتی۔ جس طرح تم اللہ کی مخلوق ہو اسی طرح تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں۔ لہٰذا کسی انسان کو بھی اللہ کا ہمسر جاننا یا اس کی اطاعت اس طرح کرنا جس طرح اللہ کی اطاعت کی جانی چاہیے۔ انتہائی درجے کا شرک ہے۔ ہر وہ شخص جو اللہ کی عبادت نہیں کرتا۔ نہ صرف یہ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بلکہ پکا کافر اور جہنمی ہے۔ کیونکہ مسلمان یا مومن صرف اس شخص کو کہا جا سکتا ہے جو صرف اللہ کی عبادت کرتا ہو۔ وہ جو اللہ کی عبادت نہیں کرتا وہ مسلمان اور مومن نہیں اور جو مسلمان اور مومن نہیں۔ وہ کافر ہے۔ اور کافر جہنمی ہے۔

تم کیا ہو؟ مومن یا کافر؟

اسلام حکومت وقت کی اطاعت کا نام ہے۔ بشرطیکہ

حکمران عادل ہو۔ ظالم نہ ہو

بہادر ہو۔ بزدل نہ ہو۔

عامل ہو۔ بے عمل نہ ہو۔

ہر وہ کام جس کے نتیجے میں امن ،اخوت اور وحدت قائم ہوکرنے کا حکم دے اور ہر اس کام سے جس کے کرنے سے فساد۔اور تفرقہ پیدا ہو روکنے کا حکم دے۔

نظام صلوٰۃ قائم کرے۔

نظام زکوٰۃ قائم کرے۔

ایسے حکمران کا ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ

ہم یہ ثابت کریں کہ ہم میں اخوت ہے۔

ہم ثابت کریں کہ ہم میں وحدت ہے۔

ہم ثابت کریں کہ ہم میں اتحاد ہے۔

ہم ثابت کریں کہ ہم ایک ہیں۔

ہم ثابت کریں کہ ہم ایک جماعت ہیں۔

ہم ثابت کریں کہ ہمارے اندر کوئی دوسری قابل ذکر جماعت نہیں۔ کیونکہ منافقین تو موجود ہوں گے وہ الگ سے دھڑے بندی کریں گے۔تا کہ ہماری طاقت کمزور ہو۔

جب ہم ایک جماعت ہوں گے تو اس کے بہت فائدے ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام کی تعلیمات کا نچوڑ

موجودہ صورتحال میں تو امت مسلمہ درجنوں دھڑوں اور گروہوں اور پارٹیوں میں بٹی ہوئی ہے۔اسلام کی تعلیمات کا نچوڑ اور حضور کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف یہی نظر آتا ہے کہ

ایک امیر

ایک جماعت

ایک حکومت

امیر جماعت کے اندر اخوت وحدت اور اتحاد پیدا کرتا ہے۔ ٹھوس لائحہ عمل دیتا ہے۔ نتیجہ خیزی کی ضمانت دیتا ہے۔ اور ایک اسلامی ریاست کے قیام کیلئے انتھک جدوجہد کرتا ہے۔

جماعت ہر حال میں اطاعت امیر کرتی ہے۔

نتیجۃً اسلامی ریاست وجود میں آتی ہے۔

جب تک امیر موجود رہتا ہے اور جماعت کے اندر وحدت، اخوت اور اتحاد برقرار رہتا ہے اسلامی ریاست صحیح معنوں میں قائم رہتی ہے۔ جونہی جماعت کے اندر گروہ بندی شروع ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔

نہ دوسرا امیر، نہ دوسری جماعت نہ دوسری ریاست

دو امیر کیسے ہو سکتے ہیں جب خدا ایک ہے۔ اگر تو دونوں کے خدا الگ الگ ہیں تو دوسری بات ہے۔ لہٰذا ایک الٰہ ایک خدا ایک اللہ ایک حاکم ایک مالک کی صورت میں تو امیر ایک ہی ہوگا۔

<u>امیر۔ میں ہی کیوں؟</u>

میں ہی کیوں امیر ہوں کوئی اور کیوں نہیں۔ اس لیے کہ میرا دعویٰ ہے کہ میں اخوت، محبت، رواداری، وحدت و یگانگت اور اتحاد کا علمبردار ہوں۔ ہو سکتا ہے اور بھی بہت سے لوگ اس بات کا دعویٰ کریں۔ کہ ہم بھی ان سب چیزوں کے علمبردار ہیں تم ہمارے ساتھ کیوں شامل نہیں ہو جاتے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ حضور ﷺ نے یہود و نصاریٰ کو دعوت دی تھی کہ آؤ ایک اللہ کی عبادت پر متحد ہو جاؤ۔ یہود و نصاریٰ بھی یہ کہہ سکتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ یہودی بن جاؤ یا نصرانی بن جاؤ۔ لیکن حضور ﷺ ایسے نہیں کر سکتے تھے۔ کیوں کہ بالفرض اگر حضور ﷺ ان کی دعوت پر یہودی یا نصرانی ہو جاتے۔ تو انہوں نے زیادہ سے زیادہ حضورؐ سے یہی سلوک کرنا تھا کہ اگر حضورؐ ان کو ان کی غلط روش سے باز آجانے کا کہتے تو ان کی طرف سے جواب آتا کہ جناب آپ آرام سے بیٹھیں۔ آپ ابھی ابھی تو یہودی ہوئے ہیں یا آپ ابھی ابھی تو نصرانی ہوئے ہیں۔ آپکو کیا پتہ دین کیا ہے۔ ہمارے

حضرت صاحب (راہب، مولوی، پیر، لیڈر) آپ سے بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں پتہ ہے اخوت کیا ہوتی ہے۔ وحدت کیا ہوتی ہے۔ اتحاد کیا ہوتا ہے۔ یہ مثال صرف سمجھانے کیلئے دی ہے کوئی شخص اس کا غلط مطلب نہ لے۔

الغرض حضور ﷺ کو یا تو پھر وہ جماعت (یہود و نصاریٰ) چھوڑنی پڑتی یا اسی جماعت میں گم ہو جانا پڑتا لہٰذا یہ بات غور سے اور توجہ سے سنیں کہ اخوت اور وحدت اور اتحاد کو جس شکل میں میں دیکھ رہا ہوں شاید کسی کے گمان میں بھی نہ ہو۔ اوروں کی وحدت واخوت قالی ہے میری وحدت واخوت حالی ہے۔ اوروں کا فقط نعرہ ہے میرا عمل ہے۔ اوروں کیلئے وحدت اور اخوت کا نعرہ ان کی ضرورت ہے۔ میرے لیے وحدت اور اخوت کا عمل مطلوب اور مقصود ہے۔ اوروں کیلئے صرف اتحاد امت کی کانفرنسیں کرنا مقصد ہے میرے لیے اتحاد امت کا قیام مقصود ہے۔ تو ثابت ہوا کہ میرے اور ان کے خیالات اور سوچ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میں تمھارے لیے وحدت واخوت، اتحاد و یگانگت اور فتح و کامرانی کا پیغام لیکر آیا ہوں۔ میری آواز پر کان دھرو۔ میں کسی فرد بشر کو جھٹلانے نہیں آیا میں کسی فرد بشر کی تصدیق کیلئے نہیں آیا۔ میں آیا ہوں تو فقط اپنے پروردگار کا پیغام تمھیں یاد دلانے آیا ہوں۔ وہی پیغام جو میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آج سے چودہ سو برس بیشتر عرب کی جاہل اور منتشر قوم کو دیا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ قوم نصف صدی کے اندر دنیا کے دو تہائی حصے پر حکمرانی کرنے لگی۔ صرف اور صرف اسی وحدت واخوت اور اتحاد کی بنا پر۔ صرف اور صرف اطاعت امیر کی وجہ سے۔ صرف اور صرف اللہ کو اپنا حاکم ماننے کی وجہ سے صرف اور صرف ایک جماعت بننے کی وجہ سے۔

جس نے میری آواز پر لبیک کہا۔ فتح و کامرانی اس کے قدم چومے گی۔ دنیا و آخرت میں اس کو فلاح و کامیابی ملے گی۔ اور جو میری آواز سن کر بھی اللہ کے حکم سے روگردانی کرے گا۔ اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ اس کیلئے اس دنیا میں بھی ذلت و رسوائی ہوگی اور آخرت تو برباد ہوگی ہی ہوگی۔

میں کسی مدرسے سے پڑھا ہوا نہیں ہوں

اگر میری تحریر کے دوران کسی مقام پر آپ تشنگی محسوس کریں تو گھبرائیں نہیں انشاء اللہ ضرور کسی اور مقام پر اس کمی کو پورا کر دیا گیا ہوگا۔ اور اس مقام پر پہنچ کر آپکی وہ تشنگی بجھ جائے گی۔ ایک اور بات کہ میں نے کوشش کی ہے کہ آسان ترین الفاظ استعمال کر کے اپنا مقصد واضح کیا جائے تاکہ پڑھنے والے پر بوجھ بھی نہ ہو اسے ہر بات سمجھ بھی آئے اور ہر جملہ اپنا مفہوم پڑھنے والے پر کھول دے۔ ورنہ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ علماء نے اتنی مشکل زبان اپنی تحریروں میں استعمال کی ہے کہ پڑھنے والے کو شاید ایک مکمل ورق سے دو چار جملے ہی سمجھ میں آتے ہیں۔ اور وہ بھی پوری بات سمجھ میں نہ آنے کہ وجہ سے اپنا مفہوم کھل کر ادا نہیں کرتے۔ لہٰذا قاری بوریت اور اکتاہٹ محسوس کرنے لگتا ہے۔ میں نے خصوصی طور پر اس غلطی سے اجتناب اور پرہیز کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ میں نے کہیں سے باقاعدہ دینی تعلیم حاصل نہیں کی یعنی کسی مدرسے وغیرہ کا پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ علاوہ ازیں اردو بھی بس ٹوٹی پھوٹی آتی ہے۔ لہٰذا اگر کہیں گرامر کی غلطی نظر آئے تو اسے بھی نظر انداز کر دیں۔ کہیں الفاظ کا مناسب استعمال نہ ہو تو اس سے بھی درگزر فرمائیں۔ کیونکہ میں نے حق بات لکھنے کا ارادہ کیا ہے لہٰذا آپ میری تمام خامیوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے حق بات کی طرف توجہ دیں آپ خود محسوس کریں گے کہ حق کو بیان کرنے کیلئے ان چھوٹی موٹی باتوں پر توجہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ صرف اور صرف وہ لوگ میری تحریر میں سے کیڑے نکالنے کی کوشش کریں گے اور مجھ پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کریں گے۔ جن کے مفادات پر زد پڑتی ہوگی یا جن کے جھوٹے عقائد پر میری حق گوئی کی ضرب کاری پڑتی ہوگی۔

آج قرآن کے ساتھ بڑا ظلم ہو رہا ہے

آج جتنا ظلم قرآن پر ہو رہا ہے شاید اس سے پہلے نہ ہوا ہو۔ عام لوگوں نے تو قسم کھائی ہوئی ہے کہ قرآن مجید ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ تو پڑھنا ہی نہیں اگر پڑھنا ہے تو زیادہ سے زیادہ تلاوت

کرنی ہے اور وہ بھی خصوصاً رمضان شریف میں۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ اکثر و بیشتر علما بھی قرآن نہیں پڑھتے بس اپنے مطلب کی چند آیات رٹی ہوئی ہیں وہی تقریروں میں پڑھ پڑھ کر علمیت جھاڑتے رہتے ہیں۔ چند لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو واقعتاً قرآن پڑھتے ہوں گے۔ ان میں سے بھی نہ جانے کتنے تعصب کا شکار ہوں گے۔ مسلک و مذہب کا شکار ہوں گے۔ اور شاید ان میں بھی چند ایک حق کے متلاشی ہونگے۔ میرا دعویٰ ہے کہ انسان، حق کا متلاشی بن کر حق کی طلب لیکر قرآن مجید کی طرف رجوع کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے حق نہ ملے۔ شرط یہ ہے کہ خلوص نیت سے قرآن کا مطالعہ کرے۔ مطالعہ کے دوران اس کا ذہن فرقہ وارانہ اور مسلکی گروہ بندیوں سے آزاد ہو۔ اور جو جو معروف آیات آپ روزانہ علماء و ذاکرین سے سنتے آرہے ہیں ان پر خصوصی غور کریں۔ انشاء اللہ آپ حق کو پالیں گے۔

ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ دوران مطالعہ ایسی آیات پڑھنے کو ملتی ہیں کہ انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ ان آیات کا مطلب کیا واقعی یہ ہے جو کہ قرآن بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ بات اس کے عقیدے اور مسلک کے مطابق نہیں ہوتی۔ لہذا ان آیات کا ترجمہ قبول کرتے ہوئے اسے تکلیف ہوتی ہے۔ کچھ لوگ بلکہ اکثر لوگ ایسے مقامات سے یہ کہہ کر آگے گزر جاتے ہیں۔ کہ پتہ نہیں ان آیات کا یہی مطلب ہے۔ جو میں سمجھ رہا ہوں یا کچھ اور۔ تو بھائیو اگر باقی آیات کا وہی مطلب ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں تو ان آیات کا وہ مطلب کیوں نہیں ہوسکتا جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ آپ کا وہ جھوٹا عقیدہ آپ کو سچی بات قبول کرنے سے منع کرتا ہے اور شیطان اپنی پوری قوت سے حملہ کرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حق بات اس بندے کی سمجھ میں آجائے اور یہ میرے ہاتھ سے نکل جائے۔ شیطان کہتا ہے کہ تیرا عقیدہ تو بڑا درست عقیدہ ہے۔ تو غلط ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ فلاں عالم دین نے بھی اپنی تقریر میں یہی عقیدہ بیان کیا تھا۔ بلکہ اکثر علماء سے تم نے یہی سن رکھا ہے فلاں پیر صاحب بھی اسی عقیدے کے ہیں اور پھر بڑی بڑی معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے

۔اب شیطان انسان کو یہ تو کہہ نہیں سکتا کہ تیرا عقیدہ درست ہے اور یہ معاذ اللہ غلط لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ مسلمان جتنا بھی گناہ گار ہو۔ جتنا بھی متعصب ہو اور جتنا بھی مسلک پرست ہو یہ سننا اور ماننا گوارا نہیں کر سکتا کہ قرآن معاذ اللہ غلط ہے۔ لہذا شیطان کہتا ہے کہ تو کوئی عالم تو ہے نہیں تجھے کیا پتہ اس کا کیا مطلب ہے چھوڑ اس کو یہ علماء کا کام ہے کہ وہ اس معاملے کی تحقیق کریں۔ بلکہ چھوڑ قرآن پڑھنا بھی علماء کا کام ہے تیرا کام ہے علماء کی تقریریں سننا اور اپنا عقیدہ بنانا کیونکہ ان کے پاس بہت زیادہ علم ہوتا ہے اور تو تو کسی مدرسے میں بھی نہیں گیا۔ تو کیسے قرآن پڑھ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے۔

یہ سب شیطان اور نفس کے حیلے ہیں

لوگو! یاد رکھو یہ سب شیطان اور نفس کے حیلے ہیں۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان حق سے آگاہی حاصل نہ کرے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر انسان حق سے آگاہ ہو گیا تو وہ اللہ کا بندہ بن جائے گا۔ اور اللہ کے بندے شیطان کے دشمن اور شیطان ان کا دشمن ہوتا ہے۔ اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ لوگ اللہ اللہ کریں نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں، حج کریں سب کچھ کریں۔ لیکن اللہ کے بندے نہ بنیں۔ آپ کہیں گے کہ یہ کیا بات ہوئی کہ سارے کام اچھے کریں اور پھر بھی اللہ کے بندے نہ بنیں۔ دراصل یہی وہ مغالطہ ہے جو عام مسلمان کھائے ہوئے ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ شاید یہی مسلمانی ہے اور یہی اللہ کی بندگی ہے۔ نہیں دوستو نہیں۔ مسلمانی اور اللہ کی بندگی تو قرآن بتاتا ہے جسے ہم پڑھتے نہیں۔ پڑھتے ہیں تو توجہ سے نہیں پڑھتے اور توجہ سے پڑھتے ہیں تو اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے جو قرآن کہتا ہے۔ نہ وہ بات بیان کرتے ہیں جو قرآن کا مقصد ہے۔

میں نے اس کتاب میں یہی کوشش کی ہے کہ قرآن کو توجہ سے پڑھ کر جو سمجھ میں آیا اسے بیان کروں۔ اس پر خود بھی عمل کروں اور تمام انسانیت کو عمل کرنے کی دعوت دوں تا کہ ہم سب اللہ کے بندے بن سکیں اور ہماری نجات اللہ کی عبادت اور بندگی میں ہی ہے۔ یہی میں نے اس کتاب میں بتانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

غلبہ دین حق کیلئے تین بنیادی اصول

1- تقویٰ اختیار کیا جائے۔ اللہ کے احکامات کی پابندی کی جائے۔

2- مومنین کی جماعت قائم ہو۔ اللہ کے احکامات کی پابندی کرنے والے متحد ہو جائیں۔

3- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں۔ مل کر منکرات کو ختم کرنے کیلئے سیاسی استحکام حاصل کریں۔

اگر ہم یونہی حیلوں بہانوں سے کام لیتے رہے تو بہت دیر ہو جائے گی وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔ موت آنیوالی ہے، ہم اس سعادت سے محروم رہ جائیں گے۔

آج دین غالب کیوں نہیں ہوتا

غور طلب بات ہے کہ جو کام بڑی بڑی جماعتیں، بڑے بڑے علما کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہے۔ وہ ہم کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ کسی نے غلبہ دین حق اور اسلامی نظام کے قیام اور اقامت دین کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا۔ یہ تو مخلص۔ متقی اور مومن لوگوں کا کام ہے، جن کے کوئی گروہی۔ مسلکی وطنی یا ذاتی مفادات نہ ہوں۔ جو فقط جہاد فی سبیل اللہ کے فلسفے سے واقف ہوں۔ اگر ان جماعتوں کے پیش نظر کسی قسم کا مفاد نہ ہوتا تو سرزمین پاکستان پر اقامت دین کیلئے غلبہ دین حق کیلئے کب کا معرکہ بپا ہو چکا ہوتا۔ چونکہ ہمارے پیش نظر کسی قسم کا مفاد نہیں لہذا ہم اس راستے پر چل نکلے۔ ہمیں کسی نقصان کی پرواہ نہیں۔ کسی کا ڈر اور خوف نہیں۔ کسی فائدے کا لالچ نہیں کسی چیز کی حرص نہیں۔ اب بھلا کون ہم سے ٹکرانے کی جرأت کریگا۔ کون ہمارے راستے میں آنے کی جرات کریگا۔ میں نے بڑے بڑے نام نہاد تحریکوں کے قائدین سے یہ باتیں سنی ہیں کہ ابھی ہم بہت تھوڑے ہیں۔ ہم نے اگر کوئی ایسی ویسی بات کی (ایسی ویسی یہ لوگ اقامت دین کے فریضے کو کہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس) تو حکومت کے کارندے ہمیں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیں گے۔ یہ گاجر مولی کی طرح کٹنے کا خوف ان بڑی بڑی جماعتوں کو باطل سے ٹکرانے نہیں دیتا۔ بھئی اگر تم میں

ہمت نہیں تو لڑنے کا نام ہی نہ لو۔ اور اگر ہمت ہے تو مقابلہ کرو۔ سر کٹ گئے تو کیا ہوا۔ تم سے لاکھوں کروڑوں درجے افضل ہستیاں اس مقصد کیلئے قربان ہو گئیں تم کس باغ کی مولی ہو جو کٹ گئی تو مولیوں کا قحط پڑ جائیگا۔ سنو! ہم ان شیطان کے چیلوں کو انشاء اللہ گاجر مولی کی طرح کاٹیں گے اور دنیا دیکھے گی۔ اور ہم کٹ گئے پھر بھی دنیا دیکھے گی اور تم بھی دیکھنا کہ کیا اللہ کا دین غالب ہوا یا نہیں۔

ہمیں دین سے دلچسپی کیوں نہیں ہے

ہم دین سے دور کیوں ہیں؟ ہمارے اندر دینی غیرت و حمیت کیوں پیدا نہیں ہوتی؟ ہمیں دین کے غلبے سے دلچسپی کیوں نہیں ہے؟ دلچسپی اس شے سے ہوتی ہے جو انسان کو مرغوب ہو جسے انسان پسند کرتا ہو جو انسان کو دل و جان سے عزیز ہو۔ ہماری اسلام کی ساتھ کوئی دلچسپی نہیں۔ کیوں کہ ہم نے اسلام کو دل و جان سے قبول ہی نہیں کیا۔ ہم صرف مسلمان کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ ہم نے صرف کلمہ پڑھا ہے جیسے سب پڑھتے ہیں۔ اور چند رسوم ادا کرتے ہیں جیسے سب لوگ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں دین کا کچھ پتا نہیں۔ جب اسلام ہمارے دل و روح میں اترا ہی نہیں تو رغبت اور دلچسپی کیسے پیدا ہو۔ پہلے اسلام کی روح کو اپنے دل میں اتارو پھر اسلام کی سمجھ آئے گی۔ پھر اسلام پسند بھی آئیگا۔ دین کی طرف رغبت بھی ہو گی۔ دینی غیرت اور حمیت بھی پیدا ہو گی۔ پھر مجاہد بھی بنو گے سرفروش بھی بن جاؤ گے اور حق کا جھنڈا لیکر پوری دنیا پر چھا جاؤ گے۔

اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ

”اے ایمان والو (دین) اسلام کے اندر پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے“

شیطان کا نقش قدم کیا ہے؟ اللہ کی نافرمانی۔ اللہ کی نافرمانی کرنے والا شیطان کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ لہذا شیطان کی پیروی سے بچنے کیلئے اللہ کی نافرمانی سے بچنا لازمی ہے۔ اور اللہ کی نافرمانی سے بچنا پورا اسلام میں داخل ہونا ہے۔ کیا آپ پورے کے پورے دین اسلام کے اندر

داخل ہو چکے ہیں؟ اگر نہیں تو آپ شیطان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں شیطان کی اطاعت کر رہے ہیں۔ اللہ کی اطاعت تو یہ ہے کہ ہر کام اللہ کے احکام کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے۔ اور اللہ کی نافرمانی کسی صورت میں نہ کی جائے۔ شیطان کے نقش قدم پر چلنے سے انسان بچ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اللہ کی اطاعت کرنے کا دل سے پکا ارادہ کرے۔ یہ دل سے پکا ارادہ کیا ہوتا ہے؟ یہ ہے اللہ سے عہد کرنا کہ اے اللہ میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد کبھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ چاہے مجھے اس کیلئے کتنی بھاری قیمت چکانی پڑے۔ خواہ اس کیلئے مجھے بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ کی نافرمانی کیا ہے؟ ہر وہ کام جو آپ نفس کو خوش کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ یا جس سے آپ کا نفس خوش ہوتا ہے۔ اللہ کی نافرمانی میں داخل ہے۔ اللہ کی اطاعت کرنے سے نفس کو تکلیف پہنچتی ہے۔

اللہ کی اطاعت یہ ہے کہ انسان جھوٹ نہ بولے، عدل کرے، کسی کو دھوکا نہ دے، گالی نہ بکے، حق بات کہے اور حق کا ساتھ دے۔ اور حق کیلئے ساری زندگی جدوجہد کرے۔

اگر آپ کچھ کاموں میں اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور کچھ کاموں میں شیطان کی یا نفس کی یا کسی اور کی تو آپ درحقیقت اللہ کی اطاعت کے دائرے سے خارج ہیں۔ اور مکمل طور پر شیطان وغیرہ کے پیروکار۔ کیونکہ اللہ کی اطاعت کیلئے ضروری ہے کہ ہر کام میں بس اللہ ہی کی اطاعت ہو۔ کسی بھی موقع پر اگر کسی دوسرے کی اطاعت ہوگی۔ تو اللہ کی اطاعت نہ رہی۔

حق کو دبانے کیلئے تمام باطل قوتیں اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں

جب بھی کہیں سے حق کی آواز بلند ہوتی ہے۔ معاشرے کی تمام قوتیں اس آواز کو دبانے کیلئے اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ کیونکہ حق کی صدا ان پر بجلی بن کر گرتی ہے۔ ان کے مفادات پر زد پڑتی ہے۔ باطل نظریات و عقائد پر تعمیر کیے گئے ان کے محلات زمین بوس ہوتے نظر آتے ہیں۔ ان کی حکومتیں، ان کی سرداریاں، ان کی پیشوائیاں خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ حق کی صدا ان کی بنیادیں ہلا

دیتی ہے۔ تمام باطل قوتیں اپنے نظریات و عقائد کے تحفظ کیلئے عوام کو حق کے خلاف اکساتی اور بھڑکاتی ہیں۔ تا کہ ان کی اجارہ داری قائم رہے اور غریب اور مظلوم اور مجبور عوام ان کے تسلط سے باہر نہ نکل پائے۔ کیونکہ صدائے حق پر ہمیشہ غریب اور مظلوم طبقے نے لبیک کہی ہے۔ مالدار طبقہ کبھی نہیں چاہتا کہ غریب کو اس کے حقوق ملیں۔ کیونکہ غریبوں کو ان کے حقوق کا ملنا اس کی مالداری کا خاتمہ ہے۔ لہذا وہ اپنا پورا زور لگاتا ہے کہ صدائے حق کو دبا دے لیکن حق نہ کبھی دبا ہے اور نہ دبے گا۔

ہماری بیماری کا واحد علاج

آج ہماری بیماری کا علاج اور ہماری صحت یابی کا راز فقط اس کلمے لا الہ الا اللہ کو قبول کرنے میں ہے۔ یہ کلمہ پڑھنے والے آپس میں بڑے نرم دل اور کافروں پر بڑے سخت ہوتے ہیں۔ جبکہ ہم آپس میں بڑے سخت اور کافروں کے معاملے میں بڑے نرم دل ہیں۔ کوئی کلمہ گو کسی دوسرے کلمہ گو سے دشمنی، عداوت، کینہ اور بغض نہیں رکھتا۔ کسی کلمہ گو کا برا نہیں سوچتا۔ کسی کلمہ گو کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ کسی کلمہ گو کا گلا نہیں کاٹتا۔ کسی کلمہ گو کو دھوکا نہیں دیتا۔ جبکہ ہمارا دن رات یہی کام ہے۔ ثابت ہوا کہ ہم نے کلمہ نہیں پڑھا۔ جو کام آج ہم کر رہے ہیں۔ یہ تو غیر مسلم، کافر اور لادین بھی شاید نہ کر رہے ہوں۔ گمراہی اور ذلالت کی جن بلندیوں کو ہم چھو رہے ہیں۔ شاید وہ بھی ان سے نیچے ہیں۔ ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ کونسا ایسا کام ہے جو ہم نہیں کر رہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر کر رہے ہیں۔ جب ہم بھی ان جیسے کام کر رہے ہیں۔ بلکہ ہم تو دو چار ہاتھ آگے ہیں تو بتائیے۔ ان میں اور ہم میں کیا فرق رہ گیا۔ ایمان تو ہمارا وہ ہے۔ جس کا ذکر اوپر گذر چکا۔ باقی کیا رہ جاتا ہے۔

آج ہمیں پھر اسلام قبول کرنے کی ضرورت ہے

آج ہمیں واقعتاً اسلام اور ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ حق یہی ہے خواہ کوئی برا منائے کیونکہ جن معنوں میں ہم ایمان لائے ہوئے ہیں۔ وہ ایمان کارگر ثابت نہیں ہو رہا۔ کیونکہ اسے ایمان لانا کہتے ہی نہیں۔ ایمان لانا تو جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ایمان لانے کیلئے موجودہ

طرز زندگی کو خیر باد کہنا ہے۔ کیونکہ ایمان تو مکمل تبدیلی کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہ تبدیلی لازماً آتی ہے۔ چشم فلک اس کا نظارہ کر چکی ہے۔ جب لوگ ایمان لائے تو ان کے اندر مکمل تبدیلی آئی۔ اور ایسی تبدیلی آئی کہ انہوں نے دنیا کو بدل کر رکھ دیا۔ بدر و اُحد اور خندق و حنین کے معرکے گواہ ہیں کہ ان ایمان لانے والوں نے اور مکمل تبدیل ہو جانے والوں نے کفر و طاغوت کو ناکوں چنے چبوائے۔ اور صرف نصف صدی کے اندر اس ایمان اور یقین کے ساتھ حق کا پرچم مشرق سے مغرب تک لہرا دیا۔ کہ آج تک انسان یہ سوچ رہا ہے کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ سب اس تبدیلی کی وجہ سے ہوا جو۔ جو لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ اور جسے ایمان کہتے ہیں۔ ورنہ یہی جنگجو قوم پہلے بھی موجود تھی۔ لیکن ایسا نہ کر سکی۔ کیونکہ اس کے اندر وہ بیماریاں موجود تھیں۔ جو صرف کلمے سے دور ہو سکتی تھیں۔ انہوں نے کلمہ پڑھا اور اسکی تاثیر سامنے آ گئی۔ آج بھی وہی تاثیر پیدا ہو سکتی ہے بشرطیکہ ہم کلمہ پڑھ لیں۔

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

مسلمان اپنا ایمان ضائع کر چکے ہیں

مسلمان اپنا ایمان ضائع کر چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے بلکہ یقیناً یہ جملہ پڑھنے والے کیلئے تعجب اور حیرت کا باعث ہو مگر یہ حقیقت ہے اور حقیقت سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ کلمہ پڑھ لینا جیسے ہم پڑھتے ہیں نہایت آسان ہے۔ لیکن اس کی تصدیق کرنا انتہائی دشوار۔ کیسے پتہ چلے کہ ہم نے جو کلمہ پڑھا ہے ہم اس کی تصدیق بھی کر رہے ہیں یا نہیں۔ اس کا طریقہ نہایت آسان ہے۔ جب کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہے اور جان لیتا ہے کہ اس کلمے کا کیا مطلب ہے تو اس کی

زندگی یکسر بدل جاتی ہے۔ جیسے کسی مریض کو جب صحیح صحیح اس مرض کی دوا ملتی ہے تو وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے اندر یکسر تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ پہلے وہ بیمار ہوتا ہے پھر تندرست ہو جاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں تبدیلی۔ بعینہ اسی طرح جب کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہے تو اس کے اندر تبدیلی کا آنا لازمی ہے اس کا شفایاب ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ کا اقرار ان تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ جو انسان کے اندر پائی جاتی ہیں۔ جیسے جھوٹ بولنا، شرک کرنا، تکبر کرنا، غیبت کرنا، ظلم کرنا، ملاوٹ کرنا، دھوکا دہی، ذخیرہ اندوزی، بد دیانتی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی اور دیگر ہر طرح کی برائیاں وغیرہ۔ اگر یہ اور اس طرح کی دیگر برائیاں انسان کے اندر موجود رہتی ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کلمے کے اندر تاثیر نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کلمہ پڑھا ہی نہیں۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے جیسے بیمار شخص دوائی منہ میں ڈال لے لیکن اسے پیٹ کے اندر نہ جانے دے۔ بھلا اس میں دوا کا کیا قصور؟ قصور تو بیمار کا ہے کہ اس نے دوائی کو معدے کے اندر نہ اترنے دیا۔ اسے شفا کیا خاک ملتی؟ اسی طرح جو شخص زبان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیتا ہے لیکن اس کلمے کو دل میں اتارتا نہیں یا اترنے نہیں دیتا تو بھلا اس میں خطاوار کون ہوا؟ اب اگر شفا نہیں ملتی تو انسان ویسا کا ویسا ہی رہتا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ وہ عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور دیگر کفار و مشرکین جیسے کام کرتا ہے تو اس کا صاف صاف مطلب ہے کہ اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔ اگر کلمہ پڑھتا تو کلمہ ان برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا۔ کلمہ اس کو دھو ڈالتا اور وہ ایک مکمل تبدیل شدہ مثالی اور باکباز انسان بن جاتا۔ تو ثابت ہوا کہ چونکہ ہم کلمے کی اس تاثیر سے محروم ہیں لہذا ہم نے کلمہ نہیں پڑھا اور چونکہ صحیح معنوں میں نہیں پڑھا تو پھر ایمان کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ پھر ثابت ہوا کہ ہم مسلمان کلمہ پڑھ کر بھی کلمے کی تاثیر یعنی ایمان سے محروم ہیں۔ کیونکہ اگر ایمان ہوتا تو آج ہم در بدر کی ٹھوکریں نہیں کھا رہے ہوتے۔ غیروں کے در پر دست سوال دراز کرنے نہ کھڑے ہوتے۔ اللہ کے سوا اوروں کو اپنا مددگار اور محافظ نہ سمجھتے۔ امریکہ کے غلام نہ ہوتے۔ مغرب کے پیروکار اور نقال نہ ہوتے۔ مغربی اقدار

جنہیں اقتدار کہنا بھی اقتدار کی توہین ہے کے دلدادہ نہ ہوتے۔ اپنے اسلاف کے کارناموں کو نظر انداز نہ کرتے۔ قرآن کو چھوڑ نہ دیتے۔ ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹتے۔ ایک دوسرے کو کافر اور مشرک اور نہ جانے کیا کیا نہ کہتے۔ بھائی بھائی بن کر رہتے۔ پیار محبت اور اخوت کا مجسم درس ہوتے۔ اقوام مغرب کیلئے قابل تقلید بن جاتے، نہ کہ ان کی تقلید کرتے۔

اسلامی نظام حکومت کا قیام ناگزیر ہے

مسلمان کی موجودگی میں اسلامی نظام حکومت کا قیام ناگزیر ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ مسلمان بھی موجود ہوں اور اسلامی نظام حکومت موجود نہ ہو۔ اگر اسلامی نظام حکومت موجود نہیں تو یہ مسلمانوں کے موجود نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے لہذا چونکہ ہم مسلمان موجود ہیں اسلامی نظام حکومت بھی لازماً موجود ہونا چاہیے اور اگر نہیں ہے تو اس کے قیام کیلئے جدوجہد شروع کی جانی چاہیے۔ یاد رکھو کہ اسلامی نظام حکومت کا قیام الیکشن کے ذریعے ناممکن ہے۔ یہ کام قوت وطاقت اور جذبہ جہاد سے ہوگا۔ کیونکہ عوام کی اکثریت اسلامی نظام حکومت کی برکات سے ناواقف ہوتی ہے۔ اور ناآشنا ہوتی ہے ان کیلئے یہ کوئی نئی چیز ہوتی ہے لہذا وہ الیکشن کے ذریعے اس نظام کو پسندیدگی کی سند سے نہیں نواز سکتے۔

چند اہم نکات

1۔ دین ہمارے اندر تبدیلی لانا چاہتا ہے۔ مگر ہم دین کے اندر تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔

2۔ ہماری دعوت (دین کی دعوت) تمام انسانیت کیلئے ہے نہ صرف مسلمانوں کیلئے۔

3۔ مسلمان ایک چلتی پھرتی دعوت ہوتی ہے۔ اس کا ہر عمل، قول وفعل، نشت وبرخاست وغیرہ دعوت ہے۔

4۔ ہمیں اسلام کے ماتھے کا جھومر بننا چاہیے۔ اسلام کے ماتھے پر بدنما داغ نہیں ہونا چاہیے۔

5۔ ہمیں ہر وقت یہ فکر ہونی چاہیے کہ انسانیت کو دوزخ سے کیسے بچایا جائے۔

6۔ مومن کے دل کے اندر تڑپ ہوتی ہے، درد ہوتا ہے۔

7۔ مومن کسی کا دل نہیں دکھاتا۔ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ اسی طرح کی بے شمار خوبیوں کا مالک ہوتا ہے۔

8۔ جب ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ اسلامی معاشرے کا قیام ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اگر صحیح معنوں میں ہو تو اسلامی معاشرہ لازماً وجود میں آجاتا ہے اور یہی ایک مسلمان کی جدوجہد کا ثمرہ ہے۔

9۔ جس کوشش کا منتہائے مقصود اسلامی معاشرے کا قیام نہ ہو وہ کوشش دین کے مکمل تصور سے خالی ہے۔

10۔ محنت کا پھل رائیگاں نہیں جاتا۔ اگر ہم خلوص نیت کے ساتھ اسلامی معاشرے کے قیام کی کوشش کریں۔ تو ہماری دنیا بھی سنور سکتی ہے اور آخرت بھی۔

11۔ اسلامی معاشرہ کیسے وجود میں آتا ہے یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے۔ جس کا جواب ہمیں بہر حال تلاش کرنا ہے اور پھر اس کی روشنی میں اسلامی معاشرے کو وجود میں لانا ہے۔

12۔ اگر ہم خود غرضی چھوڑ دیں تو بے شمار مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ حقداروں کو ان کا حق مل سکتا ہے۔ مظلوموں کی دادرسی ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

13۔ آج کے دور میں سب سے بڑا اعتراض جو تبلیغی جماعتوں پر کیا جاتا جو کسی حد تک درست بھی ہے کہ مسلمانوں کو تبلیغ کیوں کی جاتی ہے۔ غیر مسلموں کو تبلیغ کی جانی چاہیے۔ ہم اس اعتراض کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو واقعی ان چیزوں کی تبلیغ کی ضرورت ہے جو ہم بتا رہے ہیں اسی کے ہونے سے کوئی مسلمان، مسلمان کہلانے کا حق دار ہے۔ اگر اس کی ذات ان محاسن سے خالی ہے تو پھر اس کا کلمہ، اس کی نماز اور روزے، اس کی زکوۃ اور حج بے معنی ہیں۔

14۔ ایمان اور عمل صالح کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایمان کے بغیر عمل صالح اور عمل صالح کے بغیر ایمان بیکار ہے۔ مثلاً جیسے ایک لڑکا سکول میں داخلہ تو لے لے مگر امتحان نہ دے تو اس کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔

15۔ انسان بہت جلد شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے۔ کیونکہ شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

اور انسان یہ سمجھتا ہے کہ شاید میرا دل مجھے یہ کام کرنے کو کہہ رہا ہے۔ اسی لیے شیطان نے اللہ سے کہا تھا کہ میں اولادِ آدم کو تیرے راستے سے ہٹا دوں گا گمراہ کر دوں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں پر تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا۔ وہ تیری چالوں کو سمجھ جائیں گے۔ اور میں تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے دوزخ کو بھر دوں گا۔

دین بچوں کا کھیل نہیں

آج لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ جناب آج کے دور میں دین پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ آپ انہیں لاکھ سمجھائیں وہ ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ کیونکہ شیطان نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ کہ اب وہ شیطان کے وسوسوں کو حقیقت سمجھتے ہیں اور حقیقت جاننے کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ شیطان کے غلبے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ نہیں! اس کے باوجود انسان کے پاس مکمل اختیار و ارادہ موجود ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ شیطان کا دوست بن چکا ہوتا ہے۔ شیطان کی معیت اختیار کر لیتا ہے۔ لہذا وہ اس کے وسوسے کو زیادہ اہمیت دینے لگ جاتا ہے۔ شیطان اس کو اس طرف آنے ہی نہیں دیتا۔ یعنی اسے یہ سوچنے کی مہلت ہی نہیں دیتا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان آج کے دور میں دین پر کاربند نہ ہو سکے۔ دراصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے اپنے نفس کو الہٰ بنا رکھا ہے۔ نفس کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔ نفس کی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ دین پر عمل بھی نفس کی مرضی سے کرتے ہیں۔ نفس انہیں کوئی ایسا کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جس میں نفس کو تکلیف اٹھانی پڑے یا نفس مشقت میں پڑ جائے۔ لہذا انہوں نے نفس کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ صادر فرما دیا کہ دین میں بڑی آسانی رکھی گئی ہے گویا دین نہ ہوا بچوں کا کھیل ہوا۔ نہیں دوستو نہیں۔ دین تو مشکلات و مصائب کی آماجگاہ ہے۔ کانٹوں بھری وادی ہے۔ جس میں سے دامن بچا کر گزرنا پڑتا ہے۔ مصائب کے دریا عبور کرنے پڑتے ہیں اور پہاڑ جیسی چٹانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ الغرض قدم قدم پر ایسے امتحان آتے ہیں کہ بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے

۔حالانکہ دین، ایسے مشکل مراحل پر ثابت قدمی کا نام ہے۔ جو شخص ٹیلی ویژن دیکھنے کا عادی ہے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ڈرامہ لگا ہوا ہو اور وہ ڈرامے کو چھوڑ کر آسانی کے ساتھ نماز کی طرف چلا جائیگا۔نہیں اسے بڑی کشمکش کے بعد یہ حوصلہ اور ہمت ملے گی کہ وہ مسجد کی طرف جا سکے۔ آپ کہیں گے کہ وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھا ہی کیوں تھا۔ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ جناب اصل امتحان تو یہی ہے کہ وہ حق اور باطل میں سے کس کا انتخاب کرتا ہے۔ جو ٹی وی دیکھتا ہی نہیں اس کے مسجد جانے میں یہ رکاوٹ نہیں ہے۔ جو آسانی سے پہنچ جائے اور جو کسی امتحان سے گزر کر آئے۔ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہوگا۔ یہ مثال صرف سمجھانے کیلئے دی ہے۔۔ ورنہ ایک مومن کے پاس ایسے فضول کاموں کیلئے وقت کہاں ہوتا ہے۔ یہاں پر یہ واضح کرتا چلوں کہ ٹی وی دیکھنا جرم یا گناہ نہیں ہے۔ وہ پروگرام دیکھنا گناہ ہے جن میں فحاشی، عریانی اور غیر مہذب گفتگو ہو اور جو پروگرام خلاف شرع ہوں۔ ورنہ خبریں اور کھیل مردانہ کھیل دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ معلوماتی پروگرام کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح دینی پروگرام ہوتے ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ فرقوں کا زور کم ہوتا جائیگا

جیسے جیسے لوگ دین کا علم سیکھتے جائیں گے۔ فرقوں کا زور کم ہوتا جائے گا۔ کیونکہ فرقے کم علمی اور تعصب اور تنگ نظری اور حسد وغیرہ کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں۔ ورنہ دین تو شروع سے ایک ہی تھا ایک ہی ہے اور ایک ہی رہے گا۔ چاہے تہتر نہیں تہتر ہزار فرقے وجود میں آ جائیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ دین کی صحیح سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔ وہ فرقوں کے چکر میں نہیں پڑتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر واضح فرما دیتا ہے کہ فرقوں کی حقیقت کیا ہے۔ جب اللہ ایک ہے، رسولؐ ایک ہے، قرآن ایک ہے، دین ایک ہے تو فرقہ کہاں سے آ گیا۔ ہم سب بھی ایک ہیں۔ اگر ہم سب ایک نہیں تو ظاہر سی بات ہے کہ ہمارا دین بھی ایک نہیں۔ ہمارا قرآن بھی ایک نہیں۔ ہمارا خدا اور رسول بھی ایک نہیں۔ گویا جن کا اللہ ایک رسولؐ ایک، قرآن ایک اور دین ایک، وہ سب ایک، وہ دو بھی نہیں ہو

سکتے۔ چہ جائیکہ تہتر۔ ہمارے اختلافات ان باتوں میں ہیں جو ضروریات دین میں سے نہیں۔ جن باتوں میں ہم اختلافات کرتے ہیں وہ ایسی باتیں نہیں ہیں جن پر ہماری دنیوی اور اخروی نجات کا دارومدار ہو۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں اور حق سمجھتا ہوں کہ اگر تمام اختلافی باتیں نہ سہی کم از کم 99 فیصد اختلافی باتیں ایسی ہونگی۔ جن کے بارے میں قیامت کے دن کوئی سوال نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہاں تو ایک ہی پیمانہ ہے۔ جس کا قرآن نے جابجا ذکر کیا ہے۔ کہ

الذین امنو و عملو الصلحت یعنی جنت صرف ان لوگوں کا حق ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور مزے کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ کے اندر ایمانیات اور اعمال صالح کے مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف ہے تو ان باتوں میں جو نہ تو ایمان میں داخل ہیں اور نہ ہی عمل صالح میں۔ اب آپ خود اندازہ لگالیں کہ اس اختلاف کی بنیاد پر وجود میں آنے والے فرقے کی کیا حقیقت ہے۔

اللہ اور رسول ﷺ کی شہادت دینے والا مسلمان ہے

جو شخص گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ تو وہ شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر اس سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو وہ گناہگار ہو گا۔ کافر نہیں ہوگا۔ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔ کسی کلمہ گو کے بارے میں کوئی فتویٰ نہ دیا جائے کہ فلاں مشرک ہے، فلاں بدعتی ہے، فلاں گستاخ رسولؐ اور گستاخ صحابہؓ اور گستاخ اہل بیت ہے۔ سب کو مسلمان تصور کیا جائے۔ اور ان کو دعوت دی جائے کہ آپس میں اختلافات رکھنے کے باوجود بھائی بھائی بن کر رہو۔ جس طرح تمہارا اللہ ایک، تمہارا رسولؐ ایک، تمہارا قرآن اور تمہارا قبلہ ایک اسی طرح تمہاری سوچ اور عمل بھی ایک ہونی چاہیے۔ تاکہ تم امت واحدہ بن سکو اور تمہاری قوت مجتمع ہو سکے۔ اور اختلافات کو اختلافات تک ہی محدود رکھو۔ اختلافات کو دین کا اختلاف نہ بننے دو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے آپس کے اختلافات اتنی شدت اختیار کرلیں۔ اتنے شدید اور گھمبیر ہو جائیں کہ تم یہ

شروع کرنے لگو کہ شاید تمہارے دین بھی الگ الگ ہیں۔ جب تم اس سطح تک پہنچ جاؤ تو سمجھ لو کہ تم دین میں فتنہ پیدا کرنے کا سبب بنے۔ اور دین میں فساد پیدا کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔ جس کی سزا پوری قوم کو بھگتنی پڑتی ہے۔ یاد رکھو! تمہارے اختلاف ہرگز ہرگز اس نوعیت کے نہیں کہ تم ایک دوسرے کے دشمن بن جاؤ۔ اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگو۔ تمہارے اختلافات پر دین کا دارومدار نہیں ہے۔ دین ان اختلافات سے ارفع اور اعلیٰ چیز ہے۔ دین میں اختلافات نہیں ہوتے۔ دین کامل اور اختلافات سے پاک ہوتا ہے۔ دین تمہاری سوچوں اور تمہارے افکار کے مجموعے کا نام نہیں۔ دین کسی شخص کی ذہنی اختراع کا نام نہیں۔ دین تو اس وحی کا نام ہے۔ جو اللہ نے اپنے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل کی بھلا جو دین اللہ نے نازل کیا اس میں اختلاف کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ اختلاف اس وقت رونما ہوتا ہے جب تم اس وحی کی اپنے خیالات اور نفس کی خواہشات کے مطابق تشریح کرتے ہو۔ اس بات کو دین کیوں کہتے ہو جو اللہ نے نازل نہیں کی یعنی اللہ نے اس کی کوئی سند نہیں اتاری۔

اللہ نے جو چیزیں حلال کر رکھی ہیں تم انہیں حرام سمجھتے ہو اور اللہ نے جو چیزیں حرام قرار دے رکھی ہیں۔ تم انہیں حلال ٹھہراتے ہو۔ تم نے اپنی خواہشات نفس کو دین سمجھ رکھا ہے۔ تم نے اپنی خواہشات نفس کو الٰہ بنا رکھا ہے۔ تم وہ کام کیوں کرتے ہو جن سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہے اور ان امور کو انجام نہیں دیتے جن کے اللہ و رسولؐ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ تم نے دین کو عقل کے تابع کر رکھا ہے۔ حالانکہ عقل کو دین کے تابع رکھ کر استعمال کرنا چاہیے۔ تم جب کسی سے وعدہ کرتے ہو تو اسے پورا نہیں کرتے۔ بلکہ اس طرح ظاہر کرتے ہو جیسا کہ تم نے کبھی وعدہ کیا ہی نہیں تھا۔

دین حق صرف ایک ہے۔ باقی ادیان باطل

یاد رکھو دین حق صرف ایک ہے باقی تمام دین باطل ہیں۔ تم دین حق کے پیروکار ہو تمہارے دین دو کس طرح ہو سکتے ہیں۔ تمہارا دین بھی ایک ہے۔ ایک دین کے پیروکار ایک ہوتے

ہیں۔ چونکہ تمہارا دین ایک ہے لہذا تمہارا مقصد زندگی بھی ایک ہونا چاہیے۔ تمہاری سوچ اور فکر بھی ایک ہونی چاہیے۔ تمہارا قول وفعل بھی ایک ہونا چاہیے۔ تمہیں ایک دوسرے سے محبت ہونی چاہیے ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں برابر کا شریک ہونا چاہیے۔ الغرض تمہیں اکٹھا ہونا چاہیے۔ اسی میں تمہاری بقا کا راز ہے۔

تم دوسرے مسلمان بھائی پر تنقید کرنا چھوڑ دو، تفرقہ پیدا نہیں ہوگا۔ اختلافات نہیں رہیں گے۔ تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ مختلف فرقوں کے اختلافات ختم نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ ہو سکتے ہیں۔ اگر تم دین پر عمل کرو۔ ان باتوں پر عمل کرو۔ جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ان کاموں سے رک جاؤ جن سے منع کیا گیا ہے۔

ارباب من دون اللہ

علماء اور مشائخ یہودیوں اور عیسائیوں کے۔ آج کے مسلمانوں کے بھی اسی کے مصداق ہیں۔ کیونکہ ان کے پیروکار بھی انہیں رب کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور ان سب کے دین الگ الگ ہیں۔ اگر ان کا ایک دین ہوتا تو کب کے اکٹھے ہو چکے ہوتے۔ انتہائی غور طلب اور توجہ طلب نکتہ ہے۔ اگر لوگوں کے سامنے ان ارباب کو کچھ کہا جائے تو یہ مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف پورے ملک میں لوگ دین کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ گویا اللہ اور اس کے رسول کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اور یہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ تو گویا اللہ کی جگہ (نعوذ باللہ) انہوں نے لے رکھی ہے۔ اگر یہ ارباب اپنے بندوں کو حکم دیں تو بندے غلط اور خلاف شرع کام کرنے کو بھی تیار اور دوسری طرف اللہ کے احکامات سے بغاوت ان کا شب و روز کا معمول۔ بتایئے رب کون ہوا۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اگر یہود کے دس بڑے علماء مجھ پر ایمان لے آتے تو تمام یہود ایمان لے آتے۔ کعب کہتے ہیں بارہ (یعنی آپ نے دس نہیں بارہ فرمایا) جن کا مصداق سورہ مائدہ میں موجود ہے۔ حضور کی مدینہ تشریف آوری کے وقت روؤسائے یہود میں سے

چوٹی کے مشاہیر 12 تھے۔ جن میں سے دو عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن صوریا کے اسلام قبول کرنے کی روایات ملتی ہیں۔ اس اعتبار سے دونوں درست ہیں۔

ہجرت کے معنی

اگر آپ ہجرت کرنے کیلئے تیار ہیں آپ دائرہ اسلام میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ہجرت کے معنی ہیں۔

1۔ گھر چھوڑنا۔

2۔ بیوی بچے اگر ساتھ چلنے کیلئے تیار نہ ہوں تو انہیں چھوڑنا، اسی طرح رشتہ داروں کو چھوڑنا۔

3۔ اس مذہب کو چھوڑنا جو باطل کے ساتھ مل جل کر رہنے کو بُرا نہیں بتاتا۔

4۔ اس مذہب کو چھوڑنا جو صدیوں سے مغلوب ہے۔

5۔ حق کبھی مغلوب نہیں ہوتا ہمیشہ غالب ہوتا ہے۔

6۔ یہ سب کچھ فی سبیل اللہ کرنا۔

7۔ اپنا سب کچھ دین اسلام پر قربان کرنا۔

8۔ یہ سب کچھ بغیر کسی غرض اور لالچ کے کرنا۔

9۔ کلمہ حق کہنا۔

10۔ اقامت دین۔

ہم حق ہیں، ہمارے مدمقابل باطل

ہماری کوئی جماعت نہیں ہم مسلمان ہیں۔ یہی ہماری جمیعت ہے اور یہی جماعت۔ یہی پارٹی اور یہی فرقہ۔ کیونکہ جماعتیں، فرقے یا پارٹیاں صرف دو ہیں۔ حق اور باطل۔ ہم حق ہیں اور ہمارے مقابل باطل۔ تیسرا تو کوئی ہے ہی نہیں۔

ہم کیسے حق ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ ہم باطل نہیں ہو سکتے کیوں کہ ہم چند ہیں۔ پانچ ارب کے مقابلے میں۔ اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ پانچ ارب حق پر ہوں اور ہم چند باطل۔ اور اگر پانچ

ارب حق پر ہیں تو ایسے حق سے ہم باطل ہی بھلے۔

ہم اہل حق ہیں۔ ہمارے مخالفین باطل۔ ہم سچے ہیں ہمارے مخالف جھوٹے۔ بہت سارے لوگوں کو میرے ان الفاظ سے بڑی تکلیف پہنچی ہوگی۔ کیونکہ اس سے پہلے وہ اپنے آپکو حق پر سمجھتے ہیں۔ آج میں نے ان سب کو باطل کا لقب دے دیا۔ وہ آج بھی اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہوں گے۔ لیکن میں انہیں حق پر نہیں سمجھتا۔ میرے پاس اس ضمن میں دلائل موجود ہیں اور بات وہی مضبوط اور پائیدار اور قابل قبول ہوتی ہے جس کے دلائل موجود ہیں۔

پہلی دلیل

سب سے پہلی بات یہ کہ اہل حق ہونے کے دعویدار ایک نہیں درجنوں گروہ ہین۔ اور یہی ان سب کے حق پر نہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ کیونکہ درجنوں گروہ مختلف عقائد اور نظریات رکھنے والے حق پر نہیں ہو سکتے۔ حق پر صرف ایک گروہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ ہم ہیں۔ لیکن اس بات کی کیا دلیل ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم اپنے علاوہ تمام لوگوں کو باطل سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ دنیا میں صرف دو گروہ ہمیشہ سے موجود رہے ہیں ایک حق اور دوسرا باطل۔ لہذا ہم حق پر ہیں اور ہمارے مقابلے پر باطل۔ جو ہمارے مقابلے میں نہیں اسے ہمارے ساتھ آملنا چاہیے۔ اور اہل حق میں اپنا شمار کروالینا چاہیے۔ اور آج نہیں تو کل حق پرست، اہل حق کے ساتھ آملیں گے۔ کیونکہ مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

دوسری دلیل

دوسری دلیل یہ ہے کہ ہماری حق پرستی کی اس تحریک کی بدولت باطل کے تن بدن میں آگ لگ جائے گی۔ اور وہ حق کو مٹانے کیلئے سرگرم ہو جائے گا۔ جو جو فرقہ جو جو گروہ ہماری مخالفت میں کمر بستہ ہوگا۔ سمجھ لیجیے وہ باطل ہے اور میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہر گروہ اور ہر فرقہ ہماری مخالفت کرے گا۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ باطل حق کی مخالفت نہ کرے۔

تیسری دلیل

تیسری دلیل یہ ہے کہ وہ حق نہیں ہوسکتا۔ جس کی مخالفت نہ کی جائے۔ جس کے راستے میں روڑے نہ اٹکائے جائیں۔ جسے مٹانے کیلئے باطل ایڑی چوٹی کا زور نہ لگائے۔ اور میں یہ دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں عنقریب مصائب، آلام کے سمندر میں سے گزرنا ہوگا۔ اور بالآخر غلبہ یا شہادت کا تاج ہمارے سر پر رکھا جائے گا کیونکہ اہل حق کی یہی نشانی ہے۔

ایک سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کون ہیں؟ اور ہمارے مخالفین کون ہیں؟
مختصر جواب یہ ہے کہ ہم اہل حق ہیں اور دنیا بھر کے مسلم اور غیر مسلم ہمارے مخالفین ہیں۔ آپ کو یہ پڑھ کر تعجب ہوگا کہ میں نے مسلمانوں کو بھی اہل حق کا مخالف قرار دیا ہے۔ ہاں یہی حق ہے۔ مسلمان صرف کلمہ گو ہے اس میں اہل حق والی کوئی بات نہیں اگر مسلمان اہل حق ہوتے تو غالب ہوتے۔ کیونکہ حق کیلئے غلبہ شرط ہے۔ ورنہ جو مغلوب ہو وہ حق نہیں ہوا کرتا۔ یہاں پھر سوال پیدا ہوا کرتا ہے۔ کہ اگر مسلمان مغلوب ہیں تو کیا جو غیر مسلم ہیں اور مسلمانوں پر غالب ہیں وہ حق پر ہیں۔ نہیں وہ حق پر نہیں ہیں۔ ان کے غلبے کی وجہ حق پر ہونا نہیں بلکہ بدمعاشی اور سینہ زوری ہے وہ ڈنڈے کے زور پر غالب ہیں۔ جب کہ حق ڈنڈے کے زور پر غالب نہیں ہوتا۔ بلکہ حق کا اتنا رعب اور دبدبہ ہوتا ہے کہ باطل مغلوب ہو جاتا ہے اور جہاں باطل ذرا اکڑ دکھائے تو وقتی طور پر اسے ڈنڈے سے سیدھا کیا جاتا ہے لیکن مستقل ڈنڈا استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

اب آپ کہیں گے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دو چار آدمی حق پر ہوں اور باقی تمام دنیا کے چار پانچ ارب مسلم اور غیر مسلم باطل ہوں۔ ہاں یہ حق ہے اور اس کی دلیل بھی میرے پاس ہے۔ جب ہمارے نبی کریمؐ نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو کیا ایسا نہیں تھا کہ صرف حضورؐ حق پر تھے اور باقی تمام دنیا باطل۔ اور پھر جو جو حضورؐ کے ساتھ ملتا گیا اہل حق میں شمار ہوتا گیا۔ اسی طرح آج ہم حضورؐ کی

سنت پر عمل کرتے ہوئے نعرہ حق بلند کر رہے ہیں۔اور بتا رہے ہیں کہ جو ہمارے ساتھ شامل ہوگا۔ اس کا شمار اہل حق میں ہوگا۔اور جو ہماری مخالفت کرے گا۔وہ باطل۔اور باطل حق کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔جب حق سامنے آجاتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے۔

ہمیں کسی کے فتووں کی پرواہ نہیں

میں جانتا ہوں کہ فرقہ باز اور فرقہ ساز مولوی ہمارے خلاف کیا کیا فتوے دے گا۔لیکن ہمیں کسی کے فتووں کی کوئی پرواہ نہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمدؐ کے بارے میں علمائے قریش اور علمائے یہود و نصاریٰ نے کیا کیا فتوے نہیں دیئے۔کونسے کونسے الفاظ ہیں جو حضورؐ کے بارے میں نہیں کہے گئے۔کلمہ حق کہنے کے جرم میں تو انبیاء نے اپنی جانیں دے دیں۔طرح طرح کی مصیبتیں اور تکالیف برداشت کیں۔حق بات کہنا کوئی آسان کام نہیں۔ مولوی بیچارہ کیا جانے کہ حق کیا ہے؟اسکی تو روٹی بھی مسجد کی کمیٹی کے ساتھ بندھی ہوتی ہے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے۔
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کہا جاتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی۔اس پر بحث نہیں کی جائیگی۔کہ آیا یہ حضورؐ کا فرمان ہے بھی یا نہیں۔فرض کریں کہ حضورؐ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ سے کیا مراد ہے۔پہلا مفہوم تو یہ ہوسکتا ہے کہ واقعی امت مسلمہ تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔اور دوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ امت مسلمہ بہت سارے گروہوں یا فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔دوسرا مفہوم قریب قریب درست معلوم ہوتا ہے۔کیونکہ صرف پاکستان کے اندر مسلمان کم و بیش تین چار سو یا اس سے بھی زیادہ گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں۔یہ تعداد میں نے بہت تھوڑی بتائی ہے حقیقتاً اس سے کہیں زیادہ پارٹیاں اور فرقے ہمارے ملک میں موجود ہیں۔اور

پوری دنیا میں مسلمانوں کے کتنے گروہ ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

اب آتے ہیں اس حدیث مبارکہ کے اگلے حصے کی طرف جس میں حضورؐ نے فرمایا کہ ان تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجی (نجات یافتہ یا نجات پانے والا) ہوگا۔

یہ حدیث مبارکہ ہمارے موقف کی بڑی کھل کر وضاحت کرتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ان بے شمار فرقوں، پارٹیوں اور مسلکوں میں سے ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ گویا باقی سب باطل ہوں گے۔ کیونکہ اگر سب فرقے حق پر ہوتے تو سب ناجی ہوتے۔ کیونکہ نجات اہل حق کیلئے ہے۔ باقی فرقوں کیلئے چونکہ نجات نہیں ہے۔ لہذا وہ حق پر نہیں۔ اور جو حق پر نہیں سیدھی سی بات ہے کہ وہ باطل ہے۔ خواہ وہ کلمہ بھی پڑھتا ہو۔ نمازیں بھی پڑھتا ہو۔ حج بھی کرتا ہو۔ زکوٰۃ بھی دیتا ہو۔ تبلیغ بھی کرتا ہو۔ روزے بھی رکھتا ہو۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے آپ کو حق پر بھی سمجھتا ہو۔ تب بھی وہ حق پر نہیں کیونکہ حق پر تو صرف ایک گروہ ہوگا۔ دوسرا کوئی گروہ اہل حق کا نہیں ہوسکتا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔

ایک شخص کہتا ہے کہ دو جمع دو چار ہوتے ہیں دوسرا کہتا ہے کہ نہیں جناب۔ دو جمع دو پانچ ہوتے ہیں۔ تیسرا بولتا ہے کہ تم دونوں غلط کہہ رہے ہو دو جمع دو چھ ہوتے ہیں۔ چوتھا کہتا ہے کہ آٹھ ہوتا ہے اور پانچواں کہتا ہے دس ہوتے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ ان میں سے صرف ایک حق پر ہے۔ کیونکہ سب کا جواب مختلف ہے اور حق دو جگہ نہیں ہوسکتا۔ صرف ایک حق پر ہے باقی چار باطل۔

اسی طرح ایک اور مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ ایک شخص کہتا ہے یہ گائے میری ہے دوسرا کہتا ہے کہ میری ہے تیسرا اپنا حق جتاتا ہے چوتھا اپنا اور پانچواں اپنی ملکیت ظاہر کرتا ہے۔ اور جس کی گائے ہے اس کا دعویٰ حق ہے اور باقی سب باطل۔ کیوں کہ حق دو جانب نہیں ہوسکتا۔ حق ایک طرف ہی ہوتا ہے۔

حق کی دعوت کیسے پھیلتی ہے؟

حق کا داعی تنہا ہوتا ہے۔ایک سے دو اور دو سے تین حق کا گروہ بڑھتا جاتا ہے۔مشکلات پیش آتی ہیں۔تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ہجرت کرنی پڑتی ہے۔بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔صبر کرنا پڑتا ہے۔جذبات کو قابو میں کرنا پڑتا ہے۔حالات بدلنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔کچھ جانثار تیار ہو جانے کے بعد حق کی حکومت قائم کرنا پڑتی ہے۔اس طرح اللہ کا نظام اللہ کی زمین پر نافذ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔پھر اس کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔اور جب تک حق کے اصولوں کو اپنایا جاتا رہے،حق غالب رہتا ہے۔جب حق و باطل میں مصالحت ہونا شروع ہو جائے تو حق مغلوب ہو جاتا ہے۔دوسرے لفظوں میں حق باقی نہیں رہتا۔کیونکہ حق موجود ہو تو غالب نہیں ہوتا۔حق صرف مغلوب ہونے کیلئے ہے۔حق بات کہنا انتہائی مشکل ہے۔اس کیلئے اللہ اپنے مخصوص بندوں کو چن کر ان سے کام لیتا ہے۔جنہیں انبیاء و رسل کہا جاتا ہے۔اب چونکہ ختم نبوت کے بعد نبوت کا باب بند ہو چکا ہے۔لہذا امت مسلمہ کے افراد میں سے اہل حق اٹھتے رہیں گے۔اور حتی المقدور کوشش کرتے رہیں گے۔کیونکہ ان کے پاس منبع حق قرآن و سنت موجود ہیں۔حق قرآن و سنت میں موجود ہے۔قرآن اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔جب کہ سنت اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہے۔اسی لیے امت میں اختلاف قرآن کی وجہ سے نہیں بلکہ سنت کی وجہ سے ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ سنت وجہ اختلاف ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ سنت اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے۔اس لئے امت بے شمار ٹکڑوں میں بٹ گئی ہے۔اور ہر کسی نے اپنا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔حالانکہ سنت میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔فرقوں کی بنیاد سنت اور حدیث ہے نہ کہ قرآن۔اسی لئے کوئی فرقہ قرآن کی طرف نہیں آتا۔بلکہ ہر فرقہ اپنے حق میں اور مخالفت میں دلائل حدیث اور تاریخ سے پیش کرتا ہے۔یہ بات پلے باندھ کر رکھنے والی ہے کہ قرآن کا درجہ کسی چیز کے برابر نہیں ہے۔دین کا سب سے بڑا اور اہم ماخذ قرآن ہے۔بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ دین کا واحد ماخذ قرآن ہے تو

بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ جو چیز قرآن سے متصادم ہوگی وہ نہ تو سنت کہلا سکتی ہے نہ حدیث نہ دین اور نہ حق۔ جب ہمیں تاریخ میں ایسی روایات بھی ملتی ہیں کہ اگر ہمارے اونٹ کی رسی گم ہو جاتی تھی تو ہم اسے قرآن سے تلاش کرتے تھے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ زندگی گزارنے کے طریقہ کار کی رہنمائی قرآن سے نہ ملے۔ انسانی زندگی میں پیش آنے والے ہر قسم کے مسائل کیلئے خواہ وہ معاشرتی ہوں یا معاشی، سیاسی ہوں یا مذہبی، ملکی ہوں یا بین الاقوامی یا نجی۔ راہنمائی قرآن مجید سے ہی مل سکتی ہے۔ البتہ یہ معاملہ الگ ہے کہ کوئی راہنمائی حاصل ہی نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ قرآن مجید اصول وضوابط کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو انسانوں کو ذلت کی پستیوں سے نکال کر عزت کی معراج عطا کرتا ہے لیکن انسان خود ساختہ قوانین کا ایسا خوگر ہے کہ اسے اللہ کے قوانین کی اہمیت کا احساس تک نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ کا ایک اور فرمان عالی شان

حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اگر کسی برائی کو ہوتے ہوئے دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے، اور اگر اس کی جرات بھی نہ رکھتا ہو تو کم از کم دل میں اسے برا ضرور جانے۔ اور یہ انتہائی درجے کے کمزور ایمان کی نشانی ہے اسکے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں۔ گویا نبی کریم ﷺ نے مومنوں کے تین درجے بیان فرما دیئے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہر شخص پہلا درجہ حاصل کرے۔ اور پہلا درجہ حاصل کرنے کیلئے دوسری اور تیسری بات کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی پورا مومن ہونے کیلئے صحیح معنوں میں مومن بننے کیلئے تینوں باتیں اس شخص میں موجود ہونا چاہیں۔ جو مومن بننا چاہتا ہے۔ یہ بات تو طے ہوگئی کہ برائی کو جڑ سے ختم کرنے کیلئے مومن ہونا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جب کوئی شخص صحیح مومن ہو جاتا ہے تو اس کے اندر حد درجہ ہمت اور جرات پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ بڑی سے بڑی برائی سے ٹکرا جاتا ہے۔ اور اسے ختم کر کے دم لیتا ہے۔ پھر وہ مرنے سے نہیں گھبراتا۔ پھر وہ مصائب اور مشکلات سے نہیں گھبراتا۔ پھر وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے کیے ہوئے وعدے کو نبھانے کیلئے تن من دھن کی بازی لگا دیتا ہے۔ اور یہی

تو دین اسلام ہے۔ یہی تو حضور کی غلامی ہے اور یہی تو اللہ کی بندگی ہے آپ جانتے ہیں کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے کیا وعدہ کر رکھا ہے۔ ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ ہم نے وعدہ کر رکھ ہے کہ ہم تا دم مرگ اللہ کی توحید اور اس کے رسولؐ کی رسالت کا ڈنکا بجاتے رہیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کریں گے۔ اللہ کے دین کو شرق سے غرب تک پھیلائیں گے۔ اور ہم ہر اس شخص سے محبت کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے گا۔ اور ہر اس شخص سے دشمنی رکھیں گے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہوگا۔ الغرض اسی مقصد کیلئے جئیں گے اور اسی مقصد کیلئے مریں گے۔ دوستو یہ ہے وہ وعدہ جو ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کر رکھا ہے۔ اگر ہم یہ وعدہ نبھائیں گے تو ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے وفادار کہلائیں گے۔ اور اگر یہ وعدہ نہیں نبھائیں گے۔ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غدار کہلائیں گے۔ میرا کام آپ کو صاف صاف بتا دینا ہے اب جس کی مرضی ہے وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی وفاداری کرے اور جس کی مرضی ہو غداری کرے۔

کون اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وفادار ہے اور کون غدار

ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے غداروں سے جنگ کریں گے اور جب تک انہیں نیست و نابود نہیں کر لیتے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اب جس کی طبیعت چاہے ہمارا ساتھ دے جسکی طبیعت نہ چاہے نہ دے۔ ہمیں تو اللہ اور اس کے رسولؐ کو جواب دینا ہے۔ جب ہم سے پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے دین کی سربلندی کے لئے دنیا میں کیا کیا۔ جو وعدہ تم نے کیا تھا وہ کہاں تک پورا کیا۔ تو اگر ہم نے کچھ کیا ہوگا کوئی وقت دین کیلئے صرف کیا ہوگا۔ کوئی مال دین کی راہ میں خرچ کیا ہوگا یا لوگوں کو دین کی طرف بلایا ہوگا یا دین کی خاطر جان کی بازی لگائی ہوگی تو قیامت کے دن ہمیں شرمندہ نہیں ہونا پڑیگا۔ اور اگر کچھ نہیں کیا ہوگا۔ تو شرمندگی الگ ہوگی اور عذاب الگ ہوگا۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں۔ اللہ ان باتوں سے بے نیاز ہے کہ کوئی اسے مانتا

ہے یانہیں، کوئی اسے سجدہ کرتا ہے یانہیں کرتا، کوئی اس کے دین کو سر بلند کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ یہ سب چیزیں تو ہمارے امتحان کے لئے ہیں تا کہ پتہ چلے کہ ہم میں سے کون اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وفادار ہے اور کون غدار۔

مومن کی تین خوبیاں

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب کوئی شخص صحیح معنوں میں مومن بن جاتا ہے تو اس کے اندر تین باتوں کا پیدا ہو جانا ضروری ہے۔ پہلی یہ کہ جب وہ کسی برائی کو ہوتے ہوئے دیکھے تو اس کے دل میں آگ سی لگ جائے۔ دل تڑپ جائے کہ یہ برائی کیوں ہو رہی ہے اسے نہیں ہونا چاہیے اسے ختم ہونا چاہیے۔ دوسری بات کہ پھر وہ اس برائی کے خلاف آواز بلند کرے اور لوگوں کو بتائے کہ لوگو ہمارے معاشرے میں یہ برائی پھیل رہی ہے آؤ اس برائی کو روکیں۔ آؤ مل کر اس برائی کو ختم کریں ورنہ یہ برائی ہمارے گھروں کے اندر گھس آئے گی اور ہماری اولاد بھی اس برائی میں مبتلا ہو جائیگی اور پھر معاشرہ برائی کا اڈہ بن جائیگا۔ اور کوئی گھر اس برائی سے محفوظ نہیں رہ پائے گا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا پورا معاشرہ برائی کی لپیٹ میں نہیں آسکتا۔ جو شخص اس برائی سے بچنا چاہے بچ سکتا ہے۔ دوستو میں بڑے صاف الفاظ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جن کے گھر ابھی تک اس برائی کی لپیٹ میں نہیں آئے۔ اور جس دن ان کے گھروں میں بھی برائی گھس آئے گی اس دن روئیں گے۔ چیخیں گے۔ لیکن ان کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہوگا۔ کیونکہ سب اس برائی کی لپیٹ میں آچکے ہوں گے۔ اور وہ برائی ان کی زندگی کا حصہ بن چکی ہوگی۔ جیسا کہ آج ٹیلی ویژن ہماری زندگی کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹیلی ویژن ایک برائی ہے سوائے سر عام زنا کے اور کون سا بے حیائی کا کام ہے جو کہ ٹیلی ویژن پر نہیں ہو رہا۔ ناچ گانا سر عام ہو رہا ہے۔ فلمیں سر عام دکھائی جا رہی ہیں۔ پھر بھی کچھ لوگ کہتے ہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ڈرامے، فلمیں دیکھنے سے کیا ہوتا ہے۔ میں بتاتا ہوں اس سے کیا ہوتا ہے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جس گھر

کے اندر چالیس دن تک موسیقی چلتی رہے یعنی گانا بجتا رہے اگر اس گھر کے اندر زنا ہونے لگے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی۔ دیکھ لیں آپ کہتے ہیں کچھ نہیں ہوتا۔ اور امامؑ فرماتے ہیں کہ زنا بھی ہوسکتا ہے اس گھر میں۔ لیکن ہم نے اس برائی سے سمجھوتا کر لیا ہے اور ہم اس برائی کو برائی سمجھتے ہی نہیں۔ تو دوستو برائی کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے۔ اور یہ ایمان کا تقاضا ہے۔ جب تک برائی کے خلاف آواز نہیں اٹھائی جائے گی برائی کے ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر آپ کے گاؤں میں ایک ڈاکو آتا ہے ایک گھر کے اندر داخل ہوتا ہے سارا گاؤں دیکھ رہا ہے کہ ڈاکو آیا ہے اور ڈاکہ ڈالے بغیر واپس نہیں جائے گا۔ اب اگر سب لوگ کھڑے ہو کر دیکھتے رہیں گے اور صرف دل میں افسوس کرتے رہیں گے کہ فلاں بے چارے کو ڈاکو لوٹ رہا ہے تو آپ مجھے بتائیے کہ کیا آپ کے افسوس کرنے سے ڈاکو اس گھر میں ڈاکہ نہیں ڈالے گا۔ نہیں وہ ڈاکو ہے اس کا کام ہے ڈاکہ ڈالنا وہ ضرور ڈاکہ ڈالے گا۔ اور ڈاکہ ڈال کر چلا جائے گا۔ اور آپ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور پھر اسی طرح روزانہ آتا رہے گا اور روزانہ ایک ایک گھر کا صفایا کرتا چلا جائے گا۔ اور ایک دن تمام گاؤں خالی ہو جائیگا۔ تو گویا آپ کے صرف افسوس کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اور لامحالہ آپ میں سے ایک شخص آواز لگائے گا کہ لوگو آؤ اس گاؤں کو ڈاکوؤں سے بچائیں۔ اور اس کی آواز پر کچھ اور لوگ بھی اس کا ساتھ دیتے ہیں اور پورے گاؤں میں ایک شور مچ جائے گا کہ آؤ ڈاکو کو اپنے گاؤں سے نکال دیں۔ تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ ڈاکو محتاط ہو جائے گا۔ یا تو اس دفعہ بھی ڈاکہ نہیں ڈالے گا اور واپس چلا جائے گا۔ اور پھر کبھی نہیں آئے گا۔ یا پھر ڈاکہ بھی ڈالے گا اور دوبارہ بھی آئے گا۔ یعنی یا تو وہ سمجھے گا کہ یہ لوگ میرے مقابلے میں آ گئے ہیں لہذا مجھے چلا جانا چاہیے اسی میں میری بہتری ہے اور یا پھر یہ سمجھے گا کہ یہ لوگ صرف شور کرنے والے ہیں ان میں اتنی جرات نہیں کہ میرا سامنا کر سکیں۔ لہذا وہ ڈاکہ بھی ڈالے گا اور دوبارہ بھی آئیگا۔ گویا صرف آواز بلند کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا دل میں افسوس کرنے سے بھی مسئلہ حل نہیں ہوا۔ آواز بلند کرنے سے بھی مسئلہ حل نہیں ہوا تو اب

مجبوری ہے اس ڈاکو کا مقابلہ کیا جائے۔ لہذا اب حدیث مبارکہ کی روشنی میں جو ایمان کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس پر عمل کی ضرورت ہے۔ یعنی جب برائی ہوتے ہوئے دیکھو تو اسے ہاتھ سے روک دو۔ اب اس ڈاکو کو ہاتھ دکھانے کی ضرورت ہے۔ اور پورے گاؤں کے سامنے ایک ڈاکو کی کیا حیثیت ہے اس ڈاکو کو پکڑ کر ختم کر دیں گے۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ نہ وہ ڈاکو رہے نہ کسی اور گاؤں میں ڈاکہ ڈالے۔

چند قرآنی آیات کا مفہوم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑ مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کی کتاب پرہیز گاروں کی راہنما ہے۔ غیب پر ایمان لاؤ۔ نماز قائم کرو۔ اللہ نے جو رزق تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ قرآن مجید اور اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لاؤ۔ آخرت پر ایمان لاؤ اور اس کا یقین رکھو۔ اللہ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہی سیدھے راستے پر ہیں۔ یہی لوگ آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو اور قبول حق سے انکار نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دلوں اور کانوں پر مہر لگ جائے اور آنکھوں پر پردہ پڑ جائے۔ اور تم حق کو قبول کرنے کے قابل نہ رہو۔ اور آخرت میں تمہیں اللہ کا عذاب سہنا پڑے۔ خبردار! اللہ کا عذاب بڑا ہی دردناک ہے۔ صرف منہ سے کہہ دینا کہ میں اللہ اور آخرت پر ایمان لایا۔ آخرت میں تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یاد رکھو! تم اللہ کو ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتے۔ بلکہ تم خود دھوکے میں مبتلا ہو۔ لیکن تمہیں اس کا احساس نہیں ہے۔ تمہارے دل میں ایسا مرض پیدا ہو چکا ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اس کی سزا صرف اور صرف آخرت کا دردناک عذاب ہے۔ اللہ کی زمین پر فساد نہ پھیلاؤ۔ اس غلط فہمی میں نہ پڑو کہ تمہیں کوئی دیکھنے والا اور روکنے والا نہیں ہے۔ اللہ تمہیں ڈھیل دے رہا ہے اور اگر اللہ نے فیصلے کیلئے ایک وقت مقرر نہ کیا ہوتا تو نافرمان لوگ کب کے اللہ کے عذاب کا شکار ہو چکے ہوتے۔ ہدایت کے بدلے گمراہی نہ خریدو۔ ایمان کے بدلے کفر کا راستہ اختیار نہ کرو۔ بے شک یہ

تجارت تمہارے لئے کسی طرح سے نفع بخش نہیں ۔ بلکہ سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔ بہرے، گونگے اور اندھے مت بنو۔ حق کی بات سننے سے کیوں کتراتے ہو۔ حق بات کیوں نہیں کرتے اور حق کی راہ تمہیں کیوں سجھائی نہیں دیتی۔ کیا تم بہرے، گونگے اور اندھے ہو۔ یاد رکھو! جو یہاں بہرہ، گونگا اور اندھا ہوگا۔ آخرت میں بھی بہرہ، گونگا اور اندھا ہوگا۔ اللہ کی عبادت کرو کیونکہ کہ صرف اسی کی ذات عبادت کے لائق ہے۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اللہ تو وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین بنائی آسمان بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر اس نے تمہارے لئے کھانے کے پھل پیدا کئے۔

پھر تم اللہ کے ہمسر کیوں بنائے پھرتے ہو۔ صرف اللہ کی محکومیت اور غلامی کیوں اختیار نہیں کرتے۔ کون ہے جو اللہ کی ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔ کوئی بتوں سے مرادیں مانگ رہا ہے تو کوئی مردوں سے اور کسی نے اپنے نفس کو اپنا الہ' بنالیا ہے۔

یاد رکھو! اللہ کی تمام مخلوق اللہ کی محتاج ہے اور اللہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ دوزخ کی آگ سے ڈرو۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ اور اللہ نے اسے منکروں، نافرمانوں اور گناہگاروں کیلئے دہکا رکھا ہے۔ جو لوگ ایمان لائیں گے اور اسکے ساتھ عمل بھی کرینگے ان کیلئے جنت کی خوشخبری ہے جس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جس میں ان کیلئے پاک صاف بیبیاں ہوگی۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس جنت میں رہیں گے۔ لوگو! تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو۔ حالانکہ تمہارا حال یہ ہے کہ تم بے جان تھے تو اس نے تم میں جان ڈالی پھر وہی تم کو مار دیتا ہے اور پھر وہی تم کو قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے گا۔ اور پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

توبہ کیا کرو۔ اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑا ہی درگزر کرنے والا اور مہربان ہے۔ جو اللہ کی ہدایت کی پیروی کرے گا۔ آخرت میں نہ تو اس پر کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور اللہ کی آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہینگے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہو اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈ

مڈ نہ کرو۔اور جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپاؤ۔نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو۔اور مصیبت کو برداشت کیلئے صبر اور نماز کا سہارا پکڑو۔نماز بھاری ہے مگر ان کیلئے نہیں ہے جو خاکسار ہیں اور اللہ کا ڈر رکھتے ہیں اور جو یہ خیال اپنے پیش نظر رکھتے ہیں کہ وہ آخر کار اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔اور نہ ہی کسی کی سفارش قبول کی جائے گی۔اور نہ ہی کسی سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا۔اور نہ ہی کسی کو کہیں سے کوئی مدد پہنچے گی۔

جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرینگے تو ان کو ان کے کیئے ہوئے کا اجر ان کے پروردگار کے ہاں ملے گا۔اور ان پر نہ کسی قسم کا خوف طاری ہوگا۔اور نہ ہی وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔تمہارے دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو چکے ہیں۔حالانکہ بعض پتھر تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں۔تمہارے دل ان پتھروں جیسے بھی نہیں۔اور بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی جھرنے لگتا ہے۔تمہارے دل ان پتھروں جیسے بھی نہیں ہیں اور بعض پتھر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔اور تمہارے دل ایسے بھی نہیں۔اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس . . ے بے خبر نہیں۔تم جو کچھ چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے۔اور جو کچھ تم کہتے ہو کہ گنتی کے چند دن تمہیں دوزخ میں جانا پڑے گا اور پھر جنت میں داخل کر دیئے جاؤ گے تو تمہاری اس بات کی سند کیا ہے۔کیا تم نے اللہ سے کوئی اقرار لے رکھا ہے اور اللہ اپنے اقرار کے خلاف نہیں جائے گا یا خواہ مخواہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی۔اور نرمی سے بات کیا کرو۔اور نماز پڑھتے رہو۔اور زکوۃ دیتے رہو۔اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ کے ہاں عاقبت کا گھر فقط تمہارے لیے ہے تو مرنے کی آرزو کرو۔تا کہ جلد از جلد جنت میں جا سکو۔لیکن تم ای اہرگز نہ کر سکو گے۔کیونکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ

تم نے آخرت کیلئے کس قسم کے اعمال بد آگے بھیج رکھے ہیں۔ اور تمہارا دل نہیں چاہتا کہ اس دنیا کو چھوڑو۔ تم تو دنیا کی زندگی پر اس طرح ریجھے ہوئے اس قدر فریفتہ ہو کہ تم میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اے کاش اس کی عمر ہزار برس کی ہو۔ حالانکہ تم اگر ہزار برس بھی جیتے رہو تو یہ درازی عمر تمہیں موت سے نجات نہیں دلا سکتی۔ اور تم تو دنیا پر اس طرح مرتے ہو جس طرح وہ بھی نہیں مرتے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ سب دیکھ رہا ہے اللہ نے تو بڑی صاف اور واضح آیتیں نازل کی ہیں مگر نافرمان اور سرکش لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

اے بنی نوع انسان!

اے حق کے متلاشیو! اے ظلم وستم کی چکی میں پسنے والو! اے ہر طرح کی نعمتوں اور آسائشوں سے محروم لوگو! اے غیر اللہ کی عبادت کرنے والو! اے اپنے نفس کے پجاریو! اے فرقوں میں بٹ جانے والی امت مسلمہ کے لوگو! اے قرآن کو نظر انداز کر دینے والی امت مسلمہ کے لوگو! اے غریبو! اے مظلومو! اے سرمایہ دارانہ نظام اور جاگیر دارانہ نظام کے ستائے ہوئے مجبور و بے کسو! اے جمہوریت کے پیٹ سے اسلام کو جنم دلانے کی کوشش کرنے والے علماء اور مفکرین! اے امت مسلمہ کے نوجوانوں کو بانجھ کر دینے والے پیرو اور گدی نشینو! اے امت مسلمہ کو سینکڑوں گروہوں میں اور فرقوں میں تقسیم کر دینے والے مولویو!

اے کوئی نتیجہ پیدا نہ کرنے والی بے ضرر اور بے سود تبلیغی جماعتو! اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اے حق پر ہونے کے دعویدارو!

میری بات غور سے سنو! تم صرف حق کے دعویدار ہو یا واقعی حق پر ہو۔ اور حق کے طالب ہو یا حق کے دشمن، میں تم سب سے مخاطب ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ حق اور باطل کو کھول کھول کر تمہارے سامنے بیان کر دوں تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ انشاء اللہ ساری بات قرآن کی روشنی

میں ہو گی۔ کیونکہ قرآن واحد کسوٹی ہے جو حق اور باطل کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس وقت روئے زمین پر قرآن ہی ایسی کتاب ہے جس پر امت مسلمہ کے تمام فرقے متفق ہیں۔ اور غیر مسلم بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن واحد کتاب ہے جس کے اندر کسی قسم کی حتیٰ کہ زیر زبر کی بھی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی۔ اور اس پر بھی تمام مسلمان اور غیر جانبدار غیر مسلم متفق ہیں۔ کہ یہ کسی انسان کی لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ وحی ہے اور منجانب اللہ ہے لہذا جو فیصلہ یہ کتاب کر سکتی ہے۔ وہ نہ تو کوئی انسان کر سکتا ہے اور نہ کوئی کتاب۔

قرآن کریم اس بات کا فیصلہ کر دے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل۔ کون حق کا دوست ہے اور کون دشمن۔ اللہ سے دعا ہے کہ اے اللہ ہمیں حق کی پہچان عطا فرما، حق پر چلنے کی توفیق دے اور حق کو غالب کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔

انسان کی راہنمائی کیلئے وحی کی ضرورت ہے

اللہ نے قرآن مجید کو اسلئے نازل کیا ہے کہ انسان فلاح پائے اور اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے صحیح راستے کی طرف رہنمائی ضروری ہے۔ انسان عقل کا تابع ہے۔ اور عقل انسان کو صرف اس کا مفاد عزیز رکھنے کی ترغیب دیتی ہے۔ لہذا تنہا عقل انسان کو صحیح راسے پر گامزن نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ممکن ہے منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے نہ جانے کس کس موڑ پر اپنے مفادات کو قربان کرنا پڑے لہذا اگر صرف عقل سے کام لیا جائے تو انسان راستے میں ہی بھٹکتا رہ جائے اور کبھی بھی منزل مقصود تک نہ پہنچ پائے۔ اس کیلئے ضرورت تھی ایک ایسی راہنمائی کی جو مفادات سے بالاتر ہو کر انسان کو صحیح صحیح راستے پر گامزن کرتی اور منزل مقصود تک پہنچاتی۔ لہذا اللہ نے انسان کی کماحقہ راہنمائی کیلئے قرآن نازل فرمایا۔ اب جسے راہنمائی درکار ہے وہ قرآن سے رجوع کرے اسے راہنمائی مل جائے گی۔

لہذا اے بنی نوع انسان! اگر تم راہنمائی کی آرزو رکھتے ہو۔ حق کی طلب تمہارے اندر ہے

اور تم حق کو پانا چاہتے ہو تو سنو! یہ راہنمائی قرآن کریم کے اندر موجود ہے۔ قرآن ایک ایسا ضابطہ قوانین ہے اس کے اندر وہ راہنمائی موجود ہے۔ جس میں کوئی تذبذب اور نفسیاتی الجھاؤ نہیں ہے کسی قسم کی بے یقینی یا ناامیدی نہیں۔

اور یہ قرآن اپنے اندر ایسا ضابطہ قوانین رکھتا ہے جن پر عمل کر کے منزل مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے۔ نیز یہ قرآن ان لوگوں کی جو منزل سے دور کرنے والے راستوں سے بچنا چاہتے ہیں۔ منزل مقصود کے صحیح راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ اگر تم ان حقیقتوں پر یقین رکھتے ہو جو اس وقت تمہاری آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں اور حق کی راہ اختیار کرنے کے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں ان پر تمہارا یقین ہے تو پھر وہ نظام قائم کرو کہ تمام لوگ اللہ کے قانون کی اطاعت کرنے لگ جائین۔ اور جو کچھ سامان زیست اللہ نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے اپنی ضروریات کے مطابق رکھ لیں اور باقی ان لوگوں کیلئے چھوڑ دیں جو کسی وجہ سے محروم رہ گئے ہیں۔ یا معذور ہو گئے ہیں۔ تاکہ ہر شخص بغیر کسی فکر اور پریشانی کے اللہ کے قانون کی اطاعت کر سکے اور ایک پرامن معاشرہ وجود میں آسکے۔

لیکن یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جو ان حقیقتوں پر ان قوانین پر ان اصول وضوابط پر ایمان لائیں جو اس قرآن کے اندر موجو ہیں۔ جو نبی اکرم ﷺ پر نازل کیا گیا۔ اور جو کتب آپؐ سے پہلے انبیائے کرام پر نازل ہوئیں۔ قرآن گواہ ہے کہ جب بھی اور جس قوم نے بھی ان قوانین پر عمل کیا ہے اور ان صداقتوں پر ایمان لایا۔ ہر بار وہی نتیجہ سامنے آیا جس کا وعدہ قرآن پاک میں کیا گیا ہے۔ لہذا اگر آج بھی قرآن کے بتائے ہوئے پروگرام پر عمل کیا جائے اور اس سے انحراف نہ کیا جائے تو وہی نتائج پیدا ہوں گے جو اس سے پہلے پیدا ہوتے رہے ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جنہیں اس بات کا سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ اللہ کے نظام کے مطابق زندگی بسر کرنے سے ایک بالکل نئی زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے جو پچھلی زندگی سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔

کیا اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے؟

آپ نے بے شمار کتابوں میں پڑھا ہوگا اور بے شمار علماء و واعظین سے سنا ہوگا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہء حیات ہے اور پھر اس کے مختلف پہلوؤں پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں اور علماو مفسرین و مفکرین نے تقریریں کر کر کے اپنی زندگیاں گزا دیں۔ لیکن وہ ضابطہء حیات، عملی شکل میں کہیں نظر نہیں آسکا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام اس لئے آیا تھا کہ اس کے بارے میں کتابیں لکھتے رہو اور اس پر تقریریں کرتے رہو۔ یا اس لئے آیا تھا کہ اسے روئے زمین پر نافذ اور غالب کرو۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام نافذ ہونے اور غالب ہونے کیلئے آیا تھا۔ اور نافذ ہوا اور غالب ہوا۔ چشم عالم نے اس کا نظارہ کیا۔ پھر کیا ہوا یہ ایک طویل داستان ہے اور ہمارے موضوع سے ذراہٹ کر ہے۔

حضور ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کے ادوار کے بعد یہ نظام کہیں دکھائی نہیں دیا اور آج کم و بیش ساڑھے تیرہ سو سال ہو گئے ہیں۔ آنکھیں اس نظام کو عملی شکل میں دیکھنے کیلئے ترس گئی ہیں۔

اسلام کہیں دکھائی کیوں نہیں دیتا؟

اسلام اپنی عملی شکل میں کیون نظر نہیں آتا۔ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلام کو اپنا آپ دکھانے کیلئے ایک ریاست کی ضرورت ہے۔ لہذا جب تک اسلامی ریاست وجود میں نہیں آتی اسلام دنیا کے کسی کونے میں دکھائی نہیں دے گا۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو میری اس بات سے تکلیف ہوئی ہو لیکن مجھے یہ پوچھنے کا حق دیجئے کہ وہ اسلام کہاں ہے۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ روئے زمین پر ایک اسلامی ریاست وجود میں آئے؟ ذرا ٹھہریئے! اس وقت پاکستان میں کم وبیش چودہ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ لیکن پاکستان اسلامی ریاست نہیں ہے کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی ریاست اور غیر اسلامی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں سنی، شیعہ، دیو بندی، بریلوی اور اہلحدیث بستے ہیں۔ اور ہر فرقہ یہی چاہتا ہے کہ اسکی ریاست بنے۔ اور معذرت

کے ساتھ کہ اسلامی ریاست نہ سنی قائم کر سکتے ہیں نہ شیعہ اور نہ اہلحدیث وغیرہ۔ اسلامی ریاست مسلمان قائم کر سکتے ہیں سُنی تو سُنی ریاست قائم کرے گا۔ شیعہ، شیعہ ریاست قائم کرے گا اور اہلحدیث، اہلحدیث ریاست قائم کرے گا۔ اور اگر خدانخواستہ ان میں سے کسی کی ریاست قائم ہوگئی تو دوسرے اس کو قبول نہیں کریں گے اور پھر وہ قتل و غارت ہوگی کہ قلم لکھ نہیں سکتا۔

بہرکیف اسلامی ریاست صرف وہ مسلمان قائم کر سکتے ہیں جن میں کوئی اختلاف نہ ہو جن کے فکر و عمل میں وحدت ہو۔ اور میں یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ کہ پاکستان کے چودہ کروڑ مسلمانوں میں سے چودہ ہزار بھی ایسے نہیں جو اسلامی ریاست قائم کرنے کے خواہاں ہوں۔ لہذا پاکستان اسلامی ریاست اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک اسلامی ریاست کو قائم کرنے والوں کی اکثریت نہ ہو جائے۔ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

کیا آپ ایک اسلامی ریاست کے قیام کی آرزو رکھتے ہیں؟

ہم ایک اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں آپ کو شاید میری بات پر ہنسی آگئی ہوگی۔ کہ ابھی تو میں پاکستان کی اسلامی ریاست میں تبدیلی کے امکان کو رد کر چکا ہوں۔ اور فوراً ہی میں نے اسلامی ریاست کے قیام کی خواہش کا اظہار کر دیا۔ تو آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ ہم پاکستان کو اسلامی ریاست میں تبدیل نہیں کرنا چاہتے۔ نہ ہمارا دین اس کی اجازت دیتا ہے کہ کسی ملک پر قبضہ کر کے زبردستی وہاں اسلام نافذ کرو۔ ہم اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسلامی ریاست صرف وہیں قائم ہو سکتی ہے جہاں کے رہنے والے برضا و رغبت اسلام نافذ کرنا چاہیں۔ زبردستی کسی پر اسلام نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ سے مخاطب ہونے کا مقصد یہ ہے کہ کیا آپ

ایک اسلامی ریاست قائم کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ ایسی ریاست

1۔ جہاں صرف اور صرف اللہ کی حکمرانی ہوگی۔

2۔ جہاں، انسانوں میں سے نہ کوئی کسی کا حاکم ہو نہ محکوم، نہ آقا ہو نہ غلام، نہ بادشاہ ہو نہ رعایا۔

3۔ جہاں ہر شخص خوشحال ہوگا اور غربت کا نام ونشان تک نہیں ہوگا۔

4۔ جہاں کوئی سائل اور محروم نہیں ہوگا۔

5۔ جہاں ہر شخص کو تمام بنیادی ضروریات زندگی میسر ہوں گی۔

6۔ جہاں عدل ہی عدل ہوگا اور احسان۔

7۔ جہاں امن ہی امن ہوگا۔

8۔ جہاں ظلم کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

9۔ جہاں امیر اور غریب کیلئے ایک ہی قانون ہوگا۔

10۔ جہاں نہ کوئی بھوکا ہوگا، نہ لباس سے محروم اور نہ گھر سے بے گھر۔

11۔ جہاں کوئی کسی کا حق نہیں دبا سکے گا۔

12۔ جہاں نہ کوئی بیکار ہوگا نہ بے روزگار۔

13۔ جہاں صرف امت مسلمہ بستی ہوگی۔

14۔ جہاں ہر شخص کی کفالت کی ذمہ داری ریاست پر ہوگی۔

15۔ جہاں ہر شخص ایک دوسرے کا ہمدرد ہوگا۔

16۔ جہاں ہر شخص مکمل آزادی کے ساتھ دین پر کاربند ہو سکے گا۔

17۔ جہاں اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کے تمام راستے بند ہوں گے۔

18۔ جہاں ہر کوئی دینے والا ہوگا لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

19۔ جہاں گروہ بندی اور تفرقہ بازی جرم ہوگا۔

20۔ جہاں اسلام اپنی حقیقی شکل میں دکھائی دے گا۔

21۔ جہاں رشوت، بدعنوانی، عریانی وفحاشی اور دوسری سماجی برائیاں نہیں ہوں گی۔

روئے زمین پر ایک اسلامی ریاست کا قیام نا گزیر ہے

روئے زمین پر ایک اسلامی ریاست کا قیام ناگزیر ہے۔ یہ ریاست ضروری نہیں کہ پاکستان میں ہی بنے۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ کہیں بھی اسلامی ریاست قائم ہو سکتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ اسلامی ریاست قائم کرنے والے موجود ہوں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ پوری دنیا میں ایک ارب سے زائد مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں۔ لیکن ایک اسلامی ریاست قائم نہیں ہو سکی۔ سچ یہ ہے کہ کسی نے اسلامی ریاست قائم کرنے کا سوچا ہی نہیں۔ ہر کوئی اپنی حکومت قائم کرنے کے چکر میں ہے۔

جب تک اسلامی ریاست قائم نہیں ہوتی اسلام کا غالب آنا ممکن نہیں۔ نہ ہی اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندہ ءتعبیر ہو سکتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے علماء ومفکرین پر جنہوں نے آج تک اسلامی ریاست کے قیام کی طرف قدم ہی نہیں اٹھایا۔ اسلامی ریاست کے قیام کا مشکل ترین مرحلہ حضورؐ کو پیش آیا۔ آج اسلامی ریاست کا قیام اتنا مشکل نہیں ہے جتنا حضورؐ کے دور میں تھا۔ شرط پھر وہی ہے کہ مسلمان اس اسلامی ریاست کے قیام پر آمادگی کا اظہار کریں۔ میرے خیال میں کوئی بھی شخص مسلمان کہلانے کا حق دار اس وقت تک نہیں جب تک وہ ایک اسلامی ریاست کے قیام کیلئے جدوجہد نہ کرے۔ کیونکہ مسلمان کے رہنے کی جگہ تو صرف اسلامی ریاست ہو سکتی ہے۔ غیر اسلامیریاست میں مسلمان کا رہنا دشوار ہے۔ غیر اسلامی ریاست میں کوئی مسلمان اپنے دین پر عمل کر ہی نہیں سکتا۔ اسے اس غیر اسلامی حکومت کے غیر اسلامی قوانین کی اطاعت مجبوراً کرنی پڑتی ہے۔ اور اب تو مسلمان غیر اسلامی حکومتوں کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھنے لگا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے بتایا ہی نہیں گیا کہ مسلمان غیر اللہ کی اطاعت نہیں کیا کرتا۔ اسے یہ بتایا گیا ہے کہ حکومت کی اطاعت کرنا فرض ہے خواہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی۔ اس وقت کم وبیش تمام دنیا کے مسلمان غیر اللہ کی اطاعت کر رہے ہیں۔ کیونکہ یبر اسلامی حکومت کی اطاعت، غیر اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ کی اطاعت صرف اور صرف اسلامی حکومت میں ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص پاکستان میں یا

کسی اور ملک میں رہ کر سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کر سکتا ہے یا کر رہا ہے تو وہ بڑے مغالطے کا شکار ہے۔

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو
ہے کیا حسیں فریب جو کھائے ہوئے ہیں لوگ

اسلامی ریاست کیسے وجود میں آئے گی؟

بہت تھوڑے لوگ ہوں گے جو میری بات پر کان دھریں گے۔ کیونکہ میں دین کی بات کر رہا ہوں اور دین کی بات سننے کیلئے کم لوگ تیار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں حضورﷺ کی سیرت سے یہی پتہ چلتا ہے کہ حضورﷺ نے تیرہ سال مکہ میں دین کی تبلیغ کی۔ اور فقط ایک سو اور چند افراد ایمان لائے۔ آج بھی یہی صورتحال ہے۔ جو بھی دین کی بات کرے گا شاید چند ایک سرپھرے اس کی بات کو سن لیں۔ وہ بھی بمشکل۔

بہرطور اگر آپ اس اسلامی ریاست کا فرد بننا چاہتے ہیں اور اس اسلامی ریاست کی تشکیل میں کوئی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو دعوت دی جاتی ہے اور اگر آپ اسی کفر کے نظام کے زیر سایہ اپنی باقی ماندہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو آپ کی اپنی مرضی۔ نہ اللہ کا دین اس سے پہلے آپ کا محتاج تھا نہ آئندہ ہوگا۔ انسان جو کچھ کرتا ہے اپنے ہی بھلے اور برے کیلئے کرتا ہے۔

اسلامی ریاست الیکشنوں سے قائم نہیں ہوگی۔ الیکشن جب بھی ہوگا اہل حق کو شکست ہو گی۔ کیونکہ اہل حق تو سارے ایک پلڑے میں ہوں گے۔ الیکشن کس بات کا۔ اہل حق کے درمیان الیکشن ہو ہی نہیں سکتا۔ اور حق اور باطل کا فیصلہ الیکشن سے نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ حق و باطل کا فیصلہ قلت اور کثرت کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔ کیونکہ حق کا ساتھ دینے والے ہمیشہ قلیل ہوا کرتے ہیں۔ لیکن جب حق غالب آجاتا ہے پھر لوگ مجبوراً حق کی اطاعت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور یوں نظر آنے لگتا ہے کہ حق کی کثرت ہوگئی ہے۔ حالانکہ اہل حق پھر بھی کم ہی ہوتے ہیں۔ باقی حق کی اطاعت کرنے پر مجبور۔ ورنہ انہیں جب بھی موقعہ ملتا ہے وہ حق سے سرکشی.. تننے میں ذرا بھی دیر نہیں کرتے۔

آج کا مسلمان بخوشی، غیر اللہ کی اطاعت کر رہا ہے

اگر میں کسی کی اطاعت نہ کرنا چاہوں تو مجھے کوئی زبردستی اطاعت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔لیکن آج کا مسلمان خوشی سے غیر اللہ کی اطاعت کر رہا ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ اللہ کی اطاعت نہیں کرنا چاہتا۔اور جو اللہ کی اطاعت نہیں کرنا چاہتا۔وہ کس منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔اور اللہ کے ہاں اسے کیسے مسلمان تسلیم کیا جا سکتا ہے۔لہذا اگر آپ واقعی مسلمان ہیں اور اللہ کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کیجئے اور غیر اللہ کی اطاعت کا پٹہ اپنے گلے سے اتار پھینکئے۔اور کلمہ ، حق بلند کرتے ہوئے میدان میں اتریئے پھر دیکھیں ، کہ اللہ ہماری کس طرح مدد و نصرت فرماتا ہے۔

پاکستان ایک غیر اسلامی ریاست ہے

یاد رکھو! کسی بھی غیر اسلامی ریاست کی اطاعت ، غیر اللہ کی اطاعت ہے اور پاکستان ایک غیر اسلامی ریاست ہے۔ایک مسلمان کیلئے کسی بھی طرح جائز نہیں کہ وہ پاکستانی حکومت کے قوانین کی اطاعت کرے۔ میں جانتا ہوں کہ میرے، اس فتوے کی بے شمار علماء مخالفت کریں گے۔اور حکومت بھی نہ صرف سیخ پا ہوگی بلکہ شاید حق کی آواز کو دبانے کیلئے اپنا اثر و رسوخ بھی استعمال کرے۔لیکن جب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ حق کی خاطر جیوں گا اور حق کی خاطر مروں گا۔تو پھر ڈر کس بات کا۔ میں پھر ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ پاکستان ایک غیر اسلامی ریاست ہے اور مسلمانوں کیلئے حکومت پاکستان کی اطاعت جائز نہیں۔مسلمانوں کو اپنی الگ ریاست کے قیام کی جدوجہد کرنی چاہیے۔اور اس کے قیام کیلئے اگر جان بھی دینی پڑے تو اس سے دریغ نہ کریں۔

یاد رکھو! اگر تم اسی طرح حکومتوں سے ڈرتے رہے تو زندگی بھر اسلامی ریاست اور اسلامی نظام کو ترستے رہو گے۔جسطرح گذشتہ سو سال سے لوگ ترس ترس کر مر گئے ہیں۔

اسلامی نظام، غیر اسلامی حکومتوں کے ذریعے نافذ نہیں ہو سکتا

اسلامی نظام، غیر اسلامی حکومتوں میں نافذ نہیں ہو سکتا۔اور میں پہلے بتا چکا ہوں کہ

پاکستان ایک غیر اسلامی ریاست ہے۔ اگر آپ اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں تو اسلامی ریاست قائم کریں۔ وہاں اسلامی نظام نافذ ہو سکے گا۔ آج تک کوئی پاکستانی حکمران ایسا نہیں گزرا جو اسلامی اصول حکمران پر پورا اترتا ہو۔ جو شخص ہمارے دین کے معیار پر پورا نہ اترتا ہو۔ وہ ہمارا امیر یا خلیفہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور پاکستان میں کوئی ایسا شخص امیر، خلیفہ یا حکمران بن ہی نہیں سکتا۔ جو اسلامی معیار پر پورا اترتا ہو۔ جو شخص بھی پاکستان میں حکمران ہو گا۔ غیر اسلامی طریقے سے ہی ہو گا۔ لہذا غیر اسلامی طریقے سے بننے والا حکمران مسلمانوں کا امیر یا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

یاد رکھو! میں کسی شخص کو مجبور یا پابند نہیں کر رہا۔ ہر شخص فیصلہ کرنے میں آزاد ہے۔ جس کا جی چاہے وہ میری آواز پر کان دھرے جس کا جی نہ چاہے وہ اپنے فیصلے میں با اختیار ہے۔ لیکن اس فیصلے کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اس کا اسے اختیار نہیں۔ اس بات کا فیصلہ میرا اللہ کرے گا۔ کہ حق کا ساتھ دینے یا نہ دینے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ جو حق کا ساتھ دے گا۔ اس دنیا میں بھی کامران و سرفراز اور آخرت میں بھی۔ اور جو حق کا ساتھ نہیں دے گا وہ اس دنیا میں بھی خاسر و ناکام اور آخرت میں بھی۔

یہ سعادت اللہ نے میرے حصے میں لکھی ہے۔

یاد رکھو! اس خطہ زمین میں یہ سعادت اللہ نے میرے حصے میں لکھی کہ میں مسلمانوں کیلئے ایک الگ ریاست کے قیام کی تحریک کا آغاز کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ عنقریب ملک کے کونے کونے سے اسلامی ریاست کے قیام کی آواز اٹھے گی۔

یاد رکھو! میں پھر دہرا رہا ہوں میں نے پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کی بات نہیں کی اور نہ ہی آئندہ کروں گا۔ میں مسلمانوں کیلئے الگ ریاست کے قیام کی بات کر رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس وقت میرے بہت سے نادان دوست یہ کہیں گے کہ یہاں آپ کو کیا تکلیف ہے۔ بڑی مشکل سے ہم نے ہندوؤں اور انگریزوں کے چنگل سے نجات حاصل کی ہے۔ اور یہ ملک پاکستان حاصل کیا ہے۔ ان دوستوں کو میں اقبالؒ کے الفاظ میں کہوں گا کہ

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

قیام پاکستان سے پہلے بھی ہم آزاد نہیں تھے، آج بھی نہیں ہیں

سنو! اگر قیام پاکستان سے پہلے ہم آزاد نہیں تھے۔ تو آج بھی نہیں ہیں۔ اگر اس وقت ہم پر ہندوؤں اور انگریزوں کا تسلط تھا تو آج بھی ہم پر سرمایہ داروں، جاگیرداروں، وڈیروں اور فوجیوں کا تسلط ہے۔ ہم ان ظالموں سے نجات چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کا بچہ بچہ ان ظالموں سے نجات چاہتا ہے۔ قیام پاکستان کے وقت بھی لوگوں نے، لوگوں نے نہیں بڑے بڑے علماء نے اعتراض کیا تھا کہ پاکستان بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں یہاں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور آج بھی بڑے بڑے علماء اور سکالر میری اس اقبالی فکر پر اعتراض کریں گے۔ لیکن میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ قیام پاکستان کا فیصلہ بھی درست تھا اور آج میرا اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ بھی درست ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ قیام پاکستان کے مقاصد حاصل نہیں ہو سکے۔ ضروری نہیں کہ اسلامی ریاست کے قیام سے بھی مقاصد حاصل نہ ہوں۔ انشاءاللہ قیام پاکستان کے مقاصد بھی اس اسلامی ریاست کے قیام سے ہی حاصل ہوں گے۔ اور ان مقاصد میں سب سے بڑا مقصد تھا۔ اللہ کے قانون کی حکمرانی اور انشاءاللہ یہ مقصد اسلامی ریاست کے قیام سے ضرور حاصل ہو کر رہے گا۔ جو انان ملت میدان عمل میں اتر چکے ہیں۔ ان کی جدوجہد اور قربانیاں رنگ لائیں گی۔ اور عنقریب دنیا کے نقشے پر ایک اسلامی ریاست ابھرے گی۔ اور وہ ریاست پھر دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دے گی۔

اٹھو! میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو
سلطانیٔ اسلام کا آتا ہے زمانہ
جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

اس کھیت کے ہر خوشہء گندم کو جلا دو

علامہ اقبالؒ نے اسلامی ریاست کا خواب دیکھا تھا۔ اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا تھا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ علامہ کے خواب کو ادھوری تعبیر دے کر چکنا چور کر دیا گیا۔ علامہ کے خواب کو تعبیر دینے کیلئے کتنے ہزار بیٹوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ کتنے ہزار بیٹیوں نے اپنے سہاگ اجاڑے۔ کتنی ہزار بیٹیوں نے اپنی عصمتیں لٹائیں۔ لیکن علامہ اقبالؒ کے خواب کو تعبیر نہ مل سکی۔

ہر انسان کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے

ہر انسان کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ اور انسان جب اپنی عقل کے بل بوتے پر زندگی کے مقصد کا تعین کرتا ہے تو اس میں کسی نہ کسی درجے پر اس کا اپنا مفاد ضرور ہوتا ہے۔ لیکن اگر انسان اللہ کی راہنمائی یعنی وحی کی روشنی میں اپنی زندگی کا مقصد متعین کرے تو اس میں مفاد کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جتنے بھی کام دنیا میں انسان اپنی عقل کی روشنی میں کرتا ہے ہو نہیں سکتا کہ اس کے پیش نظر اس کا کوئی اپنا مفاد نہ ہو۔ کیونکہ عقل انسان سے وہی کام کرواتی ہے جس میں اس کا مفاد ہو۔

اس کے برعکس وحی انسان کے صرف ذاتی مفاد کو پیش نظر نہیں رکھتی بلکہ اس کے سامنے انسانیت کا کلی اور مجموعی مفاد ہوتا ہے۔ لہذا وحی کی روشنی میں اپنی زندگی گزارنے والے انسان کو بعض اوقات ایسے حالات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ جہاں بظاہر اس کا نقصان نظر آتا ہے لیکن اگر اجتماعی طور پر دیکھا جائے تو انسانیت کیلئے وہ ذاتی نقصان، مفید ہوتا ہے۔

انسان اپنی زندگی کے صحیح مقصد کے تعین کیلئے کیا کرے؟

لہذا انسان کو چاہیے کہ اپنی زندگی کے مقصد کے تعین کیلئے اس ذات کی طرف رجوع کرے جو کسی کی طرف داری نہیں کرتی اور غیر جانبداری کے ساتھ ہر شخص کو اس کی زندگی کے مقصد کی

طرف راہنمائی کرتی ہے اور وہ ذات اللہ کی ذات ہے۔

انسان جب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مکمل راہنمائی فرماتا ہے۔ اللہ نے انسان کی راہنمائی کیلئے قرآن مجید نازل کیا ہے۔ اور اس قرآن کے اندر مکمل ضابطہء حیات بیان فرمادیا ہے۔ جو شخص اس قرآن سے راہنمائی حاصل کر کے اپنی زندگی گزارتا ہے۔ اسے مسلمان اور مومن کہتے ہیں۔ اور جو شخص اس قرآن سے اعراض برتتا ہے۔ اور اپنی عقل کے بل بوتے پر اپنا مقصد زندگی وضع کرتا ہے۔ اسے کافر کہا جاتا ہے ۔ گویا اللہ کی ہدایت یعنی قرآن کے مطابق زندگی بسر نہ کرنا کفر ہے۔ اور قرآن کے مطابق زندگی بسر کرنا عین اسلام ہے۔ (ضمناً عرض کرتا چلوں کہ ممکن ہے آپ محسوس کریں کہ اتنے وسیع موضوع کو میں نے چند سطور میں بیان کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ موضوع کافی تفصیل طلب ہے۔ لہذا یاد رکھیں کہ اس پمفلٹ میں صرف چند اشارات اور خلاصہ بیان کیا ہے۔ اور اپنی جدوجہد کا مرکزی نکتہ آپ کے سامنے بیان کیا ہے ورنہ ان تمام امور کی جزئیات پر ایک ضخیم کتاب زیر تصنیف ہے۔ جس میں اس موضوع کی حقانیت پر بے شمار دلائل پیش کیے جائیں گے۔ جن کی بنا پر ہر مسلمان کیلئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اسلامی ریاست کے قیام کیلئے جدوجہد کرے اور بالآخر ریاست قائم کرے تا کہ وہ اور دیگر مسلمان اللہ کے احکامات پر اس طرح عمل کر سکیں جس طرح عمل کرنے کا حق ہے۔)

<u>زندگی گزارنے کیلئے ایک نظام کی ضرورت ہوتی ہے</u>

یاد رکھیں کہ کسی بھی طرح کی زندگی گزارنے کیلئے ایک نظام کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی نظام کے مطابق زندگی گزارنے کیلئے ایک الگ خطہء زمین کی۔ کیونکہ ایک معاشرے میں ایک خطہء زمین پر دو نظام نہیں چل سکتے۔ کسی نظام کے ماننے والے اس نظام کے مطابق زندگی صرف اس صورت میں گزار سکتے ہیں کہ اس خطہء زمین پر جہاں وہ آباد ہوں۔ اسی نظام کی حکمرانی ہو جس کو وہ مانتے ہیں۔ اور جس کے مطابق زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ ورنہ کسی دوسرے نظام کے تحت زندگی

گزارنے سے انہیں اس نظام کے مطابق زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ جس کی اس خطہء زمین پر حکمرانی ہوگی اسی طرح کسی دوسرے نظام کے تحت رہ کر وہ اپنی خواہش کے نظام کے مطابق کسی صورت میں زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ جس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اور انشاء اللہ ہم پیش کرینگے۔

لہذا ایک مسلمان کسی بھی طرح اس نظام کے تحت زندگی نہیں گزار سکتا جو قرآن کی ہدایات کے برعکس ہو۔ کیا مچھلی خشکی پر رہ سکتی ہے؟ کیا کوئی خشکی کا جانور سمندر میں رہ سکتا ہے؟ مسلمان اسی معاشرے میں اسلامی زندگی گزار سکتا ہے۔ جہاں کا نظام اسلامی ہو۔ قرآن کی ہدایات کے مطابق ہو۔ اگر مسلمان کسی غیر اسلامی معاشرے میں زندگی گزارے گا۔ تو وہ زندگی غیر اسلامی تو کہلا سکتی ہے اسلامی نہیں۔ اس کی بھی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اور پیش کی جائیں گی۔

مسلمان ایک الگ تھلگ قوم ہیں

آپ نے بارہا پڑھا اور سنا ہوگا۔ کہ تحریک پاکستان کے دوران قیام پاکستان کے جواز کی سب سے پختہ دلیل یہی تھی کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں ان کا ایک اپنا نظام ہے۔ اور مسلمان اسی نظام کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ کسی اور نظام کے تحت رہ کر وہ اپنی زندگی نہیں گزار سکتے۔ لہذا قیام پاکستان کا مطالبہ زور پکڑتا گیا۔ اور بالآخر پاکستان قائم ہوگیا۔ وہ پاکستان جس کا نظام آج تک غیر اسلامی ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔ ان کے بیان کا یہ موقع نہیں۔ یہ ایک طویل، دلخراش اور تکلیف دہ داستان ہے۔ جو پھر کسی موقع پر بیان کی جائیگی۔

مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ حکمرانی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ کسی انسان کو کسی انسان پر حکمرانی کا کوئی حق نہیں ہے۔ لہذا وہ کسی ایسے نظام کے تحت زندگی گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ جہاں انسانوں کی حکمرانی ہو۔ اور اللہ کی حکمرانی کا مذاق اڑایا جاتا ہو۔ مسلمان صرف اس معاشرے میں اپنی زندگی گزار سکتا ہے جہاں اللہ کی حکمرانی ہو، اور جو غیر اللہ، یعنی کسی انسان کی حکمرانی میں زندگی گزارنا پسند کرے وہ کسی صورت مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کیلئے ایسی ریاست کا

قائم کرنا ضروری ہے جہاں کسی انسان کی حکمرانی نہ ہو بلکہ صرف اور صرف اللہ کی حکمرانی ہو۔اور یہ الفاظ میں اپنے خون جگر سے لکھ رہا ہوں کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی ریاست ایسی نہیں جہاں صرف اور صرف اللہ کی حکمرانی ہو۔لہذا اس وقت امت مسلمہ کا سب سے پہلا کام جو کرنے کا ہے۔ وہ ہے ایک اسلامی ریاست کا قیام۔

اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد جو مسلمان آج سے ہی ایک الگ اسلامی ریاست کے قیام کیلئے جدوجہد کا آغاز نہیں کر دیتا۔ وہ میری بات غور سے سن لے۔ نہ اس کا کلمہ ،کلمہ ہے، نہ اس کی نماز، نماز ہے، نہ اس کا حج، حج ہے نہ کوئی عبادت، عبادت، سب کچھ بیکار۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگ اعتراض کریں اور میری بات سے اختلاف کریں لیکن میں دلائل دوں گا۔اور ثابت کر دوں گا کہ میری دلیل کے رد میں کوئی دلیل ہو تو پیش کریں اگر میں غلطی پر ہوا تو تسلیم کروں گا۔

کیا ہمیں اپنے نظام کے مطابق زندگی گزارنے کا حق نہیں ہے؟

اسلامی ریاست کا قیام ناگزیر ہے۔ یہ ہے قرآنی تعلیمات کا خلاصہ، جدوجہد نبوی کا مرکزی نکتہ اور میری فکر کا نچوڑ۔اور یہی اس کتاب کا عنوان بھی ہے۔

اسلامی ریاست کا قیام کیوں ضروری ہے؟ یہ ہے مرکزی اور بنیادی سوال جس کیلئے یہ کتاب لکھ رہا ہوں۔اور جس کے جواب کیلئے تحریک کا آغاز کر رہا ہوں۔

کیا ہم ساری زندگی یونہی غیر اسلامی اور کافرانہ نظام کے ماتحت رہ کر بسر کرینگے؟ کیا ہمیں اپنی مرضی سے، اپنے نظام کے مطابق جینے کا حق حاصل نہیں ہے؟ کیا پوری روئے زمین پر ہمیں کہیں بھی اپنے نظام (اسلام) کے مطابق زندگی گزارنے کا حق نہیں؟ ہم کافرانہ نظام کے سائے میں اپنی زندگی کیوں گزار رہے ہیں؟ کیا تاریخ میں اس بات کی کوئی سند ہے، کوئی شہادت ہے کہ ایک کافرانہ نظام حکومت کے سربراہ نے کافرانہ نظام ختم کر کے اسلامی نظام اور مومنانہ نظام نافذ کر دیا ہو؟ ہرگز نہیں۔تاریخ ایسی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔البتہ اسلامی ریاست ضرور

قائم ہوئی ہے۔ جہاں مکمل اسلامی نظام نافذ تھا۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔

کوئی کافر اگر اسلامی نظام کے ماتحت رہ کر زندگی گزارنا چاہے۔ تو گزار سکتا ہے کیونکہ اسلام اسے اس کے تمام حقوق دیتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان کسی غیر اسلامی اور کافرانہ نظام کے ماتحت اپنی زندگی نہیں گزار سکتا۔ کیونکہ کافرانہ نظام اسے، اس کے حقوق چاہتے ہوئے بھی نہیں دے سکتا۔ دنیا کے کسی خطے میں مسلمانوں کو ان کے حقوق نہ تو میسر ہیں اور نہ مل سکتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان کو اس کے حقوق صرف اسلامی ریاست میں ہی مل سکتے ہیں۔ جو روئے زمین پر کہیں بھی موجود نہیں۔

افسوس کا مقام

کیا اس سے بڑھ کر کوئی افسوس کا مقام ہے کہ ایک سو پچیس کروڑ (کم وبیش) مسلمانوں کا روئے زمین کے کسی خطے پر نظام موجود نہیں ہے۔ بیشک اس میں مسلمانوں کا اپنا قصور بھی ہے کہ انہوں نے اسلامی ریاست کے قیام کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کی۔ اور خصوصاً ان علماء کی فکر پر تو رونا آتا ہے جو کافرانہ نظام کے تحت برسر اقتدار آنے والوں کو اور اس کافرانہ نظام کو مزید تقویت دینے والوں کو امیر المومنین وغیرہ کے القابات دیتے ہیں۔ اور ان کے دور حکومت کو خلافت راشدہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔

میں امت مسلمہ کے دردمند طبقہ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ یاد رکھو! کافرانہ نظام کی کوکھ سے اسلامی نظام جنم نہیں لے سکتا۔ کافرانہ نظام سے کافرانہ نظام ہی جنم لے گا ان کی شکل وصورت میں کچھ اختلاف ضرور ہو سکتا ہے۔ اصول وضوابط میں نہیں۔

یاد رکھو! اسلامی نظام، کافرانہ نظام کی موت ہے۔ اور کوئی بھی اپنی موت آپ نہیں مرنا چاہتا۔ اور نہ ہی کافرانہ نظام اپنی موت کو دعوت دینے کا متحمل ہو سکتا ہے۔

یاد رکھو! کسی غیر اسلامی ریاست میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے اسلامی ریاست کا قیام ناگزیر ہے۔

یادرکھو! پہلے رہنے کیلئے گھر بنایا جاتا ہے پھر اس میں رہائش رکھی جاتی ہے جہاں اسے تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ جس کا کوئی گھر نہ ہو اس کے تحفظ کا کوئی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ نہ ہی اس کے تحفظ کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ ڈاکو تو ڈاکو رہے اہل محلہ ہی اس کا مال متاع لوٹ لیتے ہیں۔

اے جوانان امت مسلمہ!

اے امت مسلمہ کے نوجوانو! میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ تم کافرانہ نظام کے دام فریب میں نہ پھنس جانا۔ ورنہ یہ نظام تم سے تمہارا دین اور تمہارا ایمان چھین لے گا۔ اپنی دنیا خود بساؤ۔ کافرانہ نظام کے دست و بازو مت بنو۔ کافرانہ نظام کے ذریعے اقتدار حاصل کر کے اسلامی نظام کے قیام کا خواب دیکھنے والے دراصل اس کافرانہ نظام کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں۔ اتنی جدوجہد اگر اسلامی ریاست کے قیام کیلئے کرتے تو میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ کب کی اسلامی ریاست وجود میں آچکی ہوتی۔ کافرانہ نظام کو تقویت دینا اسلام کے ساتھ دھوکا اور فریب ہے۔ غداری ہے۔

میں آپکو تفصیل سے بتاؤں گا اور اپنے موقف پر دلائل پیش کروں گا کہ ایک مسلمان ساری عمر غیر اسلامی اور کافرانہ نظام کے تحت گزار ہی نہیں سکتا۔

جمہوریت اور ملوکیت دو بہنیں ہیں

یادرکھو! ملوکیت اور جمہوریت دو بہنیں ہیں۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ دونوں کے مقاصد ایک ہیں۔ دونوں کا طریقہء واردات ایک ہے۔ دونوں کا مطمع ءنظر ایک ہے۔ دونوں کے مفادات ایک ہیں۔ ملوکیت میں ایک شخص لاکھوں کروڑوں پر حکومت کرتا ہے۔ جبکہ جمہوریت میں سو دوسو افراد لاکھوں کروڑوں پر حکومت کرتے ہیں۔

یادرکھو! اسلام نہ تو ملوکیت سے کوئی تعلق رکھتا ہے اور نہ نام نہاد جمہوریت سے کوئی واسطہ۔ اسلام میں اس طرز کی حکمرانی نہیں ہوتی۔ اسلامی ریاست میں سب اللہ کے قانون کے پابند ہوتے

ہیں۔ سب کے حقوق مساوی ہوتے ہیں۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوتے ہیں۔

ایک سو پچیس کروڑ افراد کا اتفاق رائے

اس وقت روئے زمین پر کم وبیش سوا ارب یعنی ایک سو پچیس کروڑ مسلمان کہلانے والے بستے ہیں۔ گویا

- ایک سو پچیس کروڑ افراد کا کہنا ہے کہ اللہ ایک ہے۔
- ایک سو پچیس کروڑ افراد کا کہنا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
- ایک سو پچیس کروڑ افراد کا کہنا ہے کہ ان کا دین ایک ہے یعنی اسلام۔
- ایک سو پچیس کروڑ افراد کا کہنا ہے کہ ان کا قرآن پر کامل ایمان ہے کہ وہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور اس کے اندر جو کچھ بھی لکھا ہے حرف بہ حرف سچ ہے۔
- ایک سو پچیس کروڑ افراد کا کہنا ہے کہ نماز فرض ہے، روزہ فرض ہے، زکوٰۃ فرض ہے اور حج فرض ہے۔
- ایک سو پچیس کروڑ افراد کا کہنا ہے کہ قیامت آئے گی اور ہر شخص کا حساب ہوگا۔ جزا و سزا ملے گی۔ جنت اور دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔

اسکے علاوہ بھی بہت سی باتوں پر ان ایک سو پچیس کروڑ افراد کا اتفاق ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان ایک سو پچیس کروڑ افراد کا اتنی اہم اور بنیادی باتوں پر اتفاق ہے تو یہ ایک سو پچیس کروڑ تو ایک مضبوط قوم ہیں، ایک امت ہیں، ایک ملت ہیں۔ ان کے ہزاروں ٹکڑے کیسے ہو گئے۔ یہ قوم ہزاروں گروہوں اور فرقوں اور پارٹیوں میں کیوں تقسیم ہو گئی۔ کس نے ان پر یہ ظلم کیا ہے۔ کس نے ان کے گھر میں نقب لگائی ہے۔ کس نے ایک باپ کے ایک سو پچیس کروڑ بیٹوں اور بیٹیوں میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ کس نے ایک سو پچیس کروڑ بھائیوں، بہنوں کو نہ صرف جدا جدا بلکہ ایک دوسرے کا دشمن اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیا۔ کیوں یہ ایک دوسرے کا ناحق گلا کاٹنے لگے۔ اس سوال کا جواب اتنا پیچیدہ بھی نہیں اور اتنا آسان بھی نہیں۔

مسلمان بھائی بھائی ہیں

1۔ مومن آپس میں بھائی بھائی بن جائیں۔

2۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

3۔ حضورؐ نے ہجرت مدینہ کے موقع پر مدینہ پہنچ کر اس بھائی چارے کا عملی مظاہرہ دنیائے کفر کے سامنے پیش کیا۔

4۔ بھائیوں کے درمیان کدورت اور بغض اور نفرت ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ اور اس سے دشمن کو موقع ملتا ہے اور ایک ایک کر کے سب کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ لیکن اگر بھائی متحد ہوں۔ ان کے درمیان کوئی رنجش، کدورت اور بغض نہ ہو تو دشمن کو جرات نہیں ہوتی کہ ان کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔ چہ جائیکہ ان کی طاقت کا شیرازہ بکھیرنے کی کوشش کرے۔

5۔ بھائیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لڑانے والے بہت ہوتے ہیں۔ کسی کی نظر ان کے مال و دولت پر ہوتی ہے۔ کسی کی جائیداد پر۔ کوئی ان کے اتحاد اور طاقت سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ کوئی ان سے حسد کرتا ہے۔ کوئی ان کا دشمن ہوتا ہے۔

6۔ بھائی بھائی کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا۔

7۔ بھائی بھائی کے ساتھ دھوکا نہیں کرتا۔

8۔ بھائی بھائی کے ساتھ ظلم نہیں کرتا۔

9۔ بھائی بھائی کی امانت میں خیانت نہیں کرتا۔

10۔ بھائی بھائی کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

11۔ بھائی بھائی کے دکھ درد میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔

12۔ بھائی بھائی سے محبت کرنے والا ہوتا ہے۔

13۔ بھائی بھائی سے ناراض نہیں ہوتا۔

14۔ بھائی بھائی کی خوشی میں شریک ہوتا ہے۔

15۔ بھائی بھائی کو گالی نہیں دیتا۔

16۔ بھائی بھائی سے جھگڑا نہیں کرتا۔

17۔ بھائی بھائی کا خون نہیں بہاتا۔

18۔ جب ہم عہد کرلیں گے کہ ہم بھائی بھائی ہیں، ہم آپس میں کبھی نہیں لڑیں گے۔ تو لڑانے والے پریشان ہو جائیں گے۔ پھر وہ ہمارے درمیان پھوٹ ڈالنے کی سرتوڑ کوشش کریں گے۔ لیکن میں شیطان صفت لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم اب ان کے دھوکے میں آنے والے نہیں ہیں۔ ہمیں اب شعور آ چکا ہے۔ پہلے ہم ان کے کہنے پر آپس میں لڑتے تھے اور اپنی جانیں ضائع کرتے تھے۔ لیکن اب ان کے کہنے میں نہیں آئیں گے۔ او۔ نحد رہنے کیلئے اور بھائی بھائی بن کر رہنے کیلئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔ یہاں تک کہ جان بھی دینی پڑی تو دے دیں گے۔ لیکن بھائی سے دشمنی نہیں کریں گے۔ بھائی کا گلا نہیں کاٹیں گے۔ بھائی کا گھر نہیں اجاڑیں گے۔ بھائی کے بچوں کو یتیم نہیں کریں گے۔

19۔ اچھے بھائی اور بُرے بھائی۔ اچھے بھائی کی حوصلہ افزائی کرو۔ بُرے بھائی کی اصلاح کرو تا کہ وہ بھی اچھا بن جائے۔ لیکن نفرت کسی سے نہ کرو۔ نفرت اس کی برائی سے کرو۔ اور اسے دور کرنے کی کوشش کرو۔ اور اسے اچھائی میں بدل دو۔

20۔ بھائی چارہ قائم کرنے کیلئے اور اتحاد قائم کر۔۔۔ اور برقرار رکھنے کیلئے نماز سب سے افضل اور بہترین عمل ہے۔

21۔ مسلمانوں کے اندر اجتماعیت ہی اجتماعیت ہے۔ جس نے اجتماعیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ گویا اس نے امت کو ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی۔ اور جو امت یا جماعت سے

الگ ہوا گویا اس نے اللہ سے بغاوت کر دی۔ اور اللہ سے اعلان جنگ کر دیا۔

22۔ مسلمانوں کے دو گروہ نہیں ہو سکتے۔ مسلمان خود ایک گروہ ہیں۔ دوسرا گروہ کفار کا ہے۔ لہذا جو مسلمان آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنے کے لئے تیار ہیں۔ متحد ہو کر رہنے کیلئے تیار ہیں۔ حقیقت میں وہی مسلمان ہیں۔ جو آپس میں لڑتے نہیں ہیں۔ ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتے ہیں۔ ایکدوسرے کا خون نہیں بہاتے۔ ایکدوسرے کے خلاف دل میں کدورت اور بغض نہیں رکھتے۔

<u>خلاصہ کتاب</u>

ہمارے زوال کا واحد سبب، امت مسلمہ کا ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانا ہے۔ آج ہم ہزاروں فرقوں، گروہوں اور پارٹیوں میں بٹ چکے ہیں۔ اسی لئے ذلت وخواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اگر ہم متحد ہوتے تو نہ صرف یہ کہ اس قدر ذلیل وخوار نہ ہوتے بلکہ اس وقت دنیا کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں ہوتی۔ اللہ کا نظام زمین کے بڑے حصے پر نافذ اور غالب ہوتا۔ لیکن افسوس کہ دُنیا کی قیادت کیلئے تیار کی والی جماعت یعنی امت مسلمہ خود انتشار کا شکار ہوگئی اور فرقوں، گروہوں اور پارٹیوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔ اور اس لعنت کو گلے کا ہار بنانے میں دشمنوں سے زیادہ انہوں نے جرات اور دیدہ دلیری کا مظاہرہ کیا۔ اور آج ہر شخص اس لعنت کو گلے کا ہار بنائے، خوش وخرم اور مطمئن بیٹھا ہے۔ آج مسلمان اس بات کو بھول چکا ہے کہ یہ فرقے اور یہ پارٹیاں تو غلامی کے طوق ہیں جو اس جیسے کروڑوں مسلمان اپنے گلے میں لٹکائے پھرتے ہیں۔ اس فرقہ اور اس کی پارٹی تو صرف امت مسلمہ ہے جس کا آج روئے زمین پر صرف نام باقی ہے لیکن اس کا وجود نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جن سے اس کا وجود تھا وہ اس کو چھوڑ کر نئے نئے فرقے اور نئی نئی پارٹیاں بنا کر اللہ کی مخلوق کو گمراہ کر رہے ہیں۔

مسلمانو! اب ہوش کرو، تمھاری جماعت صرف اور صرف امت مسلمہ ہے۔ باقی تمام فرقے، جماعتیں، تنظیمیں، تحریکیں، گروہ اور پارٹیاں تمھاری جماعت یعنی امت مسلمہ کی بربادی کا باعث بن رہے ہیں۔ چھوڑ دو ان فرقوں اور پارٹیوں کو اور واپس اپنی جماعت میں آجاؤ امت مسلمہ کو

تقویت دو۔ امت مسلمہ کے دست و بازو بنو۔ امت مسلمہ کو فعال کرو۔

امت مسلمہ کو منظم اور مستحکم کرو۔ کیونکہ یہ روئے زمین کی واحد جماعت ہے جو کسی شخص کی نہیں۔ کسی فرقے کی نہیں۔ کسی مولوی کی نہیں کسی پیر کی نہیں۔ کسی سیاسی لیڈر کی نہیں۔ بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جماعت ہے اور ہر مسلمان اس کا رکن ہے۔ لہذا ہر مسلمان پر یہ بنیادی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ غیروں کے بنائے ہوئے فرقوں اور پارٹیوں کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ؐ کی بنائی ہوئی جماعت یعنی امت مسلمہ میں واپس آجائے۔ اسی میں ہم سب کی فلاح ہے۔ یہی ہماری کامیابی اور بقا کا راز ہے۔ یہی راستہ جنت کو جاتا ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔

سُنی، شیعہ، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث بھائیوں سے دردمندانہ اپیل

آپ میرے بھائی ہیں۔ میں اللہ کا ایک ادنیٰ سا نوکر ہوں۔ اور حضورؐ کا ایک ادنیٰ سا پیروکار، اللہ کا نوکر اور حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کا پیروکار ہونے کے ناطے میرا فرض ہے کہ میں تمام انسانوں کی خیر خواہی کروں۔ سب کا بھلا چاہوں۔ سب انسان میرے بھائی ہیں۔ میں سب کا خیر خواہ ہوں جس طرح سب کا خیر خواہ ہوں۔ اسی طرح آپکا بھی خیر خواہ ہوں۔

آپ کے اور میرے درمیان سو اختلاف سہی۔ لیکن آخر ہم دونوں بھائی ہیں۔ ایک آدمؑ کی اولاد ہیں۔ ایک اللہ کے نوکر اور غلام اور بندے ہیں۔ ایک رسول کے پیروکار ہیں۔ آپ کو مجھ پر یا مجھے آپ پر کوئی فضیلت نہیں۔ سوائے تقویٰ کے۔ وہ بھی اللہ کے ہاں ورنہ کسی اور کے روبرو ہم دونوں برابر ہیں۔ ایک آدمؑ کے بیٹے۔ ایک اللہ کے نوکر اور ایک رسولؐ کے پیروکار۔

ہم بھائیوں کے درمیاں اختلاف ڈالنے والا ہمارا بھائی یا دوست یا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ وہ صرف اور صرف ہمارا دشمن ہے۔ اللہ کا دشمن ہے۔ اللہ کے رسول کا دشمن ہے۔ اللہ کے دین کا دشمن ہے۔ وہ ہمارا بھائی نہیں۔ وہ شیطان کا بھائی ہے۔ کیونکہ شیطان اللہ کو مانتا ہے۔ اللہ کی نہیں مانتا۔ اگر ہم اللہ کو مانتے ہیں اور اللہ کی مانتے ہیں تو پھر تو ہم صحیح معنوں میں اللہ کے نوکر اور غلام اور بندے ہیں

۔اور اگر اللہ کو تو مانتے ہیں ۔اور اللہ کی نہیں مانتے تو ہم شیطان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔اور ہم سب شیطان کے بھائی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔لیکن یہ شیطان ہمیں متحد اور بھائی بھائی نہیں دیکھ سکتا۔لہذا جب بھی ہم متحد ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ ہمارے درمیان رخنہ ڈال دیتا ہے۔ ہمارے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے۔اور ہم آرام سے اس کے بہکاوے میں آجاتے ہیں۔اور اس کو پہچاننے کی قطعاً کوشش نہیں کرتے۔کبھی یہ کسی عالم کے روپ میں آتا ہے کبھی حکمران کے روپ میں، کبھی کسی پیر کے روپ میں کبھی ہمارے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے الغرض سو بھیس بدل کر آتا ہے تاکہ یہ بھائی کبھی اکٹھے نہ ہوسکیں۔

اور ایک دوسرے سے دست وگریبان رہیں۔ایک،دوسرے کا گلا کاٹتے رہیں۔

ہم تو ٹھہرے اللہ کے نوکر۔ہمیں تو ہر حال میں اللہ کی نوکری کرنی ہے۔اور نوکری بھی ایسی کرنی ہے۔جیسی ہمارا مالک چاہے۔اگر ہمارا مالک کہے کہ تم سب بھائی بھائی بن کر رہو۔ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو۔ایک دوسرے کو گالی مت دو۔ایک دوسرے کا خون نہ بہاؤ۔آپس میں تفرقہ نہ کرو۔متحد رہو۔اکٹھے رہو۔سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند رہو۔اور ہم اس کے برخلاف بھائی بھائی بن کر رہنا تو درکنار، متحد اور اکٹھے رہنا تو درکنار، سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر رہنا تو درکنار، الٹا ایک دوسرے کا خون بہانے لگیں۔ایک دوسرے کو نیچا دکھانے لگیں۔ آپس میں تفرقہ کرنے لگ جائیں۔پارٹی بازی کرنے لگ جائیں۔گروہ بندی ہونے لگے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔تو یہ مالک کی نوکری تو نہ ہوئی۔یہ تو کھلی بدمعاشی ہے، کھلی غنڈہ گردی ہے۔کھلی منافقت ہے، مالک کی کھلی نافرمانی ہے۔ مالک کی توہین ہے۔اور آپ تو جانتے ہیں کہ کوئی مالک اپنی نافرمانی برداشت نہیں کرتا، اپنی توہین برداشت نہیں کرتا وہ یا تو نوکر کو سزا دیتا ہے یا اسے نوکری سے نکال دیتا ہے۔

ہمیں اپنے مالک کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ۔ اس کی توہین کا ذرا خیال نہیں ۔ ہمیں اس کی نافرمانی کا ذرا احساس نہیں ہے۔ ہم ڈنکے کی چوٹ پر اس کی نافرمانی کرتے اور پھر یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم اس کے نوکر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم دعویٰ تو کرتے ہیں۔ کہ ہم اللہ کے نوکر ہیں لیکن دراصل ہم شیطان کی نوکری کر رہے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ یہی تو شیطان ہم سے کرانا چاہتا ہے۔

غور سے سنو! ابھی ہمارے مالک نے ہمیں نوکری سے نہیں نکالا۔ بلکہ ہمیں سزا دے رہا ہے۔ کیونکہ ہم اپنے مالک کے نافرمان اور باغی بنے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے کہ مالک ہمیں نوکری سے نکال دے اور کسی اور قوم کو نوکری عطا کر دے۔ ہمیں پھر سے اپنے مالک کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا ہوگی ۔ بھائی بھائی بننا ہوگا۔ متحد ہونا ہوگا۔ تفرقہ بازی چھوڑنی ہوگی۔ شیطان کا نقش قدم چھوڑنا ہوگا۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا۔

شیطان ہمیں ایک قوم نہیں بننے دیتا۔ اس نے ہمیں مختلف گروہوں، مختلف پارٹیوں اور مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ حالانکہ دیکھا جائے تو ہمارے مختلف فرقوں اور پارٹیوں میں تقسیم ہونے کی کوئی ٹھوس وجوہات نہیں ہیں۔ مجھے ساری وجوہات کا علم بھی ہے اسی بنا پر کہہ رہا ہوں ۔ ہم بھائیوں کو آپسمیں دست وگریبان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں ضرورت ہے تو بھائی بھائی بن کر رہنے کی۔ متحد ہو کر رہنے کی اور ایک قوم بن کر رہنے کی ۔

آپ میرے بھائی ہیں اور میں آپ کا بھائی۔ پھر ہم دونوں ایک اللہ کے نوکر بھی ہیں۔ تو کیوں نہ اکٹھے ہو کر اللہ کی نوکری کریں۔ ایسی نوکری جیسی ہمارا اللہ، ہمارا مالک، ہمارا حاکم چاہتا ہے تا کہ ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو، ہم سے خوش ہو اور ہمیں انعام و کرام سے نوازے۔

آپ نے زندگی میں بہت سفر کیے ہوں گے۔ اللہ کیلئے نہیں۔ اپنے لیے، اپنے بہن بھائیوں کیلئے اپنے بیوی بچوں کیلئے اور دنیا کمانے کیلئے۔ آج میں اللہ کیلئے آپکو ایک سفر کرنے کی

دعوت دے رہا ہوں۔ آپ نے دنیوی فائدوں کے حصول کیلئے کتنے سفر کیے ہوں گے۔ کتنی تکالیف برداشت کی ہوں گی۔ الغرض کیا کچھ نہیں کیا ہوگا اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ اللہ کیلئے، اللہ کے دین کیلئے، دنیا اور آخرت دونوں کے فائدے کیلئے، یہ معمولی سا سفر اور معمولی سی تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر آپ معمولی سی تکلیف برداشت کر گئے تو آپ سمجھ لیں کہ آپ نے ایسا معرکہ سر کرلیا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

میں نے ہزاروں لاکھوں بھائیوں سے ملاقات کرنی ہے اور آپ کو صرف ایک بھائی سے ملاقات کرنے کو کہہ رہا ہوں۔ کیا یہ کوئی مشکل کام ہے۔ کیا آپ ایک ایسے بھائی سے ایک ملاقات نہیں کرسکتے۔ جس کا مالک وہی ہے جو آپ کا ہے۔ جس کا دین وہی ہے جو آپ کا ہے۔ جو آپ سے ملنے کیلئے بیتاب ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ سب سے، ہزاروں، لاکھوں بلکہ کروڑوں بھائیوں سے فرداً فرداً ملاقات کرسکے۔ اس کیلئے ایک طویل عمر چاہیے۔ اس مختصر سی زندگی میں اس کی اور آپ کی ملاقات کا صرف اور صرف ایک طریقہ ہے۔ کہ آپ اپنی دنیوی مصروفیات سے تھوڑا سا وقت، اللہ کی خاطر، اس بھائی کیلئے نکالیں۔ اور ایک دفعہ اس سے ضرور ملاقات کریں۔ وہ آپ کا بھائی ہے۔ آپ کا خیر خواہ ہے۔ آپ کے مالک کا نوکر ہے۔ آپ کے رسولؐ کا پیروکار اور امتی ہے۔ آپ کا ہمدرد ہے۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ صرف آپ سے ملنا چاہتا ہے کوئی چندہ نہیں مانگ رہا کوئی، لالچ اور مفاد اس کے پیش نظر نہیں۔

اب آپ کا امتحان ہے۔ شیطان دو بھائیوں کو اکٹھے نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ نہیں چاہتا۔ کہ ہم دونوں بھائی آپس میں ملیں۔ لہذا آپ کو جرات کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ ایمان کا ثبوت دینا ہوگا۔ ورنہ یاد رکھو۔ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اگر آج آپ کو یہ معمولی سا کام نہیں کرنے دیا تو زندگی بھر اسی شیطان کے ہاتھوں میں کھیلتے رہو گے۔ یہ آپکو اللہ کا بندہ اور غلام کبھی نہیں بننے دے گا۔ بلکہ ساری زندگی اپنا غلام بنا کر رکھے گا۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ میں جہنم کو شیطان اور اس کے پیروکاروں اور اس

کے غلاموں سے بھر دوں گا۔ لہذا جہنم کا ایندھن بننے کی بجائے ، اپنے بھائی سے ملاقات کر کے شیطان کو راہ حق کے پہلے معرکے ہی میں شکست دے دو تا کہ دوبارہ یہ لعین آپکے راستے میں آنے سے گھبرائے۔

جس نے آج شیطان کو شکست دے دی اور اپنے بھائی سے ملاقات کیلئے چلا آیا۔ سمجھ لو اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ کیونکہ شیطان کو شکست دینا ہی درحقیقت جنت کی طرف پیش قدمی ہے۔ اور جو جنت کی طرف چل پڑا۔ وہ اللہ کے فضل و کرم سے ضرور پہنچ جائے گا اور جو چلے گا ہی نہیں یعنی پہلے قدم پر ہی شیطان سے شکست کھا جائے گا۔ اور شیطان کا غلام بن جائے گا۔ اس کا انجام جہنم کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

آپ اپنے بھائی سے ملاقات کیلئے تشریف لائیں۔ انشاءاللہ آپ کا یہ بھائی، اللہ کا ادنیٰ سا نوکر اور غلام اور رحمت عالم حضرت محمد ﷺ کا یہ ادنیٰ سا سا پیروکار اور امتی آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔ آپ کے گلے شکوے بھی سُنے گا اور آپکو حق سے آگاہ بھی کرے گا۔ تا کہ آپ آسانی کے ساتھ حق اور باطل میں فرق کو پہچان کر حق کا ساتھ دے سکیں۔ اور دُنیا اور آخرت کی نعمتوں سے اپنے دامن کو بھر سکیں۔

بعض افراد میرے اس خط کو پڑھ کر ہنسیں گے۔ یہ جاہل ہیں۔ بعض پڑھ کر اس کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیں گے۔ اور نظر انداز کر دیں گے۔ اور دو چار دن بعد بھول جائیں گے۔ یہ دنیا پرست ہیں۔ اور بعض اس کو اہمیت دیں گے اور سنبھال کر رکھیں گے۔ اور جلد مجھ سے ملاقات کریں گے۔ یہ حق کے متلاشی ہیں۔ حق کی جستجو رکھتے ہیں۔ اللہ کے بندے اور غلام ہیں۔ انہی کیلئے فلاح ہے انہی کیلئے کامیابی ہے۔ انہی کیلئے جنت ہے۔ اللہ ہم سب کو حق کہنے، حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آپ سے ملاقات کا متمنی

آپ کی آمد کا منتظر   آپ کا بھائی   ملک اظہر اسماعیل

اسلام

اسلام نہ سُنی ہے نہ شیعہ، نہ وہابی
اسلام میں فرقوں کا تصور ہے خرابی
اسلام نہیں بھائی کو بھائی سے لڑانا
اسلام نہیں خون مساجد میں بہانا
اسلام میں سلطاد و محکومی نہیں ہے
اسلام میں آقائی و مولائی نہیں ہے
اسلام میں عیاری و روباہی نہیں ہے
اسلام کو شاید کوئی سمجھا ہی نہیں ہے
اسلام میں ہے دجل، نہ دھوکا نہ خیانت
اسلام ہے ہر شخص پہ اک بارِ امانت
اسلام نہیں ہے کوئی مخمل کا بچھونا
اسلام ہے، اک وادیء پُر خار میں ہونا
اسلام تو انسانوں کی وحدت کا امیں ہے
اسلام میں فرقوں کا تصور ہی نہیں ہے
اسلام ہی ہر دُکھ کا مداوا ہے موثر
اسلام میں ہر درد کا دارو ہے میسر
اسلام ہی آزادیء انسان کا پیمبر
کوئی راہ نہیں ہے رہ اسلام سے بہتر

اسلام ہے اک جہدِ مسلسل سے عبارت
اسلام ہے اللہ کی بے خوف عبادت
اسلام نے ہی امن کا پیغام دیا ہے
ہر خیر کو اسلام نے ہی عام کیا ہے
ہے حاکم و محکوم کی تفریق سے بالا
ہے شمعِ توحید کا ہر سمت اُجالا
اسلام ہے سورج کی طرح چاند کی صورت
اسلام کی ہر عہد کو پڑتی ہے ضرورت
طاغوت کو ہے خطرہ اگر کوئی تو اس سے
باطل کو ہے اندیشہ اگر کوئی، تو اس سے
مژدہ ہے ہر اک اسود و احمر کیلئے عام
اسلام ہے باطل کیلئے موت کا پیغام

اب خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ

میرے سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث بھائیو! یقین جانو تمھارے ان ناموں کی وجہ سے نفرتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ مسلمان، مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ دشمن تمھیں ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور بڑی آسانی سے اپنے وار تم پر کر رہا ہے۔ اگر تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات نہ مانی تو یاد رکھو دشمن تم سب کو ایک ایک کر کے نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔ اور تمھاری داستان تک بھی نہ رہے گی داستانوں میں۔

میرے بھائیو! میں جانتا ہوں کہ تمھارا کوئی قصور نہیں۔ تمھیں تو ورغلا کر اس تفرقے کی لعنت میں گرفتار کیا گیا ہے۔ تمھیں عشقِ رسولؐ کے نام پر دھوکہ دیا گیا۔ تمھیں توحید باری تعالیٰ کے نام پر ورغلایا گیا۔ تمھیں حُب اہل بیت کے نام سے شکار کیا گیا۔ تم سے محبت اصحابِ رسول ﷺ کے نام پر دجل اور فریب کیا گیا۔ تمھارا کوئی قصور نہیں تھا۔ تم تو اللہ اور اس کے رسولؐ، اہل بیت رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کی محبت میں ایک دوسرے کے دشمن بنے رہے۔ لیکن اب وقت آ چکا ہے۔ اب تمھاری آنکھیں کھل جانی چاہیے۔ اب تمھیں کسی مغالطے میں نہیں رہنا چاہیے۔ یہ اللہ کے نام پر اللہ کے رسول ﷺ، اہل بیت رسول ﷺ اور اصحابِ رسولؐ کے نام پر تمھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والے تمھارے خون سے ہولی کھیلنے والے، علماء کے دستوں کے دستے قتل کرا دینے والے، بے گناہ اور نہتے نمازیوں کو بموں سے اڑا دینے والے۔ اور تم میں سے کسی کو کافر، کسی کو مشرک، کسی کو بدعتی، کسی کو گستاخِ رسول قرار دے کر تم بھائیوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرتوں کا لاوا بھر دینے والے، تمھارے چندوں سے فیکٹریاں لگانے والے، تم سے دین کی خدمت کے نام پر ایک ایک تقریر اور مجلس کا ایک ایک لاکھ روپے لینے والے۔ ہرگز ہرگز نہ تمھارے خیر خواہ ہو سکتے ہیں نہ دین کے۔ یہ تم سب کے دشمن ہیں۔ یہ اللہ کے دشمن ہیں۔ اللہ کے رسولؐ کے دشمن ہیں۔ اور یہ دین کے دشمن ہیں۔

بھائیو! میں تمھیں کیا کیا سمجھاؤں اور کہاں تک سمجھاؤں۔ صدیاں لگی ہیں ان لوگوں کو تمھاری رگوں میں یہ زہر بھرتے بھرتے۔ میری بات تمھیں سمجھ آئے تو کیسے آئے۔

(تفصیلات صفحہ 26 تا 27 پر)